For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

انتساب

پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے

رکھوالوں کے نام

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

انتساب

پاکستان کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے
رکھوالوں کے نام

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

فہرست مضامین

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

پیش لفظ

30/ستمبر کے اخبارات کی شہ سرخیوں میں جب جنرل پرویز مشرف کی مدت ملازمت میں توسیع اور ان کے اکتوبر 2001ء تک چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی رہنے کی خبریں شائع ہوئیں اور وزیراعظم ہاؤس کے ترجمان کا یہ بیان کہ فیصلے سے فوج کی کمان بدلنے کی بے بنیاد افواہیں اور قیاس آرائیاں ختم ہو جائیں گی تو قوم کے تنے ہوئے اعصاب قدرے ڈھیلے پڑ گئے اور یہ سمجھا جانے لگا کہ معرکہ کارگل کے بعد سے فوجی قیادت اور میاں نواز شریف کے درمیان جو غلط فہمیاں اور تناؤ پیدا ہو گیا تھا اس کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

لیکن وائے افسوس کہ وزیراعظم میاں نواز شریف اپنے ان حواریوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن گئے جو ان کے عقل مند دشمنوں سے زیادہ بے وقوف دوست ثابت ہوئے۔

12/اکتوبر کا منظر بڑا عجیب تھا---

کراچی ایئرپورٹ پر فوجی دستے تیار کھڑے تھے۔ وی آئی پی پارکنگ میں خود اتارنی جنرل کی سیاہ کار پارک کی گئی تھی کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل مظفر عثمانی اور فوجی حکام اضطراب کے عالم میں ٹہل رہے تھے سب کو کولمبو سے چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف کی آمد کا انتظار تھا۔ ایک طرف تو یہ تیاریاں تھیں، دوسری طرف نواب شاہ ایئرپورٹ پر ایک طیارہ پروگرام کے مطابق ان کو گرفتار کر کے اسلام آباد لے جانے کے لئے تیار تھا۔ کراچی آپریشن کامیاب رہا نواب شاہ آپریشن ناکام ہو گیا۔ جنرل پرویز مشرف کو پی آئی اے کی جس

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

پرواز سے کراچی پہنچنا تھا اس کو سول ایوی ایشن کے حکام نے لینڈنگ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ کولمبو کراچی پرواز کے مسافروں کی جانیں خطرہ میں پڑ گئی تھیں۔ فائیو کور کے افسروں اور جوانوں نے بروقت کارروائی کی چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف کی پرواز اتری ان کو مکمل فوجی پروٹوکول دیا گیا۔ ایک نئی تاریخ شروع ہوگئی تھی۔ ایک باب بند ہو گیا تھا۔

کراچی کے ڈیفنس نمبر ایک پر آپریشنل روم قائم کر دیا گیا۔ چیف آف آرمی اسٹاف راولپنڈی و اسلام آباد سے رابطے قائم ہوئے فوج کی قیادت کا کنٹرول موثر طریقہ سے قائم ہو گیا فوج نے اپنے ادارہ کو سیاسی مداخلت سے بچانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ نواز شریف نے آئی ایس آئی کے سربراہ کو چیف آف آرمی سٹاف مقرر کرنے اور جنرل پرویز مشرف کو برطرف کرنے کا جو فیصلہ کیا اس کو فوج نے تسلیم نہیں کیا اس طرح ملک کی متلاطم تاریخ میں پہلی بار فوج نے منتخب حکومت کے سربراہ کے فیصلہ کے خلاف عملی طور پر بغاوت کر دی جس کو غیر ملکی ذرائع ابلاغ نے فوجی انقلاب قرار دیا۔

یہ اقدام جو 12/ اکتوبر کی سہ پہر سے 13/ اکتوبر کی صبح تک محیط رہا غیر متوقع تھا۔ نواز شریف کے دیرینہ اور مستقل حامی تک اس سے انکار نہیں کریں گے کہ ان کا حکمرانی کا انداز بنیادی طور پر شخصی اور بڑی حد تک "خاندان" ہو گیا تھا۔ ملک کی تاریخ میں سب سے زیادہ ووٹ لینے والے تاریخی مینڈیٹ کے حامل وزیر اعظم کو وہ سب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی جو ان کی طرف سے کیا گیا۔

پارلیمنٹ میں ان کو قطعی اکثریت حاصل تھی ان کے اقتدار کو کسی سمت سے خطرہ نہیں تھا، اپوزیشن برائے نام اور ملک سے فرار تھی۔ نواز شریف کو حالات نے تاریخی موقعہ فراہم کیا وہ قوم کی تقدیر بدل سکتے تھے۔ عوام ان کے ساتھ تھے۔ قوم ان کے ساتھ تھی۔ پاکستان کے چند دولت مند، اوسط اور غریب طبقوں کے لئے وہ امید کی

کرن بن رہے تھے۔ بہت سے لوگوں کی امید تھی کہ بزنس مین پرائم منسٹر ملک کی معیشت کو ٹھیک کر دے گا۔ اخراجات پر کنٹرول کرے گا۔ قوم کی لوٹی ہوئی دولت واپس آسکے گی۔ بڑے اور بااثر لوگوں سے قرضے واپس لئے جا سکیں گے۔ یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ نواز شریف نے اپنی ساری توجہ اپنی شان و شوکت پر مرکوز رکھی ان کا انداز حکمرانی بنیادی طور پر شاہانہ ہو گیا تھا عام آدمی کی ان کو سرے سے فکر نہیں تھی جو بے روزگاری اور مہنگائی کے بوجھ تلے دب رہا تھا۔

کسی دور میں اتنی خودکشیاں نہیں کی گئیں جتنی نواز دور میں ہوئیں اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ ملک کے اقتصادی حالات کس سمت میں جا رہے تھے ایک مرحلہ آ گیا تھا جب نواز حکومت کو خود اس کے روایتی حامیوں کی طرف سے بھی دفاع مشکل ہو رہا تھا۔ وزراء کا ایک گروپ تھا جس کو "کچن کیبنٹ" کا نام دے کر ملک کی تقدیر کا مالک بنا دیا گیا۔ اس میں اتنی بدنظمی کی گئی کہ خزانہ کا آزمودہ کار آدمی سرتاج عزیز خارجہ کو چلا رہا تھا۔ خارجہ کا محکمہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ برادر شہباز شریف کے ہاتھوں میں دے دیا گیا۔ تجارت کا آدمی اسحاق ڈار خزانہ سے نمٹ رہا تھا۔ وفاقی کابینہ کا اجلاس مہینوں میں ہوتا تھا جس پر بلوچستان کی نمائندگی صفر اور سندھ کی برائے نام تھی۔ برطرف وزیر اعظم کی سیاسی طاقت کا سرچشمہ پارلیمنٹ تھی وہ پارلیمنٹ جانے کی زحمت کم کرتے تھے۔ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی کی کوئی حیثیت نہیں تھی وزراء تک کو پی ٹی وی کے خبرنامہ کے ذریعہ اہم فیصلوں کا علم ہوتا تھا۔ نواز شریف جس قدر جس طرح خود کو اسلام آباد کی کرسی پر مستحکم کرنے کی کوشش کر رہے تھے عوام سے جو ان کو اقتدار میں لائے تھے ان کا رابطہ ختم ہو رہا تھا۔ یہ اس کا نتیجہ ہے جب ان کی حکومت کو برطرف کیا گیا تو پولیس اور ان کی ایلیٹ فورس کے علاوہ کسی نے مزاحمت تک نہیں کی کوئی آدمی ان کے شہر لاہور میں احتجاج کو نہیں اٹھا۔ اسحاق ڈار، مشاہد حسین، سیف

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

الرحمٰن، نواز حکومت کو ڈبونے کا مشن پورا کر چکے تھے۔

تاریخ کا پہیہ گھوم رہا تھا اور تاریخ کا طالبعلم مبہوت یہ منظر دیکھ رہا تھا کہ ملک میں سب سے بڑا مینڈیٹ حاصل کرنے والی پارٹی کے لیڈر کو پاکستانی فوج اور ملک کی سالمیت کے خلاف سازش کے جرم میں گرفتار کر لیا گیا۔

یہ سب کچھ راتوں رات نہیں ہوا تھا۔

معرکہ کارگل سے 12/ اکتوبر تک صرف چھ ماہ کی مختصر مدت میں واقعات بڑی تیزی سے رونما ہوئے۔

عجلت میں کیے گئے فیصلوں نے فوج اور وزیراعظم کے درمیان اعتماد کو بداعتمادی میں تبدیل کر دیا۔

نااہل، چاپلوس اور عقل کے اندھے لیکن گانٹھ کے پورے میاں نواز شریف کے مشیروں کا ٹولہ اس دوران مسلسل ان کے اقتدار کی کشتی کا بوجھ بڑھاتا رہا، یہ کشتی جس میں کارگل سے مجاہدین کی واپسی کے حکم نے پہلے ہی سوراخ کر دیا تھا ڈوبتی چلی جا رہی تھی--

لیکن-----

وزیراعظم میاں نواز شریف کے مشیر انہیں "میاں دے نعرے وجن گے" اور "ڈٹے رہو میاں صاحب" کی دھن پر نچاتے رہے۔

افلاس، بیروزگاری، غربت اور بھوک کے ہاتھوں عوام خودکشیاں کر رہے تھے اور ہمارا شیر باغ جناح لاہور کی جم خانہ گراؤنڈ میں سینکڑوں پولیس اور خفیہ والوں کے پہرے میں کرکٹ کھیل رہا تھا۔

چوکے، چھکے لگ رہے تھے--

تالیاں بجی جا رہی تھیں--

مطلق العنانیت کا یہ عالم کہ سنگین اور نازک ترین معاملات کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا جاتا تھا۔

کارگل کے شہداء کی روحیں اللہ کے حضور فریاد کناں تھیں۔

اٹلانٹک طیارے کے شہداء کے ورثا پریس کانفرنسیں کر کے اپنے بچوں کے قتل کا الزام حاکمان وقت پر لگا رہے تھے اور وہاں ایک خاموشی تھی سب ہی کے جواب میں---اس سب کا نتیجہ کیا ہوتا--

12/ اکتوبر کے تاریخی سانحے کی وجہ ممکن ہے میاں نواز شریف کا وقتی اقدام رہا ہو لیکن صرف اتنا کہنا کافی نہیں---

صرف فوج کی کمانڈ بدلنا، چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف کو ان لمحات میں برطرف کرنا جب ان کا جہاز فضا میں تھا---

30/ ستمبر کو چیفس آف سٹاف کمیٹی کا چیئرمین بنانے کا اعلان کرنے والے جنرل پرویز مشرف کے جہاز پر پاکستان کے ایئرپورٹ بند کرنا-- یہ سب فوری وجوہات تو تھیں!

لیکن ان کے پس منظر میں بھی بہت کچھ تھا۔

12/ اکتوبر تازیانہ ہے ان کے لئے جو آئندہ اس مملکت خداداد پر حکومت کرنے کے لئے پر تول رہے ہیں--

12/ اکتوبر ایک سبق ہے ان کے لئے جو زمین پر فرعون بن جاتے ہیں۔

12/ اکتوبر سے سبق سیکھیے--

اور--- جان لیجئے کہ آئین ملک بچانے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ ملکی سالمیت برقرار رکھنے کے لئے لکھے جاتے ہیں--

آئین کو ملکی سالمیت پر قربان کیا جا سکتا ہے۔ ملکی سالمیت کو آئین کی بھینٹ نہیں

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

بڑھایا جا سکتا---

اور --- سب سے بڑھ کر یہ کہ پاکستان کے عوام میں ابھی ملی غیرت ختم نہیں ہوئی۔ ان کی غیرت ملی کا امتحان نہ لیجئے---

یہ بے بس، بے کس سہی ---

لیکن --- اتنے بے حس نہیں کہ اپنے ملک پر غیروں کا تسلط ایک لمحے کے لئے برداشت کرلیں --- دنیا کی واحد سپر پاور کو سمجھ آگئی ہوگی کہ چند لوگوں کو اپنا تابع کرنے سے وہ پاکستانی عوام کو فتح نہیں کر سکتے کہ یہ ناقابل تسخیر لوگ ہیں ---

پاکستان کسی کے پاس گروی نہیں رکھا جا سکتا کہ اس کی سرحدوں کے محافظ بڑے چوکس بڑے ہیں باخبر اور بڑے ہی محب وطن ہیں۔

طارق اسمٰعیل ساگر

20/اکتوبر 99ء

12/اکتوبر کی سہ پہر

تدبیر کنند بندہ

12/اکتوبر کی شام جنرل پرویز مشرف چیف آف آرمی سٹاف نے سری لنکا میں اپنے اہم دورے سے واپس کراچی پہنچنا تھا، عین ان لمحات میں جب وہ کراچی پہنچنے کے لئے کمرشل فلائیٹ سے پرواز کر رہے تھے۔ اسلام آباد کے سرکاری ایوانوں میں ایک عجیب و غریب ڈرامہ کھیلا جارہا تھا۔ ان کی آمد سے قبل ہی وزیراعظم میاں نواز شریف نے انہیں ان کے عہدے سے برطرف کرنے کا اعلان کر دیا۔

سب سے پہلے کراچی ایئرپورٹ کی کہانی سن لیجئے جہاں چھ بج کر ۴۰ منٹ تک گومگو کی کیفیت طاری تھی کسی کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہو چکا ہے اور کیا ہونے جا رہا ہے۔ عینی شاہدوں کے مطابق چھ بجکر ۴۰ منٹ پر بریگیڈئر نوید نصر ایئرپورٹ کی عمارت میں داخل ہوئے جن کے حکم پر فوج کے جوانوں نے پوزیشن سنبھال لی۔

تفصیلات کے مطابق منگل کی شام جنرل پرویز مشرف کی برطرفی کی خبر کے بعد سری لنکا سے جنرل پرویز مشرف کی آمد کے باعث ایئرپورٹ پر خصوصی انتظامات

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

تھے۔ شام تقریباً 6/ بجکر 40 منٹ پر ایئرپورٹ سیکورٹی فورس کے کمانڈر بریگیڈیئر نوید نصر تیزی کے ساتھ ایئرپورٹ پہنچے اور وہاں متعین عملے کو ہدایت کی کہ کسی کو ایئرپورٹ کے اندر نہ آنے دیا جائے ان کے احکامات کے ساتھ ہی آمد کے راستے پر فورس نے پوزیشن سنبھال لی تھی۔ 6 بجکر 45 منٹ پر کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل مظفر حسین عثمانی اپنے محافظ جوانوں کے ساتھ پہنچے اور ایئرپورٹ کے اندر گئے ان کے ساتھ 4/ سٹار جنرل کی گاڑی تھی جس کی نمبر پلیٹ ڈھکی ہوئی تھی کچھ دیر بعد نمبر پلیٹ سے کپڑا اتار اگیا اس کے کچھ ہی دیر بعد دوبارہ پلیٹ کو ڈھک دیا گیا۔ اسی طرح کار پر جھنڈا لہرایا گیا اور اتار اگیا۔

اس دوران آرمی چیف کے اہل خانہ جن میں چند خواتین اور مرد حضرات موجود تھے۔ ایئرپورٹ پہنچے جو سب کے سب اندر چلے گئے اور وہاں جنرل پرویز مشرف کا انتظار کرنے لگے جبکہ سیٹ لائٹ کی راہداری میں کور کمانڈر ٹہلتے رہے۔ جنرل پرویز مشرف کے جہاز پی کے 805/ کو 7 بجے ایئرپورٹ پر اترنا تھا جس میں مستقل تاخیر ہوتی رہی 7 بجکر 40 منٹ پر یہ تاثر پھیل گیا کہ جہاز کو نواب شاہ کی طرف موڑ دیا گیا ہے اس دوران کور کمانڈر تیزی کے ساتھ باہر کی طرف روانہ ہوئے وہ مستقل موبائل فون پر بات کر رہے تھے دیگر افسران کے موبائل فون بھی اس دوران مستقل بجتے رہے پھر وہ واپس آکر بورڈنگ برج کے پاس کھڑے ہوگئے اور ایئر فورس کمانڈر کو ہدایت دی جس کے بعد ایئرپورٹ پر ہلچل مچ گئی۔

جنرل عثمانی بورڈنگ برج میں داخل ہوئے اور سیٹ لائٹ کا دروازہ بند کر دیا جس سے جنرل پرویز مشرف کے اہل خانہ میں سراسیمگی سی پھیل گئی وہ پریشان اور متفکر نظر آنے لگے۔ جس سے ایسا محسوس ہونے لگا تھا جیسے کہ جنرل پرویز مشرف کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس دوران بریگیڈیئر نوید نصر جنرل پرویز مشرف کے اہل خانہ کے پاس آئے

اور انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں پھر کہا گیا کہ وہ ٹرمینل ون پر چلے جائیں پریس فوٹو گرافروں نے دھڑا دھڑ جنرل پرویز مشرف کے اہل خانہ اور دیگر کی تصاویر بنائیں جنہیں تصاویر بنانے سے منع کیا گیا اس دوران ملٹری پولیس نے ایئرپورٹ پر دھاوا بول دیا ساتھ ہی فوج نے ٹرمینل کو ٹیک اوور کر لیا اور ایئرپورٹ مکمل طور پر بند کر دیا گیا اور دیگر پروازوں کے اترنے اور پرواز کرنے پر پابندی عائد کر دی گئی۔

جنرل پرویز کا جہاز اترنے کے بعد اسے ٹرمینل ون کی طرف پہنچایا گیا جسے پہلے ہی فوج نے اپنے قبضے میں لے لیا تھا رات 10 بجکر 30 منٹ پر جناح ٹرمینل کے اندر تک فوج کے جوانوں نے پوزیشن سنبھال لی تھی وی وی آئی پی اور وی آئی پی لاؤنج سمیت تمام زینوں اور اندر اور باہر آنے اور جانے والے تمام راستوں کو مکمل طور پر سیل کر دیا گیا تھا۔

ٹرمینل کی اوپری منزل بشمولیت چھت تک فوج کے جوان تعینات تھے بیرون و اندرون ملک جانے والی پروازوں کے مسافروں کو ٹرمینل کے اندر دوسری منزل پر واقع کیفے ٹیریا میں محدود کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے کیفے ٹیریا میں بیٹھنے کی جگہ کم پڑ گئی۔ رش کی وجہ سے کیفے ٹیریا میں کھانے کا سامان ختم ہو گیا اور صبح سے آیا ہوا اسٹاف ڈیوٹی تبدیل نہ ہونے کی وجہ سے تھکن سے بدحال تھا رات گیارہ بجے فوج کے اہلکاروں نے ایف آئی اے اور ایئرلائن کے اسٹاف کو تبدیلی کی اجازت دی اور ان کے کارڈ وغیرہ چیک کر کے انہیں ڈیوٹی پر آنے دیا گیا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ع تدبیر کنند بندہ تقدیر کنند خندہ۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہاں بھی یہی معاملہ ہوا۔ منصوبہ سازوں نے اپنی دانست میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی اور بڑا زبردست منصوبہ بنایا تھا۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

جس وقت چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف اس طیارے میں سوار ہوئے جو انہیں کولمبو سے کراچی لانے والا تھا، عین اسی وقت اسلام آباد میں ان کی برطرفی کے پروانے پر دستخط کر دیئے گئے۔ سہ پہر ساڑھے تین بجے لیفٹیننٹ جنرل ضیاءالدین کو وزیر اعظم ہاؤس بلایا گیا تھا۔ تین بجکر چالیس منٹ پر انہیں آرمی چیف بنانے کی فائل پر دستخط کیے گئے اور ٹھیک بیس منٹ بعد جنرل پرویز مشرف کی برطرف اور نئے آرمی چیف کی تقرری کی خبر ریڈیو اور ٹیلیویژن اسٹیشنوں کے ذریعے عام کر دی گئی۔

پندرہ منٹ بعد، سوا چار بجے چیف آف جنرل اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل محمد عزیز خان نے کور کمانڈرز اور پرنسپل اسٹاف آفیسرز کا ہنگامی اجلاس طلب کیا جو بیس منٹ بعد یعنی چار بجکر 35 منٹ پر شروع ہو گیا۔ لگ بھگ 50 منٹ کے صلاح مشورے کے بعد یہ اجلاس ختم ہوا۔

اطلاعات کے مطابق چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف اور فوج کے دیگر سینئر حکام ایسی صورتحال کیلئے پہلے سے تیار تھے اور کور کمانڈرز اور سروسز چیف پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے کہ مسلح افواج کو تقسیم کرنے کے کسی بھی اقدام کو ہر صورت میں ناکام بنا دیا جائے گا۔

جنرل پرویز مشرف کو اس صورتحال کی اطلاع پرواز کے دوران ملی۔ اسی دوران سول ایوی ایشن اتھارٹی کے ڈائریکٹر جنرل امین اللہ چوہدری نے ڈائریکٹر آپریشن ریڈار یوسف عباس کو فون پر حکم دیا کہ وہ کولمبو سے کراچی آنے والی پرواز پی کے 805 کو کراچی میں نہ اترنے دیں بلکہ اس کا رخ دبئی کی جانب موڑ دیا جائے۔ اطلاعات کے مطابق پی آئی اے کی اس پرواز کو شام 6 بجکر 50 منٹ پر کراچی ایئرپورٹ پر اترنا تھا۔ 6 بجکر 30 منٹ پر طیارے کے پائلٹ کو کراچی ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور سے پیغام دیا

گیا کہ کراچی ایئرپورٹ پر ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہے لہٰذا اب طیارے کو کراچی کے بجائے دبئی میں لینڈ کرنا ہے۔

طیارے میں سوار جنرل پرویز مشرف کو اس ہنگامی صورتحال کے بارے میں طیارے کے عملے نے آگاہ کیا۔ اطلاعات کے مطابق یہ خبر ملتے ہی جنرل پرویز مشرف نے اپنے موبائل فون سے فوری طور پر اعلیٰ حکام سے رابطہ کیا۔ اس سے قبل وہ طیارے کو کراچی کی فضائی حدود میں ہی رکھنے کی ہدایت کر چکے تھے۔ غالباً اس کا مقصد یہ تھا کہ کراچی کی حدود میں موجود رہنے کے باعث وہ موبائل فون کے ذریعے ملک بھر میں کسی سے بھی رابطہ کر سکتے تھے۔ باخبر ذرائع کے مطابق ان کا طیارہ لگ بھگ 55 منٹ تک کراچی پر اڑتا رہا اور اسی دوران جنرل پرویز مشرف نے ان احکامات پر عمل درآمد کی ہدایات دیں جو درحقیقت پہلے ہی طے پا چکے تھے۔

ادھر اسلام آباد میں شام ساڑھے پانچ بجے کور کمانڈرز اور پرنسپل اسٹاف آفیسرز کا وہ اجلاس ختم ہو چکا تھا جو چیف آف جنرل اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل محمد عزیز خان نے طلب کیا تھا۔ اجلاس کے متفقہ فیصلے کے مطابق ٹین کور کے کمانڈر کے ذریعے بریگیڈ III کو ایک خصوصی مشن سونپا گیا جس نے آدھے گھنٹے کے اندر اندر ٹیلیویژن، ریڈیو، وزیر اعظم ہاؤس، ٹیلیفون ایکسچینجوں، وزارت خزانہ اور اسلام آباد ایئرپورٹ کا کنٹرول سنبھال لیا۔ اطلاعات کے مطابق چھ بجے کے فوراً بعد جنرل پرویز مشرف کی برطرفی کی خبر ٹیلی کاسٹ ہونے سے رکوا دی گئی۔ اسلام آباد ٹیلیویژن پر پہلے ایلیٹ فورس پولیس نے اسٹیشن کو گھیرے میں لے کر اس کا کنٹرول سنبھال لیا، فوجیوں سے لڑائی کی اور ان کا اسلحہ چھین لیا۔ یہ اطلاع جونہی جی ایچ کیو پہنچی ایک کرنل کی معیت میں اضافی فوجی دستے ٹی وی اسٹیشن پہنچائے گئے جنہوں نے پولیس ایلیٹ فورس کو قابو کیا اور اسے ٹی وی سینٹر سے نکال کر پورے سینٹر کا کنٹرول سنبھال لیا۔

BC
urdufans.com
For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

سہ پہر تین بجکر چالیس منٹ پر جنرل پرویز مشرف کی برطرفی اور نئے چیف آف آرمی اسٹاف کی تقرری کے پروانے پر دستخط کئے گئے تھے۔

شام چھ بجکر پندرہ منٹ تک فوج کنٹرول سنبھال چکی تھی اور دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ نے کہنا شروع کر دیا تھا کہ نواز شریف حکومت ختم ہو چکی ہے۔

سارا کھیل گویا دو گھنٹے 35 منٹ تک جاری رہا۔

دو گھنٹے 35 منٹ میں ملکی تاریخ کا ایک اہم باب بند ہوا اور ایک نئے باب کا آغاز ہو گیا۔

○

نواز شریف حکومت نے چیف آف آرمی اسٹاف کے خلاف کارروائی کرنے کیلئے اپنے حساب سے بڑی درست ٹائمنگ کی تھی۔ ان کی برطرفی اور نئے چیف آف آرمی اسٹاف کی حیثیت سے لیفٹیننٹ جنرل خواجہ ضیاء الدین کی تقرری کی یہ کارروائی اس وقت کی گئی جب جنرل پرویز مشرف کا طیارہ کولمبو سے روانہ ہو چکا تھا۔

یہ کارروائی ایک ایسے وقت، جب جنرل پرویز مشرف ایک عام کمرشل پرواز میں سفر کر رہے تھے۔ کرنے کا مقصد یقینی طور پر انہیں کسی جوابی کارروائی سے معذور کرنا تھا یہ ایک عجیب و غریب صورتحال تھی کیونکہ چیف آف آرمی اسٹاف اس وقت فضا میں تھے اور اگلے دو ڈھائی گھنٹے تک انہیں فضا میں ہی رہنا تھا۔

تاہم نواز شریف حکومت کی یہ کوشش خود فوج کی پہلے سے طے شدہ حکمت عملی اور جوابی درست ٹائمنگ کی بدولت ناکام ہو گئی۔ جنرل پرویز مشرف ابھی فضا میں ہی تھے کہ فوج نے سرعت سے کارروائی کر کے ملک کا کنٹرول سنبھال لیا۔ وزیراعظم نواز شریف اور لیفٹیننٹ جنرل خواجہ ضیاء الدین کو فوجی افسروں نے جو کور کمانڈر کے ہمراہ

وزیراعظم ہاؤس آئے تھے احترام کے ساتھ جی ایچ کیو کانفرنس کے فیصلے سے آگاہ کرتے ہوئے کہا کہ فوج نے کنٹرول سنبھال لیا ہے۔

اطلاعات کے مطابق کور کمانڈرز اور مسلح افواج کے سربراہ پچھلے ماہ منعقد ہونے والے اپنے دو اجلاسوں میں متفقہ طور پر یہ طے کر چکے تھے کہ مسلح افواج کو تقسیم کرنے کیلئے سامنے آنے والے کسی بھی اقدام کو ہر صورت میں ناکام بنا دیا جائے گا۔ اسی لئے چیف آف جنرل اسٹاف لیفٹیننٹ جنرل محمد عزیز اور دسویں کور کے کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل محمود احمد نے پورے ہنگامی آپریشن کو بہت تیزی سے کامیاب انجام تک پہنچایا۔

○

اس دوران اخبارات کے دفاتر میں چوبیس گھنٹوں سے گویا قیامت برپا تھی۔ سارا ملک اخبارات کی جانب سوالیہ نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ ہزاروں فون آ رہے تھے جن میں یہ استفسار کیا جا رہا تھا کہ ملک میں اصل صورتحال کیا ہے؟ کیا مارشل لاء نافذ ہو چکا ہے؟ کیا وزیراعظم نواز شریف اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے؟ کیا اسمبلیاں توڑ دی گئی ہیں؟ کیا کوئی نگران حکومت بننے والی ہے؟ کیا نئے انتخابات ہونے والے ہیں؟ کیا موجودہ اسمبلی کے اندر ہی سے کسی ان ہاؤس تبدیلی کے ذریعے کوئی نیا وزیراعظم نامزد ہونے والا ہے......"

تب ان سوالوں کا جواب کسی کے پاس نہیں تھا۔

جس روز حکومت کی برطرفی کی کارروائی ہوئی، اس روز خیال یہ تھا کہ رات گئے جب جنرل پرویز مشرف قوم سے خطاب کریں گے تو صورتحال واضح ہو جائے گی۔ بہت سے سوالوں کا جواب مل جائے گا۔

مگر اس تقریر سے بھی صورتحال کا ابہام دور نہ ہو سکا۔ کیونکہ ابھی انہوں نے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

خطاب نہیں کیا تھا۔ بہت مختصر تقریر کی تھی۔
چیف آف آرمی اسٹاف کی تقریر کا ٹیپ ٹیلیویژن پر رات کئی گھنٹے تک چلایا جاتا
رہا۔ کہا جاتا ہے کہ اس خطاب کو ٹیلی کاسٹ کرنے میں تاخیر کا ایک سبب امریکی
وزارت خارجہ کا فوری رد عمل تھا جو نواز شریف حکومت کی برطرفی کے کچھ دیر بعد ہی
سامنے آگیا تھا۔ امریکہ نے نواز حکومت کی برطرفی پر براہ راست تبصرہ سے اگرچہ گریز
کیا تھا تاہم آئین کا احترام کرنے کا اشارہ بھی دیا تھا۔ امریکی دفتر خارجہ کے ترجمان جیمز
روبن نے کہا تھا کہ امریکہ پہلے بھی کہہ چکا ہے اور دوبارہ اعادہ کیا جاتا ہے کہ پاکستان
میں آئین کا احترام کیا جانا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ فوجی انقلاب کے حوالے سے
حقائق معلوم کئے جارہے ہیں اور اگر کوئی فوجی انقلاب پاکستان میں وقوع پذیر ہو چکا ہے
تو امریکہ کی خواہش ہے کہ کم سے کم ممکنہ وقت میں جمہوریت بحال کی جائے۔ امریکہ
جمہوریت کی بحالی کا خیر مقدم کرے گا۔ جیمز روبن نے کہا کہ پاکستان کو ایک سیاسی
بحران کا سامنا ہے تاہم فی الوقت اس بحران کی صورتحال واضح نہیں ہے۔ انہوں نے
کہا کہ امریکہ آزادی صحافت اور سیاسی مظاہروں کے خلاف طاقت کے استعمال کا بھی
مخالف ہے تاہم غیر آئینی اقدامات کی کسی طور حمایت نہیں کی جاسکتی۔ امریکہ اور پاکستان
کے مابین معمول کے تعلقات بحال رہیں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی وزیر خارجہ
میڈلین البرائٹ پاکستان میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لے رہی ہیں اور
صورتحال واضح ہونے پر پاکستان سے رابطہ کیا جائے گا۔ اس سے قبل امریکہ کے نائب
وزیر خارجہ کارل انڈرفرتھ نے امریکہ میں پاکستانی سفیر سے ملاقات کر کے تفصیلات
حاصل کیں۔

مذکورہ امریکی رد عمل کے باعث، اطلاعات کے مطابق جنرل پرویز مشرف کی
تقریر ٹیلی کاسٹ کرنے میں تاخیر ہوئی۔ اتنی تاخیر کہ رات کے آخری حصے میں اسے

ٹیلی کاسٹ کیا گیا تاہم اس تقریر کے بعد بھی سیاسی سطح پر ابہام دور نہ ہو سکا۔ آرمی
چیف جنرل پرویز مشرف نے اپنے مختصر خطاب میں نئی صورتحال کے پس منظر سے
عوام کو آگاہ کرنے کے ساتھ مختصراً ان وجوہ پر روشنی ڈالی کہ اس اقدام کے محرکات کیا
تھے۔ آنے والے دنوں میں یہ دھند یقیناً چھٹ گئی۔ فی الوقت نئے سیٹ اپ کیلئے میاں
اظہر، آفتاب شیر پاؤ، ریٹائرڈ جسٹس سجاد علی شاہ اور دیگر لوگوں کے نام لئے جارہے
تھے۔ اطلاعات کے مطابق بعض سیاستدانوں سے رابطے کئے جارہے تھے اور کچھ حلقوں
کی جانب سے نئے وزیر اعظم کے طور پر ایک ”سرپرائز“ کی باتیں کی جارہی تھیں۔

○

سسٹم کو چلانے کیلئے طے شدہ اور فطری اصولوں سے ہٹ کر کوئی قدم اٹھایا جائے
اور پھر اسی کو صائب اور دانشمندانہ فیصلہ تصور کر لیا جائے تو اس کا انجام وہی ہوتا ہے
جس سے بھاری مینڈیٹ والی میاں نواز شریف کی حکومت کو دوچار ہونا پڑا۔ فوجی
ایکشن کے ذریعہ کسی جمہوری حکومت کو ختم کرنا یقیناً قابل تعریف اقدام نہیں ہو سکتا
لیکن جب حکمرانوں کی جانب سے خود ہی تبدیلی کے تمام قانونی اور آئینی راستوں کو بند
کر کے بادشاہت والا راستہ اختیار کر لیا جائے تو پھر پریشان حال اور بیزار عوام کو سکھ
سانس فراہم کرنے کے لئے فوجی ایکشن والا غیر جمہوری راستہ ہی اختیار کیا جاسکتا ہے
اگر ہمارے ملک میں غیر جمہوری یا غیر آئینی طریقے سے جمہوریت کی بساط لپیٹی گئی
تو اس کی ذمہ داری ہمارے حکمران طبقہ پر ہی عائد ہوتی ہے۔ میاں نواز شریف یقیناً
زعم میں مبتلا رہے ہیں کہ ان کا ہر نشانہ ہر وقت اپنے اصل ہدف پر ہی لگے گا۔ مع
وزیر اعظم میاں نواز شریف اپنے عوامی مینڈیٹ کے زور پر قومی اداروں کے
چھیڑ چھاڑ کی پالیسی پر مسلسل گامزن رہے اور اتفاق سے اس چھیڑ چھاڑ میں انہیں

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

درپے کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں جس سے ان کے حوصلے مزید بلند ہوئے اور انہیں اسی بلند حوصلگی میں ہی یہ گمان ہوا ہو گا کہ ملک کی مسلح افواج میں ہر شخصیت کے ساتھ "جے کے" والا سلوک ہو سکتا ہے۔

کارگل سیکٹر کے حوالے سے حکومت اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف کے مابین پیدا ہونے والی کشیدگی اور بدگمانی ایسی نہیں تھی کہ اس کا آسانی سے توڑ کر کے چیف آف آرمی سٹاف کو حکومتی مقاصد کے آگے "سرنڈر" ہونے پر مجبور کر دیا جاتا مگر اس حقیقت کے باوجود حالات کی نزاکت کا ادراک نہ کیا گیا۔ چیف آف آرمی سٹاف کو آرمی چیف کا منصب چھوڑنے پر مجبور کیا گیا جس میں ناکامی کے بعد انہیں مجبوراً ایک ہی میعاد کے لئے فوجی قیادت کے دو اعلیٰ مناصب سے سرفراز کر دیا گیا۔ اگر یہ معاملہ نیک نیتی سے طے کیا گیا ہوتا تو یقیناً آرمی چیف کی جانب سے کوئٹہ کے کور کمانڈر کو فارغ اور منگلا کے کور کمانڈر کو تبدیل کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی مگر حکومت کی جانب سے چھیڑ چھاڑ کی پالیسی برقرار رکھی گئی اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی جیسے آرمی چیف حکومت ہی کے اشاروں پر چل رہے ہیں۔ اس تاثر کو زائل کرنے کے لئے جنرل پرویز مشرف نے ملک کی اقتصادی، امن و امان اور کشمیر کی صورت حال کے حوالے سے بیان جاری کیا جو حکومت کے خلاف ایک قسم کی چارج شیٹ تھی۔ ان حالات میں کسی اندھے کو بھی سمجھ آ رہی تھی کہ حالات کیا رخ اختیار کر رہے ہیں مگر حکمرانوں کے ذہنوں میں بھاری مینڈیٹ کا زعم برقرار رہا۔ حالانکہ حالات ایسے بن گئے تھے کہ ملک کی مسلح افواج نے بطور ادارہ خود کو محفوظ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ان حالات میں میاں نواز شریف کے لئے چیف آف آرمی سٹاف کو برطرف کرنے کا آئینی اختیار حاصل ہونے کے باوجود ان کے لئے یہ اختیار استعمال کرنا ناممکن بن گیا تھا۔ اسی مجبوری کی بنیاد پر چیف آف آرمی سٹاف کے دونوں مناصب دو سال کے لئے مستقل کئے گئے مگر پھر جب چیف آف آرمی سٹاف سر... لنکا گئے تو اس دوران اقتدار کے ایوانوں میں کھچڑی پکی اور پلاننگ تیار ہوئی کہ جنرل پرویز مشرف سے بھی سابق وزیراعظم محمد خاں جونیجو جیسا سلوک کیا جائے لیکن یہ ساری چالیں دھری کی دھری رہ گئیں کیونکہ پاکستانی فوج کی اہلیت کا اندازہ بدقسمتی سے ملک کے وزیراعظم کو نہیں تھا۔

○

12/ اکتوبر کو پاکستان کی سیاسی تاریخ میں ہونے والے دو اہم واقعات اتنی تیزی سے وقوع پذیر ہوئے کہ لمبے عرصے تک بڑے بڑے "باخبر" جن میں اپنے اور پرائے سب ہی شامل تھے صورتحال کا صحیح اندازہ ہی نہیں لگا سکے اور رات دیر گئے تک یورپی اور بھارتی ذرائع ابلاغ بھی گومگو صورتحال کا شکار رہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہیں ہوگا کہ پاکستان آرمی نے جس تیزی اور خاموشی سے اپنا کام مکمل کیا وہ ان کی پیشہ وارانہ اہلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ 12/ اکتوبر کی شام 6 بجکر 10 منٹ پر جب پاکستان آرمی نے پی ٹی وی اور ریڈیو پاکستان کا کنٹرول سنبھالا تو لاہور کے صحافیوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ جنرل خواجہ ضیاء الدین کی فوج ہے یا جنرل پرویز مشرف کی حمایتی فوج اور فوج کی کمانڈ نے بالخصوص اس امر کا اہتمام کیا تھا کہ کوئی غلط قیاس آرائی اور مبالغہ آرائی کو ہوا نہ ملے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی حساس مقام پر جب کسی فوجی افسر کا سامنا کسی اخبار ایجنسی کے رپورٹر سے ہوا اس نے کسی سوال کا واضح جواب نہیں دیا اور یہی کہا کہ معمول کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

حالات و واقعات کس تیزی سے وقوع پذیر ہوئے اس کی رفتار کا اندازہ ان واقعات سے لگا لیجئے کہ 3 بجکر 40 منٹ پر وزیراعظم کی طرف سے چیف آف آرمی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

3C
dufans.com

سٹاف جنرل پرویز مشرف کو اپنے عہدے سے ہٹانے کا اعلان کیا جس پر چار بجکر پندرہ منٹ پر کور کمانڈرز کا اجلاس منعقد ہو گیا جس میں وزیراعظم کے اس فیصلے کو ناپسندیدہ قرار دیا گیا اور فوج نے اپنی حکمت عملی تیار کر لی۔

ساڑھے پانچ بجے چیف آف جنرل سٹاف محمد عزیز خان جنہیں جنرل مشرف کے ساتھ ہی رخصت کرنے کا اعلان کیا گیا تھا نے راولپنڈی میں موجود مشہور بریگیڈ 111 دن ون ون کو تمام حساس عمارات کا کنٹرول سنبھالنے کے احکامات جاری کر دیئے اور آدھے گھنٹے میں 111 کے کمانڈوز نے یہ آپریشن مکمل کر لیا۔ اس سلسلے میں انہیں صرف پی ٹی وی اسلام آباد کے مین گیٹ پر کچھ مزاحمت کا سامنا ہوا لیکن یہ مزاحمت زبانی کلامی رہی اور یہاں موجود ایلیٹ فورس کے جوانوں نے گیٹ کھول دیا جس پر جوان اندر داخل ہو گئے جہاں میاں نواز شریف جنرل ضیاء الدین کو چیف آف آرمی سٹاف کے تمغے سجانے کی رسم ادا کرنے کے لئے موجود تھے یہاں سے وزیراعظم نے قوم سے ہنگامی خطاب کرنا تھا اور وزیراعظم کی خواہش تھی کہ جتنی جلدی ممکن ہو یہ خبر آن ایئر چلی جائے تاکہ آرمی کو اپنے چیف آف سٹاف کی تبدیلی کا علم ہو جائے لیکن ع تدبیر کنند بندہ تقدیر کنند خندہ کے مصداق ان کا یہ منصوبہ مکمل نہ ہوا گو کہ اس دوران دو خصوصی بلیٹن کے ذریعے جنرل مشرف کی برطرفی اور نئے آرمی چیف کی تقرری کی خبریں جاری ہو گئی تھیں لیکن اس کے آگے کچھ نہ ہو سکا۔

چھ بجکر پانچ منٹ پر آرمی کے جوانوں نے انگریزی بلیٹن میں جنرل مشرف کی برطرفی کی خبر ٹیلی کاسٹ ہونے سے روک دی۔ اس دوران چھ بجکر دس منٹ پر ٹی وی سٹیشن کے باہر ایلیٹ فورس سے آرمی کے جوانوں کی کچھ تکرار ہوئی لیکن چھ بجکر تیس منٹ تک آپریشن مکمل ہو گیا۔ اس دوران جو فوجی افسر اور جوان ٹی وی سٹیشن میں داخل ہو گئے تھے انہوں نے چھ بجکر پندرہ منٹ پر میاں نواز شریف، جنرل خواجہ ضیاء

الدین اور ان کے ساتھیوں کو جی ایچ کیو کے فیصلے سے آگاہ کر دیا اور انہیں اپنی حفاظت میں لے کر وزیراعظم ہاؤس کی طرف روانہ ہو گئے۔

○

قبل ازیں پیر کے روز جب میاں نواز شریف ابوظہبی کے دورے سے واپس آئے تو انہوں نے جنرل خواجہ ضیاء الدین کے ساتھ ایک خصوصی میٹنگ کر کے انہیں چیف آف آرمی سٹاف بنانے اور دوسرے اہم اقدامات کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اگلے روز چار بجے خصوصی بلیٹن میں جنرل پرویز مشرف کی برطرفی اور جنرل ضیاء الدین کو چیف آف آرمی سٹاف بنانے کا اعلان کیا گیا تھا جس کے فوراً بعد ہی جنرل عزیز خان نے پرنسپل سٹاف افسران اور کور کمانڈرز کا خصوصی اور ہنگامی اجلاس طلب کر لیا۔ چھ بجکر پینتالیس منٹ پر پاکستان آرمی نے ٹی وی اور ریڈیو کے نیوز روم پر قبضہ کر لیا اور سات بجے جنرل پرویز مشرف کی خبر پی ٹی وی ورلڈ سے نشر ہو گئی۔ اس خبر کے بعد ہی صورتحال واضح ہونی شروع ہوئی کہ اصل میں متحرک ہونے والی فوج کو کس کی حمایت حاصل ہے۔ اس خبر کے فوراً بعد ہی اہم مسلم لیگی عہدے داروں نے چپ سادھ لی اور کچھ لوگوں نے خود کو محفوظ کر لیا۔

سوا سات بجے عالمی اور مقامی پریس نے وزیراعظم ہاؤس کے گرد ڈیرے جما لئے جسے فوج نے گھیرے میں لے رکھا تھا اور ساڑھے سات بجے جنرل پرویز مشرف کراچی ملیر کینٹ سے اسلام آباد پہنچ گئے انہوں نے ساڑھے سات بجے اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں اور صورتحال پر مکمل کنٹرول حاصل کر لیا جس کے بعد فوجوں کو خصوصاً سرحدوں پر چوکس رہنے کی ہدایت جاری کر دی گئیں کیونکہ ان حالات میں کچھ بھی ممکن تھا۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

سات بجکر پینتیس منٹ پر ٹی وی کی معمول کی نشریات بند کر دی گئیں اور صرف ایک چینل پر ڈاکومنٹری فلمیں چلنا شروع ہو گئیں دو گھنٹے باقی نشریات مکمل بند رہیں اس کے بعد دس بجے رات تک کے واقعات لمحہ بہ لمحہ وقوع پذیر ہوئے جن میں فوج نے فوراً راولپنڈی کے اہم ٹیلی فون اور موبائل فون سسٹم بند کر دیا۔ وزیر اعظم ہاؤس کو گھیرے میں لے لیا اور دس بجکر بیس منٹ پر کور کمانڈرز کی میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ جنرل پرویز مشرف قوم سے خطاب کریں گے۔

رات ساڑھے دس بجے ٹی پر لکھا ہوا اعلان نشر ہوا جس کے ذریعے لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب کھیل کا پانسہ پلٹ چکا ہے اس درمیان میاں نواز شریف، میاں شہباز شریف اور جنرل ضیاء الدین کی گرفتاری کی خبریں عوامی حلقوں میں پہنچ چکی تھیں اور اس بات کا علم بھی ہو گیا تھا کہ کراچی ایئرپورٹ پر جنرل پرویز مشرف کو گرفتار کرنے کے لئے جانے والی پولیس ٹیم کے سربراہ رانا مقبول احمد فرار ہو گئے ہیں۔ اس سے پہلے کراچی ایئرپورٹ پر چیف آف آرمی سٹاف کے جہاز کو جو معمول کی فلائٹ تھی اترنے کی اجازت بھی نہیں دی گئی اور ان کی بیٹی کو جو استقبال کے لئے آئی تھیں ملنے نہیں دیا گیا لیکن پانسہ پلٹنے پر آئی جی سندھ رانا مقبول احمد جو اپنے چاروں ایس ایس پی صاحبان کے ساتھ جنرل پرویز مشرف کو حراست میں لینے آئے تھے موقعہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

دس بجکر بیس منٹ سے اگلے روز یعنی 13/اکتوبر کی رات دو بجکر پینتالیس منٹ تک کا وقفہ بڑا اعصاب شکن تھا اس دوران پاکستان کا ہر وہ شہری جسے اپنے ملک سے محبت ہے اور جو اس غیر یقینی صورتحال پر سخت مضطرب تھا جاگتا رہا۔ جنرل پرویز مشرف کے خطاب کا وقفہ طویل ہوتا گیا اور بالآخر اعصاب شکن انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئی اور کمانڈوز کی وردی میں ملبوس جنرل پرویز مشرف ٹی وی سکرین پر نمودار ہوئے

BC
dufans.com

جنہوں نے محض چار منٹ کا مختصر خطاب انگریزی زبان میں کیا شاید انگریزی بولنے کا مقصد پاکستان سے زیادہ ان غیر ملکیوں کو حالات کی سنگینی اور اپنی چوکسی کا احساس دلانا تھا جو عجیب و غریب قسم کے اندازے لگا رہے تھے۔ اپنے خطاب میں اور باتوں کے علاوہ جنرل مشرف نے برملا کہا کہ صورتحال مکمل کنٹرول میں ہے انہوں نے اپنے مختصر اور جامع خطاب میں مضطرب پاکستانی قوم کو صورتحال سے آگاہ کرنے کے بعد مطمئن رہنے اور معمولات زندگی ادا کرتے رہنے کی تلقین کی اور باور کرو لیا کہ ماضی کی طرح مسلح افواج انہیں کبھی مایوس نہیں کریں گی۔

جنرل پرویز مشرف کی فوج میں مقبولیت کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ انتہائی محتاط میاں نواز شریف نے تمام صورت حال کا جائزہ لینے کے بعد بھی جب یہ اعلان کیا کہ انہیں برطرف کیا جا رہا ہے تو فوج کے نوجوان افسروں اور جوانوں میں اشتعال پھیل گیا اور کچھ افسران تو بہت زیادہ جذباتی ہو گئے۔ پنجاب رجمنٹ کا ایک لیفٹیننٹ اپنے چار جوانوں کے ساتھ خود ہی پی ٹی وی سٹیشن اسلام آباد پہنچ گیا اور کراچی ایئرپورٹ پر درجنوں افسر اور جوان اپنے چیف کے استقبال کے لئے بھی پہنچ گئے۔

یہ ہماری ملی تاریخ کے انتہائی نازک لمحات تھے اس مرحلے پر بصیرت اور اعلیٰ ظرفی کی ضرورت تھی اور کوئی معمولی سا غلط فیصلہ بھی لاینحل مسائل پیدا کر سکتا تھا۔ یہ پاکستان کی فوجی قیادت کے امتحان کا وقت تھا قوم ان کی طرف بڑی پر امید نظروں سے دیکھ رہی تھی اور بلاشبہ ہماری مسلح افواج نے اپنی عظیم روایات کو برقرار رکھتے ہوئے انتہائی ڈسپلن آرمی ہونے کا ثبوت دیا جس کی وجہ سے ہم ایک بڑے سانحے سے بچ گئے۔

○

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر میاں نواز شریف وزیر اعظم پاکستان کی حیثیت

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

سے دوسری بار بھی اپنی ٹرم پوری نہیں کر سکے اور بارہ اکتوبر 1999ء کو فوج نے
حکومت کو برطرف کر کے انہیں حفاظتی تحویل میں لے لیا۔ وفاقی حکومت کے
ساتھ چاروں صوبائی حکومتیں بھی برطرف کر دی گئیں۔ ملک میں مارشل لاء
کرنے یا اسمبلیاں تحلیل کرنے یا انہیں قائم رکھنے کے بارے میں ابھی تک کوئی
سامنے نہیں آیا اور نہ ہی فوج کی طرف سے آئین کے بارے میں کسی رویہ کا اظہار
گیا۔ ابھی بہت سے معاملات کے بارے میں فوجی حکومت کی طرف سے کچھ نہیں
گیا اور نہ ہی ابھی تک نگران یا عبوری سیٹ اپ کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا گیا
امید کی جا رہی تھی کہ فوجی حکومت آہستہ آہستہ ان امور کی طرف توجہ دینا شروع
کرے گی۔

نومبر 1996ء میں وقت کے صدر پاکستان سردار فاروق احمد خان لغاری نے بے
نظیر حکومت کی بدعنوانی اور کرپشن کے بہت سے الزامات کے تحت برطرف کرتے
ہوئے اسمبلیاں توڑ دیں اور نوے روز کے اندر اندر دوبارہ انتخابات کرانے کا اعلان کر
دیا۔ بے نظیر حکومت کے برخواست ہونے کی اہم وجوہات میں عدلیہ کے ساتھ
چپقلش، خصوصاً چیف جسٹس آف پاکستان سید سجاد علی شاہ کا ناراض ہونا اور صدر
مملکت کے ساتھ بے نظیر بھٹو اور ان کے خاوند آصف علی زرداری کی طرف سے
اہانت آمیز سلوک اور حکمران جوڑے کے خلاف کرپشن اور بدعنوانی کرنے اور
بدعنوان عناصر کی سرپرستی کے بہت سے الزامات تھے۔ اس کے علاوہ ملک بھر میں
لاقانونیت کا یہ عالم تھا کہ وزیراعظم کے سگے بھائی میر مرتضیٰ بھٹو کو کراچی پولیس نے
ان کے آٹھ ساتھیوں سمیت ان کے گھر سے چند گز کے فاصلہ پر گولیاں مار کر ہلاک کر
دیا اور وزیراعظم کی طرف سے اس خون ریزی کی پشت پناہی کیلئے صدر اور دیگر اہم
اداروں پر الزام تراشی شروع کر دی گئی اور ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ صدر مملکت کو

اس حکومت کو ہی برطرف کرنا پڑا اور صدر لغاری نے اس کے بعد ملک معراج خالد کی
سربراہی میں نگران حکومت قائم کر دی۔ اس وقت کی اپوزیشن پارٹی پاکستان مسلم لیگ
(ن) اس بات کی علمبردار تھی کہ ملک بھر میں بے رحم اور سخت احتساب کیا جائے اور
بدعنوان افراد، سیاستدانوں، جاگیرداروں۔ بیوروکریٹس، صنعتکاروں اور کاروباری
افراد سے قرضے وصول کئے جائیں ان کی خفیہ املاک اور دولت کا پتہ لگایا جائے۔
سرکاری خزانہ اور بنکوں کی دولت واپس وصول کی جائے اور بدعنوان افراد کو سیاست
میں حصہ لینے کا نااہل قرار دیا جائے۔ مسلم لیگ (ن) کا یہ نعرہ پورے ملک کے عوام کی
زبان پر تھا اور لوگ کھلے عام یہ کہہ رہے تھے کہ انتخابات نہ کرائے جائیں۔ جب تک
احتساب کا عمل مکمل نہ ہو جائے۔ ان حالات میں بے نظیر حکومت کی برخواستگی کے بعد
احتساب کے عمل کو شروع کرنے کیلئے نگران حکومت نے کچھ قانون سازی بھی کی مگر
عوام کی خواہشات کے برعکس نگران حکومت نے انتخابات کروانے کیلئے نوے روز کی
حد کی خلاف ورزی کرنے سے انکار کر دیا اور اس طرح فروری 1997ء میں جب
انتخابات کرائے گئے تو عوام اس کیلئے تیار ہی نہ تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عوام ووٹ
دینے کیلئے بہت کم باہر نکلے اور متوقع حکمران پارٹی کو نامعلوم طریق کار سے بیلٹ بکسوں
کا پیٹ بھرنا پڑا۔

فروری 1997ء میں جب نتائج سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ مسلم لیگ اور اس کی
حلیف جماعتیں اسمبلیوں میں دو تہائی اکثریت سے بھی زیادہ نشستیں حاصل کر چکی
ہیں۔ پنجاب اسمبلی میں صرف مسلم لیگی ارکان ہی کامیاب ہوئے اور قومی اسمبلی میں
بھی حزب اختلاف کے چند ارکان کے علاوہ باقی سب ارکان مسلم لیگی ہی تھے۔ اس
صورتحال کو اپوزیشن لیڈر الیکشن میں دھاندلی اور جعلی ووٹنگ سے تعبیر کر رہے تھے
بلکہ حکمران بننے والی پارٹی کے لیڈر اسے بھاری مینڈیٹ کا نام دے رہے تھے۔ ان

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

انتخابات میں کیا ہوا...... اور مسلم لیگ (ن) کو ایسا بھاری مینڈیٹ کیونکر مل سکا، ایک پراسرار بات بن گئی اور اپوزیشن کے تمام لیڈر بھی اس سلسلہ میں زبانی جمع خرچ کے بعد خاموش ہو گئے۔ عوام کو توقع تھی کہ جو بھی ہوا ہو، مسلم لیگ (ن) کی اعلیٰ قیادت...... مکمل اقتدار اور بھاری مینڈیٹ سے کوئی بہتر فائدہ اٹھائیں گے...... اور مسلم لیگ کے قائدین میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف بھاری مینڈیٹ والی حکومت بنا کر ملک و قوم کے الجھے ہوئے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں گے جن میں سرفہرست قومی معیشت ہے کہ ہم ایک زرعی ملک ہیں مگر زراعت کے کسی بھی شعبہ میں ہم خود کفیل نہیں ہیں نہ ہی ہمارے ہاں زرعی مشینری کی حالت تسلی بخش ہے اور نہ ہی زرعی پیداوار ہماری آبادی کیلئے کافی ہے۔ دوسری طرف ہم ایک صنعتی ملک بھی ہیں مگر ہمارے اپنے ملک میں آٹھ ہزار صنعتی یونٹ بند پڑے ہیں۔ پاکستان کے عوام کو ایک ایسی لیڈرشپ کی ضرورت تھی جو ایک طرف زرعی وسائل کو بڑھائے اور دوسری طرف صنعتی طور پر ملک کو ترقی دے۔

مگر فروری 1997ء کو بننے والی اس حکومت کے سربراہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے عوام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے تمام مسائل کو حل کرنے کیلئے قوم سے لمبے چوڑے وعدے کئے۔ مہنگائی کو کم کرنے اور نوجوانوں کو روزگار دلانے کیلئے بہت دلآویز پروگرام بتائے اور ان کی تقریر کے چند روز بعد پٹرول، بجلی، گیس اور پانی کے نرخوں میں اضافہ کر دیا گیا جس سے بے نظیر دور کی خوفناک مہنگائی اب ایک جان لیوا عذاب بن گئی۔ حکومت نے بجلی کے نرخ کم کرنے کیلئے نجی بجلی گھروں کے ساتھ ہونے والے معاہدوں پر نظرثانی کا وعدہ بھی کیا مگر بہت سی قانونی الجھنوں کی وجہ سے بجلی گھروں کی مالک ملٹی نیشنل کمپنیوں سے اختلافات بڑھ گئے۔ مسلم لیگی حکومت سابقہ حکومت کی طرف سے ان معاہدوں پر بے تحاشہ تنقید کرنے کے باوجود تقریباً چودہ

کمپنیوں سے نئے معاہدے بھی کر چکی ہے جس کی وجہ سے اس سلسلہ میں مشکلات میں مزید اضافہ ہو گیا ہے اور ملک میں صنعتی و زرعی پیداواری وسائل میں اضافہ نہ کرنے اور بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات کی وجہ سے مہنگائی کا طوفان شدت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ بے نظیر حکومت کے سے انداز میں مسلم لیگی حکومت زمینوں اور کارخانوں کی پیداوار میں اضافہ کرنے کی بجائے نج کاری کی آڑ میں اہم قومی املاک اور کارخانوں کو بیچ بیچ کر اپنے روزمرہ کے اخراجات پورے کرتی رہی۔

بے نظیر دور حکومت میں اسلام آباد میں نوکر شاہی کے ہجوم، ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس پر ہونے والی بے پناہ اخراجات پر تنقید ہوتی رہی۔ پاکستان میں وزارتوں اور محکموں کا ایک دہرا نظام کام کر رہا ہے۔ صوبوں میں موجود وزارتوں اور محکموں کی طرح یہی وزارتیں وفاق میں بھی موجود ہیں۔ اس طرح وفاقی دارالحکومت میں نوکر شاہی کا ایک بہت بھاری ہجوم ایسا ہے جو اربوں روپے ماہانہ تنخواہیں وصول کرتا ہے مگر اس کا کام مثبت نہیں ہے۔ اسی طرح پاکستان میں ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس کے نام پر دو ایسے ادارے ہیں جن کے اخراجات کا مقابلہ دنیا کے کسی بھی ملک سے نہیں کیا جا سکتا۔ عوام توقع کر رہے تھے کہ بے نظیر پر تنقید کرنے والے وزیراعظم نواز شریف ایوان صدر اور وزیراعظم ہاؤس کے اخراجات کم کرنے پر توجہ دیں گے مگر ان کے عہد حکومت میں وزیراعظم ہاؤس کے اخراجات اور وفاقی دارالحکومت میں بے کار محض بیٹھنے والے بیوروکریٹس اور مشیران کی فوج ظفر موج میں مزید اضافہ ہو گیا جس سے عوام یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ تنقید محض تنقید تھی۔

بے نظیر حکومت کو برطرف کرنے والے صدر فاروق لغاری، نواز شریف حکومت کو تعمیری اور اخراجات کم کرنے والے مشورے دے رہے تھے۔ دوسری طرف بے نظیر حکومت کو ختم کرنے کے اقدام کی توثیق کرنے والے چیف جسٹس

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

سجاد علی شاہ، یہ دو شخصیات میاں نواز شریف کی طرف سے آزاد اور خود مختار عدلیہ اور
حقیقی جمہوریت اور معاشی نظام میں اصلاحات کرنے کے نعروں سے بہت متاثر ہو چکے
تھے۔ چیف جسٹس نے سپریم کورٹ کے لئے تین مزید ججوں کا مطالبہ کر دیا اور جن
شخصیات کو سپریم کورٹ کیلئے طلب کیا گیا شاید وزیراعظم نواز شریف اور ان کے معتمد
ساتھیوں کی نظر میں یہ افراد موزوں نہ تھے...... اس لئے انہوں نے سپریم کورٹ کو یہ
تین جج دینے سے انکار کر دیا۔ چیف جسٹس سے شروع ہونے والا یہ تنازعہ جلد ہی
دفتری فائلوں سے اٹھ کر اخبارات میں آگیا اور برصغیر کی تاریخ میں پہلی بار کسی ملک
کی سپریم کورٹ عملاً دو حصوں میں بٹ گئی۔ چیف جسٹس نے سپریم کورٹ کے ججوں
کو مختلف بنچوں میں تقسیم کر کے صوبوں میں بھیج دیا۔ وزیراعظم اور چیف جسٹس کے
درمیان ہونے والی رسہ کشی میں سپریم کورٹ کے کوئٹہ بنچ، پشاور بنچ اور کراچی بنچ نے
کیا کیا...... یہ ہمارے بیان کرنے کی کہانی نہیں تاریخ کے صفحات پر یہ محفوظ ہو چکی ہے
اور کوئی مورخ اسے مناسب وقت پر بیان کرے گا کہ اس معاملہ میں کون غلط تھا اور
کون درست۔ بہر طور پر اس کھینچا تانی میں چیف جسٹس نے جلدی میں کچھ فیصلے کئے۔
قومی اسمبلی نے تیرھویں اور چودھویں ترامیم منظور کر لیں جس کے تحت صدر کو
آٹھویں ترمیم کے تحت حاصل اختیارات ختم کر دیئے گئے کہ وہ وزیراعظم اور قومی
اسمبلی کو برخواست کر سکتے ہیں۔ چودھویں ترمیم کے تحت پارلیمینٹ کے ارکان کو ہر
طرح پارٹی لیڈر کے انگوٹھے کے نیچے دبا دیا گیا۔ یہ ہنگامہ خیز کشمکش جو تقریباً تین ماہ تک
جاری رہی۔ صدر لغاری اور چیف جسٹس سجاد علی شاہ اپنے اپنے مناصب سے انتہائی
افسوسناک انداز میں علیحدہ ہو گئے...... وزیراعظم نے نہایت خوشدلی سے دونوں
عہدوں پر اپنے اعتماد کے حضرات کو دیکھ کر سکھ کا سانس لیا...... مگر اس سے عوام میں یہ
تاثر عام ہوا کہ ان عہدوں سے ہٹائے جانے والے دونوں صاحبان نے وزیراعظم نواز

شریف کی اقتدار میں دوبارہ آنے کیلئے مدد کی تھی اور نواز شریف اپنے احسان کرنے
والوں کے ساتھ عموماً ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ ان کے سابقہ دور اقتدار میں انہوں
نے جماعت اسلامی کی طویل رفاقت اور قربانیوں کو نظر انداز کر کے اے این پی کے ولی
خان کو گلے لگا لیا۔ آئی جے آئی کے صدر کی حیثیت سے جب میاں نواز شریف کے
عہدہ کی میعاد ختم ہو گئی تو مولانا سمیع الحق نے صدارت کیلئے اپنی باری میاں نواز شریف
کو دینے کا اعلان کرتے ہوئے آئی جے آئی کے صدر کے عہدہ کی میعاد ایک سال کی
بجائے تین سال کر دینے کی سفارش بھی کی جو تسلیم کر لی گئی مگر میاں نواز شریف نے
وزیراعظم کی حیثیت سے مولانا سمیع الحق کے اس احسان کا بدلہ اس طرح دیا کہ ان پر
ایک فاحشہ عورت سے تعلقات کی خبریں اخبارات کی زینت بنیں۔ بعد میں معلوم ہوا
کہ یہ سب انٹیلی جنس کے ایک ادارے کی طرف سے کیا گیا تھا۔

دسمبر 1997ء میں بیرونی اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں کہ پاکستانی وزیراعظم
میاں نواز شریف اور ان کے خاندان کی مملوکہ شوگر ملوں کی تیار کردہ چینی بھارت
خرید رہا ہے اور یہ چینی جو پاکستان میں بیس اور بائیس روپے کلو فروخت ہو رہی تھی،
بھارت کو چھ یا سات روپے کلو فروخت کی جا رہی ہے اور بھارت کے بازاروں میں یہ
چینی بارہ روپے کلو بک رہی ہے اور اس کے کافی بعد میں اس بات کا انکشاف بھی ہوا کہ
وزیراعظم نواز شریف نے اس ذاتی کاروبار کیلئے سرکاری خزانہ سے چھ کلوفی کلو ریبیٹ
بھی صول کر رہے ہیں جبکہ جو چینی بھارت کو فروخت کی جا رہی ہے اس کے بدلے میں
پاکستان کو ڈالر نہیں مل رہے بلکہ وزیراعظم اس کے بدلے میں کچھ اور اشیاء منگوا رہے
ہیں اور بھارت میں کارخانوں کیلئے زمین خریدی جا رہی ہے۔ ممکن ہے یہ محض الزامات
ہوں مگر بار بار اخبارات میں شائع ہونے کے باوجود وزیراعظم یا ان کے مددگاروں کی
طرف سے اس کی تردید نہیں کی گئی۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
urdufans.com

بھارت نے 11 مئی 1998ء کو جب ایٹمی دھماکے کئے تو جواب میں 28 مئی کو
نواز شریف حکومت نے بھی ایٹمی دھماکے کئے اور دھماکوں کے فوراً بعد پاکستان کے
بنکوں میں موجود ان تمام فارن کرنسی اکاؤنٹس کو ضبط کر لیا گیا جو غیر ممالک میں موجود
پاکستانیوں نے نواز حکومت کی اس یقین دہانی پر کھولے تھے کہ حکومت ان کی گارنٹی
دے گی؟ فارن کرنسی اکاؤنٹس میں جمع ہونے والے 12 ارب کہاں گئے انہیں کہاں
خرچ کیا گیا؟ اس کا کوئی حساب اور تفصیل کہیں موجود نہیں۔ اگر نواز حکومت غیر ملکی
کرنسی اکاؤنٹس کھولنے والوں کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانے کی بجائے غیر ممالک میں
رہنے والے اور پاکستان میں مقیم شہریوں سے ایٹمی دھماکوں کے نام پر اپیل کر کے غیر
ملکی کرنسی طلب کرتی تو شاید دنیا بھر میں مقیم پاکستانی بارہ ارب ڈالر سے کہیں زیادہ رقم
حکومت کو دے دیتے مگر نواز حکومت کے نادان مشیروں کی وجہ سے نواز حکومت کی
مقبولیت کو لگنے والے اس دھچکے سے نواز شریف اپنے بے پناہ محبت کرنے والوں سے
ایک ہی جھٹکے میں محروم ہو گئی۔ اس سے قبل نواز حکومت نے برسر اقتدار آتے ہی
"قرض اتارو، ملک سنوارو" کے نام سے ایک تحریک شروع کی تھی جس میں اندرون
ملک اور بیرون ملک سے اربوں روپے جمع ہوئے مگر یہ سب سرمایہ کہاں گیا...... اس کا
کچھ پتہ نہیں کیونکہ نہ تو کوئی قرض اتارا گیا اور نہ ہی ملک کا کوئی کونہ سنوارا گیا۔

وزیراعظم نواز شریف کے خاندان پر سب سے بڑا الزام پہلے بھی اور آج بھی یہ
موجود ہے کہ وزیراعظم 24 ارب روپے کے مقروض ہیں جو انہوں نے مختلف بنکوں
اور قومی مالیاتی اداروں سے لئے مگر نہ تو اس کا سود ادا کیا گیا اور نہ ہی کوئی قسط......
وزیراعظم نواز شریف نے اپنی نشری تقریر میں قوم کو بڑے فخر سے یہ بتایا کہ انہوں
نے اپنے قرضوں کے عوض اپنے تین کارخانے بنکوں کے سپرد کر دیئے ہیں مگر یہ
کارخانے آج بھی ویسے ہی پڑے ہیں کیونکہ کارخانے محض دیواروں اور بنک کے سوا

کچھ نہیں ہے اور قرضوں کی مالیت کے مقابلے میں ان کی قیمت چند کروڑ سے زیادہ
نہیں اور کارخانوں کی اس زمین کی قیمت مارکیٹ ویلیو سے لگائی جا رہی ہے جبکہ یہ زمین
صنعتی مقاصد کے لئے بہت ہی کم قیمت پر خریدی گئی۔ مالی معاملات میاں نواز شریف
اور میاں شہباز شریف کی بڑی کمزوری سمجھی جاتی ہے اہم سیاسی راہنماؤں نے انہیں
مشورہ دیا تھا کہ وہ وزیراعظم کی حیثیت سے کام کریں، پنجاب میں اپنے بھائی کو وزیراعلیٰ
نہ بنائیں مگر انہوں نے اپنی ذاتی مصلحتوں کی بنا پر اس کو فوقیت دی کہ ان کے بھائی
پنجاب کے حکمران بن جائیں۔ پنجاب اور خصوصاً لاہور شہر نواز شریف خاندان کا گڑھ
سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تاجروں اور صنعتکاروں کا بہت مضبوط حلقہ ان کے ساتھ ہے مگر
جب سے میاں شہباز شریف پنجاب کے وزیراعلیٰ بنے ہیں، پنجاب کے تاجر اور صنعتکار
میاں خاندان کے سخت مخالف ہو گئے ہیں۔ اس وقت لاہور کے دکاندار تاجر اور
صنعت کاروں میں وزیراعظم کے خاندان کے خلاف سخت نفرت پائی جاتی ہے۔ بے
نظیر بھٹو کے سرے محل اور سوئس اکاؤنٹس کے بارے میں جو احتسابی کارروائی کی گئی
اس کے ساتھ ہی اگر وزیراعظم اپنے اور اپنے خاندان کے کئی افراد کے خلاف دائر کئے
جانے والے ریفرنسوں کو عدالتوں میں آنے دیتے اور یہ ثابت کر دیتے کہ ان کے
خلاف الزامات میں کوئی حقیقت ہے یا نہیں...... تو احتسابی کارروائی یکطرفہ نہ کہی جاتی
مگر وزیراعظم اور ان کے بھائی وزیراعلیٰ پنجاب نے اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دی
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دور میں احتساب کے نام پر کی جانے والی ساری کارروائی
یکطرفہ اور مبنی بر تعصب اور انتقامی قرار دی گئی ہے۔

افواج پاکستان...... پورے ملک و قوم کے وقار اور دفاع کا ایک امتیازی نشان
ہیں...... جنرل ضیاء الحق کے دور اگست 1988ء تک فوج کے موضوع پر کسی
سیاستدان کو کبھی بات یا غلط انداز میں تبصرہ کرنے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ ہماری فوج کا

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

ایک اپنا سسٹم اور انداز ہے...... فوج میں کوئی پٹھان، پنجابی، سندھی یا بلوچ نہیں سمجھا جاتا...... یہاں جس نے بھی وردی پہن رکھی ہو اسے ملک و قوم کا ایک جانثار مجاہد اور سپاہی سمجھا جاتا رہا ہے۔ اسی طرح سپریم کورٹ میں جو جج صاحبان کام کر رہے ہیں ان کے بارے میں بھی عوام نے کبھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی تھی کہ یہ کون صاحب ہیں اور کہاں کے رہنے والے ہیں۔ پاکستان کے شہریوں کیلئے یہ بات ہی بڑے اطمینان کی بات ہوئی ہے کہ کوئی صاحب سپریم کورٹ کے جج ہیں مگر اسی دور میں سپریم کورٹ اور افواج پاکستان کے اہم افراد کے بارے میں یہ بات مشہور کی گئی کہ فلاں پٹھان، پنجابی یا اردو بولنے والا یا سندھی بلوچ ہے۔

آج اپنے دوسری دفعہ ملنے والے اقتدار کے پونے تین برس ہی بمشکل پورے کرنے کے بعد وہ پھر مشکلات میں گھر گئے ہیں۔ آج وہ جہاں پھنس گئے ہیں...... اس میں انہیں کسی دشمن نے نہیں ڈالا...... ان کے زمانے میں ان کی اپوزیشن کرنے والوں میں اتنی صلاحیت ہی نہیں تھی کہ وہ ان کا مقابلہ کر سکتے...... آج اپوزیشن والے بھی اس بات پر خوش ہیں کہ جو کام وہ نہیں کر سکتے تھے...... وہ وزیراعظم نواز شریف کی جلد بازی، ان کے غلط مشیروں کی وجہ سے خود نواز شریف نے کر دیا ہے۔

پاکستان کی پچاس سالہ تاریخ غیر جمہوری طریقوں سے حکومتوں کی تبدیلی کے واقعات سے پر ہے۔ حکومتوں کی تبدیلی کے انداز اور طریقہ کار اب اتنے "کامن" ہو گئے ہیں کہ عام شہریوں کو بھی ان سے آگہی ہو چکی ہے۔ میاں نواز شریف اور فوج کے درمیان کشمکش اور تناؤ کی جو کیفیات اپنے عروج پر تھیں انہیں متعلقہ حلقوں اور سیاست دانوں کے ساتھ ساتھ اب عام شہری بھی محسوس کرنے لگے تھے لیکن وزیراعظم نواز شریف کو اقتدار سے محروم کرنے کا واقعہ جس انداز سے پیش آیا۔ ان کی برطرفی کے اقدامات جتنے پرسکون انداز سے کئے گئے اور خود وزیراعظم کی حیثیت سے

BC
dufans.com

انہوں نے پاک فوج کے سپہ سالار کے خلاف جس جذباتی انداز سے کارروائی کی۔ یہ سب کچھ بھی اپنی جگہ ایک تاریخ ہے۔ وزیراعظم میاں نواز شریف کی برطرفی کی اندرونی کہانیاں تو بے شمار ہیں جو بتدریج منظر عام پر آئیں گی لیکن ان کی دوسری مرتبہ برطرفی میں پاکستان ٹیلی ویژن کا اسلام آباد سینٹر قومی اور بین الاقوامی توجہ کا مرکز بن گیا۔ اس حوالے سے وزیراعظم ہاؤس جہاں میاں نواز شریف منگل کی سہ پہر تین بجے اسلام آباد ایئرپورٹ سے پہنچے تھے وہاں ایک بار پھر میاں نواز شریف کو اقتدار سے محروم کرنے کی تاریخ دہرائی گئی۔

وزیراعظم کی حیثیت سے میاں نواز شریف نے فوجی سپہ سالار کے خلاف کارروائی کرنے کا فیصلہ کافی دنوں سے کیا ہوا تھا تاہم اس پر عمل کرنے کے لئے وہ مسلسل موزوں اور مطلوبہ صورتحال کے منتظر تھے لیکن انہوں نے یہ مطلوبہ صورتحال آخر تک میسر نہ ہو سکی اور اپنے بعض رفقاء سے مشوروں کے بعد انہوں نے ایک ایسے موقع پر یہ انتہائی قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا جب چیف آف آرمی اسٹاف اپنے پیشہ ورانہ فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں سری لنکا کے سرکاری دورے پر گئے ہوئے تھے۔ میاں نواز شریف نے اس بات کی نزاکت اور اہمیت کو بالائے طاق رکھتے ہوئے کہ پاک فوج کا سپہ سالار جو یونیفارم پہنے ہے ملک کی عسکری نمائندگی کرنے ملک سے باہر ہے ان کی معطلی کے احکامات جاری کر دیئے اور ان کی جگہ لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین بٹ کو چیف آرمی اسٹاف مقرر کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ اس مقصد کے لئے وزیراعظم ہاؤس میں ہنگامی طور پر ایک تقریب کا اہتمام کرنے کی ہدایت کی گئی جس میں نئے آرمی چیف کو ان کی ذمہ داریاں تفویض کی جانی تھیں۔ ٹی پی وی کی ایک ٹیم کو وزیراعظم ہاؤس میں اسٹینڈ بائی کر دیا گیا تھا۔ اس تمام صورت حال سے فوج کے اعلیٰ حکام نے اپنی قیادت کو آگاہ کر دیا اور ان حکام نے سیاسی حکومت کو

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

عسکری قیادت کے خلاف شب خون مارنے کی تمام کارروائیوں کو ناکام بنا دیا۔

میاں نواز شریف نے اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے ایک خوفناک پروگرام بنایا جس کا انکشاف فوجی سپہ سالار نے خود ریڈیو، ٹی وی پر قوم سے اپنے خطاب کے دوران کیا، کراچی ایئرپورٹ جہاں چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف کے جہاز نے اترنا تھا ایئرپورٹ اتھارٹی کو حکم دیا گیا کہ جہاز کو ایئرپورٹ پر نہ اترنے دیا جائے اور اس کا رخ تبدیل کر دیا جائے جب یہ بتایا گیا کہ جہاز میں پٹرول کی مقدار محدود ہے تو انہیں یہ ہدایت دی گئی کہ جہاز کراچی سے دبئی یا العین کی طرف موڑ دیا جائے۔ اس حکم کے تناظر میں یہ حکمت عملی تھی کہ چیف آف آرمی سٹاف کی عدم موجودگی میں سیاسی حکومت کا تمام مشن مکمل ہو جائے۔ اس حکمت عملی کے تحت منگل کی شام چار بجے وزیراعظم ہاؤس میں میاں نواز شریف نے اپنے رفقاء کے ہمراہ اپنے منصوبے کو آخری شکل دینے کے لئے پاکستان ٹیلی ویژن اور ریڈیو پاکستان سے آرمی چیف کی برطرفی اور ان کی جگہ لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین بٹ کی تقرری کی خبر جاری کرنے کی ہدایت کی۔

دونوں نشریاتی اداروں سے معمول کے پروگرام روک کر خصوصی بلیٹن کے ذریعے جونہی یہ خبر نشر کی گئی تو عسکری حلقوں کے ساتھ ساتھ پورے ملک میں یہ خبر انتہائی حیرت کے ساتھ ساتھ تاسف کے ساتھ سنی گئی اور اس خبر کے بارے میں لوگوں کا پہلا تاثر یہی تھا کہ فوج کے سپہ سالار کے خلاف اس نوعیت اور اس انداز سے کی جانے والی کارروائی کے نتائج کسی صورت اچھے نہیں ہوں گے اور پاک فوج جسے اب واحد منظم اور مؤثر ادارہ سمجھا جاتا ہے اس کے سربراہ کے ساتھ ایسے اقدام سے ملک میں بہت بڑا انتشار پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

پی ٹی وی کے اعلیٰ حکام نے اپنی موجودگی میں ٹی وی سے یہ خبر نشر کرائی لیکن اس خبر کے تقریباً دس منٹ بعد ہی فوجی افسران کا ایک گروپ اسلام آباد سینٹر پہنچ گیا اور

انہوں نے پی ٹی وی کے نیوز روم اور ڈائریکٹر نیوز کے کمرے میں پہنچ کر اس خبر کا بلیٹن اپنے قبضے میں لے لیا اور ان حکام کو ہدایت کی کہ آرمی چیف کی برطرفی کی خبر دوبارہ نشر نہ کی جائے۔ پی ٹی وی سینٹر سے اس صورتحال سے وزیراعظم ہاؤس کو باخبر کیا گیا جس کے بعد حکومت کی طرف سے ایک اور حیرت انگیز اقدام جسے احمقانہ کہنا مناسب ہو گا دیکھنے میں آیا۔ حکومت کے احکامات پر ایلیٹ فورس کے کمانڈوز کے مسلح دستے اسلام آباد ٹی وی سینٹر میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے ٹی وی سینٹر کے مرکزی دروازے کو بند کر دیا۔ سیکورٹی کے حکام کو ہدایت کی کہ کسی صورت بھی دروازہ نہ کھولا جائے اور یہ مسلح کمانڈوز پی ٹی وی کے نیوز روم اور مختلف شعبوں میں داخل ہو گئے جہاں انہوں نے اس طرح پوزیشنیں سنبھال لیں جس سے یہ تاثر ملتا تھا کہ انہوں نے ٹیک اوور کر لیا ہے۔

ایلیٹ فورس کے ان کمانڈوز نے وہاں پہلے سے موجود آرمی کے ایک افسر سے بدتمیزی کی۔ میاں نواز شریف کا ذاتی گن مین حاجی صدیق ان کمانڈوز کو ہدایت جاری کر رہا تھا۔ اس صورتحال میں ٹی وی سے ایک بار پھر جنرل پرویز مشرف کی برطرفی اور جنرل ضیاء الدین بٹ کی تقرری کی خبر نشر کی گئی۔ اسلام آباد سینٹر سے جب یہ خبر تیسری بار نشر کی گئی تو اس کا سختی سے نوٹس لیا گیا اور دو ٹرکوں اور جیپوں میں سوار آرمی کے جوان اسلام آباد سینٹر میں پہنچ گئے لیکن ایلیٹ فورس کے مسلح افراد نے ٹی وی سیکورٹی کے حکام کو منع کیا کہ کسی صورت بھی مرکزی گیٹ نہ کھولا جائے اور آرمی کے لوگوں کو ٹی وی سینٹر کے اندر آنے سے روکا جائے لیکن آرمی کے جوان ٹی وی کا گیٹ پھلانگ کر اندر داخل ہونا شروع ہو گئے۔ اندر داخل ہوتے ہی ان جوانوں نے سب سے پہلے ایلیٹ فورس کے کمانڈوز سے اسلحہ لے لیا اور نہتا کر کے ٹی وی کے لان میں کھڑا کر دیا۔ جس کے بعد وہ نیوز روم اور دوسرے کمروں میں گئے اور نشریات کا

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

سلسلہ منقطع کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اسلام آباد ٹی وی سینٹر کا مکمل کنٹرول اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ لوگوں کو پر سکون رہنے کی ہدایت کرتے ہوئے انہوں نے وہاں موجود تمام افراد کی نقل و حرکت پر پابندی عائد کر دی اور یہ صورتحال شب تین بجے تک جاری رہی۔ چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف کی تقریر کے بعد تمام ملازمین کو اسلام آباد سینٹر سے باہر جانے کی اجازت دی گئی۔

دوسری طرف وزیر اعظم ہاؤس کا منظر بھی تبدیل ہو چکا تھا ٹھیک تین بجے میاں نواز شریف وزارت عظمیٰ کے پورے جاہ و جلال اور طمطراق کے ساتھ اسلام آباد ایئرپورٹ پر اترے تو وزیر اعظم ہاؤس تک زبردست پروٹوکول اور حفاظتی ایجنسیوں کے اہلکار موجود تھے پورے اسکواڈ کے ہمراہ وہ وزیر اعظم ہاؤس میں داخل ہوئے لیکن ٹھیک تین گھنٹے بعد تمام منظر تبدیل ہو گیا۔ چھ بجے وزیر اعظم ہاؤس کے مرکزی دروازے پر پولیس کے تمام اسٹاف کو ہٹا دیا گیا اور آرمی کے دستوں نے اپنی اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں۔ فوج کے اعلیٰ حکام نے وزیر اعظم ہاؤس میں موجود میاں نواز شریف اور جنرل ضیاء الدین کو جی ایچ کیو کے فیصلے سے آگاہ کیا اور ان کی نقل و حرکت کو ایک کمرے تک محدود کر دیا جس کے بعد میاں نواز شریف اور فوجی حکام کے درمیان جو کچھ مکالمہ ہوا اس کی تصدیق نہیں ہو سکی، اس دوران وزیر اعظم ہاؤس میں بعض فوجی افسران اور آرمی کے ٹرکوں کی آمد و رفت جاری رہی، ایک موقع پر وزیر اعظم ہاؤس سے سیاہ شیشوں کی دو کاریں باہر نکلیں جس کے بارے میں یہ قیاس آرائی کی گئی کہ اس میں میاں نواز شریف کو لے جایا گیا ہے۔ ایک موقع پر جب ایک ایمبولینس لگاتار وزیر اعظم ہاؤس کے چکر لگا رہی تھی تو یہ افواہ پھیل گئی کہ فوجی ایکشن کے دوران میاں نواز شریف زخمی ہو گئے ہیں۔ میاں نواز شریف کے پرسنل فزیشن کو وزیر اعظم ہاؤس میں داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ ان کی گاڑی اور بریف کیس کی مکمل تلاشی

کے بعد انہیں ان کی رہائش گاہ پر جانے کی اجازت دی گئی جو وزیر اعظم ہاؤس کے اندر ہی ہے وزیر اعظم کی رہائش گاہ کے باہر لوگوں کا ایک ہجوم اکٹھا ہو گیا جن میں بڑی تعداد میں غیر ملکی نشریاتی اداروں کے نمائندے بھی شامل تھے۔

وزیر اعظم ہاؤس سے تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع کابینہ کے ارکان کی رہائش گاہ "منسٹرز کالونی" میں آرمی کے افسران نے مشاہد حسین سید کی رہائش گاہ کو گھیرے میں لے لیا اور چاروں اطراف میں جوان متعین کر کے مرکزی دروازے پر سادہ کپڑوں میں افسران متعین کر دیئے اور ٹیلی فون کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا جبکہ وہاں رہائش پذیر کابینہ کے دوسرے ارکان یہ خبر ملتے ہی پر اسرار طور پر منسٹرز کالونی سے غائب ہو گئے۔ ایسی ہی صورتحال پارلیمینٹ لاجز میں بھی تھی جہاں کی پر تعیش قیام گاہ میں بڑی تعداد میں ارکان پارلیمینٹ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ مقیم ہیں۔ کئی ارکان نے خود کو کمروں میں مقید کر لیا اور پارلیمینٹ لاجز کے فون کا استعمال بھی ترک کر دیا۔

وزیر اعظم کی حیثیت سے میاں نواز شریف کے اقتدار کا دوسرا دوران کے عروج اور زوال کی انتہائی ہنگامہ خیز داستان پر محیط ہے۔ فروری 1997ء میں تاریخی کامیابی سے اقتدار میں آنے والے میاں نواز شریف نے اس تمام عرصے میں اپنی حکمرانی کو بھرپور انداز سے Enjoy کیا۔ انہوں نے ایک سول حکمران ہونے کی حیثیت سے قومی و ملکی امور کے تمام ریاستی اداروں پر جس طرح دسترس حاصل کئے رکھی۔ اپنے مخالفین کو جس انداز سے ہزیمت دی اور انہیں چت کیا اس کی مثال مارشل لاء کے ادوار میں بھی نہیں ملتی۔ انہوں نے اپنے راہ میں مزاحم تمام شخصیات اور اداروں کو سرنگوں کیا۔ ان کے دور میں ہر شعبہ زندگی کے افراد بالخصوص مہنگائی اور افلاس کے ہاتھوں پریشان تھے لیکن ان کے پاس کوئی متبادل صورتحال نہیں تھی۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ خود سوزی اور خود کشی کی وارداتیں اتنے بڑے پیمانے پر ہوئیں کہ

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

3C
dufans.com

انسانی حقوق کے مالی ادارے بھی اس صورتحال پر چیخ پڑے۔ میاں نواز شریف اپنی افتادِ طبع کے اعتبار سے "ایڈونچرسٹ" ہیں اور انہوں نے وزارت عظمیٰ کے اختیار کو بھی اسی حوالے سے استعمال کیا۔ اقتصادی صورتحال میں ابتری کے پیش نظر ملکی وغیر ملکی ماہرین کے منع کرنے کے باوجود انہوں نے موٹروے جیسا پروجیکٹ شروع کیا، مالیاتی اداروں کی مجبوریوں کو نظرانداز کر کے میرا گھر کا مہنگا پروجیکٹ اناؤنس کر دیا۔

وہ اپنی قوم اور ملک کے لئے کوئی بڑا کام کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے رہے۔ ان کے رفقا انہیں مردِ آہن قرار دیتے رہے۔ انہیں یہ بشارتیں ہوتی رہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے کوئی بڑا کام لینا چاہتا ہے لیکن امریکہ نے ان سے بڑا کام لے لیا۔

13/اکتوبر

تقدیر کنند خندہ

اکتوبر کی ساری رات قوم چیف آف آرمی سٹاف کی تقریر کی منتظر رہی وہ رات قیامت کی رات تھی۔

ہر وطن دوست حالات پر دکھی تھا۔ ہر لمحہ اعصاب شکن تھا۔ ہر پاکستانی کی خواہش تھی کہ جنرل پرویز مشرف ٹی وی پر آئیں اور قوم کو صورتحال سے آگاہ کریں، بالآخر 13/اکتوبر کی صبح سوا تین بجے چیف آف آرمی سٹاف نے بڑا مختصر سا خطاب قوم سے کیا جس میں انہوں نے ایک بڑے سانحے سے بچ جانے پر خدا کا شکر ادا کیا اور قوم کو بتایا کہ ایک گھناؤنی سازش پاکستانی آرمی کے خلاف کی جا رہی تھی یہ گھناؤنی سازش کیا تھی اس کی تفصیلات کا علم 13/اکتوبر کے اخبارات میں شائع ہونے والے پاک فوج کے ترجمان کے بیان سے ہوا۔ انہوں نے غیر ملکی ذرائع ابلاغ سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ معزول وزیر اعظم پاک فوج کے خلاف گھناؤنی سازش میں مصروف تھے اور انہوں نے بعض اہم دفاعی راز بھی افشا کئے، جن کے ثبوت حاصل کر لئے گئے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

ہیں۔ مزید برآں چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور بری فوج کے سربراہ
جنرل پرویز مشرف کی غیر موجودگی میں پاک فوج کے خلاف گھناؤنی سازش کی گئی،
جس کے تین اہم کردار گرفتار کر لئے گئے ہیں اور ان کے خلاف تحقیقات جاری ہے۔
ترجمان نے بتایا کہ اس گھناؤنی سازش کے تحت آرمی چیف جنرل پرویز مشرف کو کولمبو
سے ایک کمرشل فلائٹ کے ذریعے کراچی واپسی کے موقع پر جہاز کا رخ موڑ کر نوابشاہ
ایئرپورٹ پر لا کر گرفتار کیا جانا تھا اور انہیں گرفتار کر کے خصوصی طیارے کے ذریعے
نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا جاتا، اس ضمن میں آئی جی سندھ رانا مقبول نے پہلے سے
ہدایات جاری کر دی تھیں اور مسلح پولیس اہلکار ایئرپورٹ پر موجود تھے۔ ترجمان نے
بتایا کہ پائلٹ جب کراچی کی فضائی حدود میں پہنچا اور کنٹرول ٹاور سے رابطہ کیا اور اس
نے بتایا کہ اس کے پاس فیول نہیں ہے، لہٰذا اسے بتایا جائے کہ وہ جہاز کو کہاں اتارے؟
کراچی ایئرپورٹ کے کنٹرول ٹاور پر تعینات سول ایوی ایشن اتھارٹی کے اہلکاروں نے
جواب دیا کہ کسی نزدیک ترین ملک کی طرف اپنے جہاز کا رخ موڑ لیں، اس پر پائلٹ نے
کہا کہ نزدیک ترین ملک تو بھارت ہے۔ کیا میں جہاز کو وہاں لے جاؤں؟ اس پر جواب ملا
لے جاؤ! اس تمام گفتگو کو فائیو کور کراچی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل مظفر ایچ عثمانی کی
قیادت میں فوجی حکام نے مداخلت کر کے سن لیا اور فوری ایکشن لیتے ہوئے کنٹرول
ٹاور اور ایئرپورٹ کا انتظام سنبھال لیا، جس کے بعد آرمی چیف کا جہاز کراچی ایئرپورٹ
پر اتار لیا گیا اور انہیں فائیو کور کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل مظفر ایچ عثمانی اپنے ہمراہ کور
کمانڈر آفس لے گئے۔ ترجمان نے بتایا کہ اس سازش کے اہم ترین رکن رانا مقبول کی
گرفتاری کے احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں، تاہم وہ تاحال گرفتار نہیں ہو سکے۔
ترجمان نے بتایا کہ سازش کی تین مرکزی کردار فوج نے گرفتار کر لئے ہیں، جن کے
خلاف تحقیقات جاری ہے، تاہم ان کے نام بعد میں بتائے جائیں گے، ترجمان نے بتایا

کہ سابق وزیر اعظم نواز شریف نے خصوصی طور پر جنرل پرویز مشرف کو سری لنکا
فوج کی پچاس سالہ تقریبات میں شرکت کے لئے بھیجا اور ان کی غیر موجودگی میں یہ
گھناؤنی سازش تیار کی گئی، مگر پاک فوج کے سینئر کمانڈرز نے اس سازش سے آگہی کے
بعد ملک کا کنٹرول سنبھال لیا اور سازش میں ملوث سول ایوی ایشن اتھارٹی کراچی کے
کئی افراد کو گرفتار کر لیا۔ ترجمان نے بتایا کہ کراچی ایئرپورٹ پر چند نامعلوم مسلح افراد
نے مزاحمت کی، جن کے بارے میں خدشہ ہے کہ انہیں رانا مقبول نے ایئرپورٹ پر
تعینات کیا، ان پر جلد قابو پا لیا گیا۔ عسکری ترجمان نے بتایا کہ اسلام آباد کا ڈرامہ ایک
طویل منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا، جس کے تحت آئی ایس آئی کے ڈائریکٹر جنرل اور
انجینئرنگ کور کے لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین کو وزیر اعظم ہاؤس بلا کر انہیں ترقی دی گئی
اور بری فوج کا سربراہ قرار دیدیا گیا۔ جبکہ چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی جنرل
پرویز مشرف کی ریٹائرمنٹ کا اعلان کر دیا گیا۔

ترجمان نے بتایا کہ وزیر اعظم کے ملٹری سیکرٹری بریگیڈیئر جاوید ملک نے اس
سازش میں نہایت اہم اور متحرک کردار ادا کیا، جاوید ملک کی قیادت میں وزیر اعظم
کے گن مین حاجی صدیق سمیت ایلیٹ فورس کے بیس مسلح افراد نے پی ٹی وی پر حملہ
کر کے نیوز روم پر قبضہ کر لیا اور لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین کو آرمی چیف بنائے جانے کی
خبر زبردستی چلوائی گئی، پاک فوج کے دستے جس کی قیادت میجر نثار کر رہے تھے نے
بریگیڈیئر جاوید ملک کو روکنے کی کوشش کی، لیکن اس نے میجر نثار پر پستول تان لی اور
اپنے سینئر ہونے کا رعب جماتے ہوئے انہیں شوٹ کرنے کی دھمکی دی، تاہم میجر نثار
نے تحمل کا مظاہرہ کیا اور پی ٹی وی میں وسیع پیمانے پر خون خرابہ کی سازش ناکام بنا دی۔
بعد ازاں پاک فوج کا ایک تازہ دم دستہ وہاں پہنچ گیا، اس نے صورتحال اپنے قابو میں کر
لی اور بریگیڈیئر جاوید ملک کو حراست میں لے لیا گیا، جبکہ کچھ افراد فرار ہونے میں

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

کامیاب ہوئے۔

ترجمان نے بتایا کہ اس سازش کے تحت اسلام آباد ایئرپورٹ پر بھی ایلیٹ فورس کے دستے تعینات کئے گئے تھے، جن کا مقصد جنرل پرویز مشرف کو اسلام آباد پہنچنے کی صورت میں گرفتار کرنا تھا، تاہم پاک فوج کی ہائی کمان کے اتحاد سے یہ کوشش بھی ناکام بنادی گئی، جنرل پرویز مشرف کو کراچی پہنچنے پر فائیو کور لے جایا گیا، جہاں ان سے تازہ احکامات لئے گئے۔

عسکری ترجمان نے واضح کیا کہ اس وقت وفاقی وصوبائی حکومتیں معطل ہیں، تاہم اسمبلیاں برقرار ہیں، جنرل ہیڈکوارٹرز میں ملاقاتوں کا سلسلہ دن بھر جاری رہا اور آئندہ لائحہ عمل طے کیا جارہا ہے۔ ترجمان نے انکشاف کیا کہ سابق وزیراعظم نواز شریف عرصہ دراز سے پاک فوج کے خلاف منظم سازش میں مصروف تھے اور انہوں نے کئی اہم دفاعی راز افشا بھی کئے، پرنٹ والیکٹرانک میڈیا کے ذریعے پاک فوج کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی، اس ضمن میں ناقابل تردید دستاویزات فوج کو مل گئی ہیں، یہ دستاویزات سازش میں شریک دواہم کرداروں نے خود پاک فوج کے حوالے کی ہیں، ترجمان نے بتایا کہ اس وقت لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ طارق پرویز، بریگیڈئر جاوید ملک، کرنل ریٹائرڈ مشتاق طاہر خیلی اور برطرف میجر رشید وڑائچ زیر حراست ہیں، جبکہ لیفٹیننٹ جنرل ضیاءالدین معزول وزیراعظم نواز شریف سمیت دیگر اہم شخصیات فوج کی حراست میں ہیں، جن کے خلاف تحقیقات کی جاری ہیں۔

پاک فوج کے ترجمان بریگیڈئر راشد قریشی نے بی بی سی ورلڈ سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ فوج نے جو کچھ کیا، وہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت یا مایوسی میں نہیں کیا بلکہ یہ نواز شریف حکومت نے سازشی انداز سے قدم اٹھایا، اس کے جواب میں فوری اور اچانک رد عمل کی شکل میں تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایک جنرل کو پرائم منسٹر سیکرٹریٹ پہنچایا گیا جس کا مقصد فوج میں پھوٹ ڈالنا تھا۔ انہوں نے کہا کہ فوج نے تقسیم ہونے سے انکار کیا اور متحد ہو کر فوج کے سربراہ کا بھرپور ساتھ دیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے جو کچھ کیا اس کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آرمی چیف کی وطن واپسی آٹھ گھنٹے تاخیر سے کرائی گئی۔

اس سوال پر کہ کیا فوج کی کارروائی فوری اور اچانک تھی، انہوں نے کہا کہ جو کچھ ہوا یہ روزانہ نہیں ہوتا جسے ہر کوئی سمجھ سکتا ہے۔ یہ بات فوج کو معلوم نہیں کہ اب کیا کیا جائے وہ پچھلے اڑھائی سال سے حکومت کی کارروائیوں کا بغور جائزہ لے رہی تھی۔ نہ صرف فوج بلکہ ملک کے عوام نواز شریف کے اقدامات پر ناراضگی کا مختلف صورتوں میں اظہار کرتے رہے ہیں۔ ترجمان نے کہا کہ جنرل پرویز مشرف گزشتہ صبح چھ بجے اسلام آباد پہنچے ہیں کراچی میں انہوں نے بڑی مصروف رات گزاری ہے انہیں آگے کے قدم اٹھانے کے لئے زیادہ وقت نہیں مل سکا۔ کے پی آئی کے مطابق انٹر سروسز پبلک ریلیشنز کے ڈائریکٹر کرنل اشفاق نے کہا کہ فوج کا مورال بہت بلند ہے اور پوری عسکری قیادت متحد ہے۔ کے پی آئی کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تمام کور کمانڈرز، آرمی چیف کے ساتھ ہیں، فوج متحد ہے اور کسی قسم کے کوئی اختلافات نہیں۔

ایجنسی فرانس پریس اور رائٹرز کے مطابق ترجمان نے کہا کہ سابق وزیراعظم کا انداز سازشی تھا اور جو کچھ ہوا، وہ بہت ہی حیران کن تھا۔ اسے آپ نواز شریف کی (فوج پر) ضرب کاری کہہ سکتے ہیں جس کا فوج نے فوری جواب دیا۔ حکومت ادارے تباہ کر رہی تھی اور اب آخر میں مسلح افواج اس کا نشانہ تھا۔ فوج نے حکومت کے غلط اقدام پر فوری رد عمل کا اظہار کیا گیا اور فوج نے تقسیم ہونے سے انکار کردیا اور آرمی چیف کی قیادت میں متحد رہنے کا عزم دکھایا۔ ایک فوجی افسر نے رائٹرز کو بتایا کہ فوج نے بدھ کو

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

جو پالیسی بیان دینا تھا وہ ملتوی کر دیا گیا ہے۔

خصوصی تجزیہ نگار کے مطابق جنرل طارق پرویز اور سابق ملٹری سیکرٹری بریگیڈئر جاوید اقبال کو سنگین الزامات کے تحت گرفتار کیا گیا ان کے خلاف فوجی عدالتوں میں مقدمات چلائے جائیں گے معتبر ذرائع کے مطابق جنرل طارق پرویز نے اپنی کمان کے بارے میں غیر ذمہ دارانہ مدبر رویہ اختیار کیا اور ایسے ریمارکس دیے جس سے مسلح افواج کے ڈسپلن کی سنگین خلاف ورزی ہوئی ہے علاوہ ازیں فوج کی بعض ایسی معلومات کو غیر متعلقہ افراد تک پہنچایا جس سے مسلح افواج کے مفادات کو گزند پہنچا۔ لیفٹیننٹ جنرل طارق پرویز کو منگل کی رات اس وقت معزول کر دیا گیا تھا جب انہوں نے کمان کی ہدایات کو نظر انداز کرتے ہوئے بعض ضروری اقدامات کرنے سے انکار کر دیا تھا ان کی جبری ریٹائرمنٹ نے ایک دن پہلے برطرفی کی شکل اختیار کر لی عسکری ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ بریگیڈئر جاوید اقبال کا کورٹ مارشل ہوگا انہیں معطل کر کے گرفتار کیا گیا۔

○

کہا جاتا ہے کہ لیفٹیننٹ جنرل خواجہ ضیاء الدین کو آرمی چیف کی حیثیت سے اپنی تقرری کے نصب گھنٹہ بعد ہی علم ہو گیا تھا کہ فوج اس کی قیادت تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں، نواز شریف انتظامیہ کے زیر حراست معاونین کے بیانات کے مطابق خواجہ ضیاء الدین نے فوج میں بغاوت کا جو منصوبہ بنایا تھا وہ ان کی اپنی ذاتی خواہشات پر مبنی تھا ایک سرکاری عہدیدار نے کہا کہ ایک عام پاکستانی بھی جانتا ہے کہ اس قسم کی کارروائی اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک اسلام آباد اور راولپنڈی میں تعینات فوج اور کمانڈروں کی فعال حمایت حاصل نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ وزیر اعظم کی حمایت

dufans.com

تھی وہ اس سے لاعلم تھے کہ فوج کی سربراہی کے لئے ان کے نامزد کردہ شخص کو 10 کورز اور خاص طور پر 111 ویں بریگیڈ کی حمایت حاصل نہیں۔ انٹیلی جنس کی رپورٹ کے مطابق یہ بات اب ظاہر ہو چکی ہے کہ یہ لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین ہی تھے جنہوں نے آرمی چیف کے طور پر اپنی تقرری اور اس کے بعد کی کارروائی کا منصوبہ بنایا تھا۔ علاوہ ازیں جنرل ضیاء الدین اور پرنسپل سیکرٹری سعید مہدی ہی تھے جنہوں نے وزیر اعظم کو تجویز دی تھی کہ جنرل پرویز مشرف کا جہاز ہر حال میں کراچی نہیں اترنا چاہئے کیونکہ سندھ کے کسی غیر معروف ہوائی اڈے پر ان کو گرفتار کیا جا سکتا تھا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ضیاء الدین نے نواز شریف کی مکمل یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ جنرل مشرف کا طیارہ کراچی اترنے سے پہلے فوج کی مکمل کمان حاصل کر لیں گے لیکن یہ حسین خواب جلد ہی نواز شریف اور ضیاء الدین کیلئے ایک بھیانک خواب بن گیا۔ سرکاری حکام کو یقین ہے کہ وزیر اعظم کے والد میاں شریف کے ساتھ پرانے مراسم کی بنا پر نواز شریف ضیاء الدین کو فوج کا سربراہ بنانا چاہتے تھے۔ ذرائع کے مطابق ضیاء الدین نے کارگل کے ایشو پر وزیر اعظم کو غلط خبریں دیں اور جنرل پرویز مشرف سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ دو کور کمانڈروں نے ضیاء الدین کی موجودگی میں وزیر اعظم سے ملاقاتیں کی جن کی آرمی چیف کو کوئی اطلاع نہیں دی گئی بعد ازاں مذکورہ دونوں کمانڈروں کو برطرف کر دیا گیا۔ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ خواجہ ضیاء الدین نے نواز شریف کی خوشنودی کیلئے کسی بھی اقدام سے گریز نہیں کیا۔ آئی ایس آئی کے سربراہ کی حیثیت سے انہوں نے حکیم سعید کے قتل کے سلسلے میں پولیس کی انجینئرڈ موقف کی تصدیق کر دی جو بعد ازاں غلط ثابت ہوا۔ لاہور کے ایک جریدے کے ایڈیٹر نجم سیٹھی کی گرفتاری بھی وزیر اعظم ہی کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے کی گئی تھی اگرچہ فوج نے نجم سیٹھی کو غداری کے الزامات کے تحت کارروائی سے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

انکار کر دیا تھا۔ ذرائع کے مطابق خواجہ ضیاء الدین کا مقصد کور کمانڈروں کو تسلی اور پیشہ ورانہ بنیادوں پر تقسیم کرنا تھا تاکہ جنرل مشرف کی مخالف لابی بنائی جا سکے۔ ایک اعلیٰ عہدیدار کے مطابق وہ آئی ایس آئی کا سربراہ بننے کے بعد سے اپنے باس (آرمی چیف) کے خلاف ایک خطرناک کھیل کھیلنے میں مصروف تھے جس کا منطقی نتیجہ خودکشی بھی نکل سکتا تھا۔

○

بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب مسلح افواج کے ترجمان بریگیڈیئر راشد قریشی نے کہا کہ نئے سیٹ اپ میں شاید فوج کا کوئی کردار نہیں ہوگا۔ بدھ کے روز جی ایچ کیو میں عسکری قیادت کے درمیان طویل صلاح مشورہ کے حوالے سے انہوں نے کہا کہ تفصیلات میرے علم میں نہیں البتہ بہت سی سیاسی شخصیات نے آرمی چیف سے معلومات کر کے انہیں اپنی خدمات پیش کی ہیں۔

کور کمانڈروں کے درمیان صلاح مشورہ سارا دن جاری رہا۔ اسی دوران ملک کی اہم سیاسی و غیر سیاسی شخصیات سے عسکری قیادت کے بالواسطہ اور بلاواسطہ رابطے کئے اس ضمن میں ایئر مارشل (ر) اصغر خان، سید شریف الدین پیرزادہ، جسٹس (ر) فخر الدین، ابراہیم، سید فخر امام، صاحبزادہ یعقوب علی خاں، سابق چیف جسٹس سجاد علی شاہ، سابق گورنر سندھ معین الدین حیدر اور عمران خان کے نام لئے جا رہے تھے تاہم عسکری ذرائع نے ان ناموں کی تصدیق یا تردید نہیں کی۔ ذرائع نے بتایا کہ سابق وزیر اعظم نواز شریف نے وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہونے سے انکار کر دیا اور ان کا کہنا ہے کہ ماضی میں یہ غلطی ان سے ایک بار ہو چکی ہے وہ یہ غلطی نہیں دہرائیں گے بدھ کو کور کمانڈروں کے اجلاس، آئینی ماہرین کے ساتھ عسکری قیادت کے رابطوں اور

dufans.com

صدر مملکت کے ساتھ آرمی چیف جنرل پرویز مشرف کی دوسری ملاقات میں اس صورتحال پر مفصل تبادلہ خیال کیا گیا اور مستقبل کے مجوزہ آئینی ڈھانچے کے خدوخال پر مشورے کئے گئے تاہم کوئی ٹھوس شکل بدھ کو رات گئے تک سامنے نہیں آسکی۔

○

13 اکتوبر کو بھی کوئی واضح صورتحال سامنے نہ آئی البتہ مختلف شبہات کے حوالے سے افواہیں گشت کرتی رہیں اور فوج کی طرف سے اہم شخصیات کی گرفتاری اور نظر بندی کی اطلاعات سننے کو ملتی رہیں۔ کوئی ایسا قابل ذکر سیاسی لیڈر نہیں تھا جس کی گرفتاری کی خبر نہ آئی ہو۔ یہ بھی سنا گیا کہ فوجی حکام میاں اظہر کو اسلام آباد لے گئے ہیں اور اب کوئی دم جاتا ہے۔ کہ جب وہ نگران وزیر اعظم بن جائیں گے۔ کئی سیاسی پنڈت اسمبلی کے اندر سے تبدیلی کی باتیں کرتے رہے اور کچھ ٹیکنو کریٹس گورنمنٹ کا مژدہ سنانے لگے لیکن ابھی تک منظر دھندلا تھا کچھ واضح نہیں ہو رہا تھا حکومت کی طرف سے مکمل خاموشی طاری تھی بالکل ایسی خاموشی جو کسی بڑے طوفان کی آمد کا پیش خیمہ بن جایا کرتی ہے۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

دیکھو اور انتظار کرو!

15/ اکتوبر کے اخبارات نے صورتحال کو قدرے واضع کیا اے پی پی نے خبر دی کہ مسلح افواج کے چیفس آف سٹاف اور پاکستان آرمی چیف کے کور کمانڈروں کے ساتھ ہوئے مذاکرات میں کیے گئے فیصلوں کے مطابق ملک میں ایمر جنسی نافذ کر دی گئی۔ آئین معطل کر دیا گیا اور جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئر مین اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ سنبھال لیا۔ رات کے جاری ہونے والے فرمان میں کہا گیا کہ صدر پاکستان اپنے منصب پر برقرار رہیں گے۔ جبکہ قومی اسمبلی صوبائی اسمبلیاں اور سینٹ کو معطل کر دیا گیا ہے۔ سینٹ کے چیئر مین اور ڈپٹی چیئر مین قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے سپیکر بھی معطل کر دیئے گئے ہیں۔ وزیر اعظم، وفاقی وزراء، وزرائے مملکت، وزیر اعظم کے مشیران، پارلیمانی سیکرٹری، صوبائی گورنر، صوبائی وزرائے اعلیٰ، صوبائی وزراء اور وزرائے اعلیٰ کے مشیران بھی اپنے اپنے عہدوں سے ہٹا دیئے گئے ہیں۔ فرمان کے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

مطابق پورا پاکستان مسلح افواج کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے یہ فرمان فوری طور پر
موثر بہ عمل آگیا ہے جس کا اطلاق 12/ اکتوبر 1999ء سے ہوگا۔ یہ فرمان جائنٹ
چیفس آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین اور چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف نے
جاری کیا جنہوں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ سنبھال لیا تھا۔
جائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین اور چیف آف آرمی سٹاف اور اسلامی
جمہوریہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو نے عبوری آئین کا حکم جاری کیا جس کا دائرہ عمل
پورا پاکستان تھا یہ حکم فوری نافذ العمل ہو گیا۔ اس حکم میں کہا گیا تھا کہ اسلامی جمہوریہ
پاکستان کے آئین کی دفعات پر عملدرآمد معرض التواء میں جانے سے قطع نظر پاکستان
کا نظم و نسق جہاں تک یہ حکم اور چیف ایگزیکٹو کی طرف سے جاری کیے گئے دوسرے
احکام اجازت دیں جتنی حد تک ممکن ہو آئین کے مطابق چلایا جائے گا، اس طرح وہ
تمام عدالتیں جو اس حکم کے نفاذ سے فوری پہلے قائم تھیں، کام کرتی رہیں گی اور اپنے
دائرہ اختیار اور اختیارات استعمال کریں گی، بشرطیکہ سپریم کورٹ یا ہائیکورٹ یا کسی
دوسری عدالت کو چیف ایگزیکٹو یا ان کی اتھارٹی کے تحت دائرہ اختیارات یا اختیار استعمال
کرنے والے کسی شخص کے خلاف حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ حکم میں کہا گیا
کہ آئین کے حصہ دوم کے پہلے باب میں دیئے گئے بنیادی حقوق جو ایمرجنسی کے
فرمان یا اس فرمان کے تحت وقتاً فوقتاً جاری ہونے والے کسی حکم سے متصادم نہ ہو نافذ
العمل رہیں گے۔ حکم میں کہا گیا ہے کہ صدر مملکت چیف ایگزیکٹو کی ایڈوائس پر اور اس
کے مطابق عمل کریں گے، حکم میں یہ بھی کہا گیا کہ کسی بھی عدالت یا ٹربیونل کی
جانب سے چیف ایگزیکٹو یا ان کی طرف سے نامزد کی گئی اتھارٹی کے خلاف کسی بھی قسم
کا کوئی فیصلہ، ڈگری، رٹ، حکم یا پروسس جاری نہیں کیا جائے گا۔ حکم میں کہا گیا کہ
آئین کی دفعات پر عملدرآمد معرض التواء میں ڈالے جانے سے قطع نظر، لیکن چیف

ns.com

ایگزیکٹو کے احکام کے تحت آئین کے سوا تمام قوانین نافذ العمل رہیں گے، تا آنکہ
چیف ایگزیکٹو یا ان کی طرف سے نامزد کی گئی کوئی اتھارٹی ان میں ردوبدل کرے، ترمیم
کرے یا آئین منسوخ کرے۔ پچھلے سال 28 مئی کو جاری ہونے والا ہنگامی حالت کا
فرمان 14/ اکتوبر کے 1999ء کے ایمرجنسی کے فرمان اور عبوری آئین کے اس حکم
اور اس کے تحت جاری رہے گا۔ حکم میں کہا گیا ہے کہ تمام افراد جو اس حکم کے نفاذ سے
فوراً پہلے آئین کے آرٹیکل 260 میں دی گئی تعریف کے مطابق پاکستان کی سروس
میں تھے اور وہ تمام افراد جو اس حکم کے نفاذ سے فوراً پہلے سپریم کورٹ، وفاقی شرعی
عدالت یا کسی ہائیکورٹ کے جج تھے یا آڈیٹر جنرل یا محتسب یا چیف احتساب کمشنر تھے،
انہی شرائط پر اور اسی استحقاق کے ساتھ اپنی سروس یا اپنے عہدوں پر فائز رہیں گے۔

PROCLAMATION OF EMERGENCY

In pursuance of deliberations and decisions of Chiefs of Staff of the Armed Forces and Corps Commanders of Pakikstan Army, I General Pervez Musharraf, Chairman Joint Chiefs of Staff Committee and Cheif of Army Staff, Proclaim Emergency throughout Pakistan and assume the office of the Chief Executive of the Islamic Republic of Pakistan.

I hereby order and proclaim as follows:

(a) The Constitution of the Islamic Republic of Pakistan shall remain in abeyance;

(b) The President of Pakistan shall continue in office;

(c) The National Assembly, the Provincial Assemblies and Senate shall stand suspended;

(d) The Chairman and Deputy Chairman of the Senate, the Speaker and Deputy Speaker of the National Assembly anJ

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

om

Constitution.

b) Subject as aforesaid, all courts in existence immediately before the commencement of this Order shall continue to function and to exercise their respective powers and jurisdiction: Provided that the Supreme Court or High Courts and any other court shall not have the powers to make any order against the Chief Executive or any person exercising powers or jurisdiction under his authority.

c) The Fundamental Rights conferred by Chapter I of Part II of the Constitution, not in conflict with the Proclamation of Emergency or any Order made thereunder from time to time shall continue to be in force.

3. a) The President shall act on, and in accordance, with the advice of the Chief Executive.

b) No judgement, decree, writ, order or process whatsoever shall be made or issued by any court or tibunal against the Chief Executive or any authority designated by the Cheif Executive.

Notwithstanding the abeyance of the provisions of the Constitution, but subject to the Orders of the chief Executive all laws other than the Constitution shall continue in force until altered, amended or repealed by the Chief Executive or any authority designated by him.

The Proclamation of Emergency issued on 28th day of May 1998, shall continue but subject to the provisions of Proclamation of emergency dated 14th day of October 1999 and this Provincial Constitution Order and any other Order made thereunder.

the Provincial Assemblies shall stand suspended.

(e) the Prime Minister, the Federal Ministers, Ministers of State, Advisors to the Prime Minister, Parliamentary Secretaries, the Provincial Governors, the Provincial Chief Ministers, the Provincial Ministers and the Advisors to the Chief Ministers shall cease to hold office;

(f) The whole of Pakistan will come under the control of the Armed Forces of Pakistan. This Proclamation shall come into force at once and be deemed to have taken effect on and 12th day of October, 1999.

PROVISIONAL CONSTITUTION ORDER NO.1 OF 1999

In pursuance of Proclamation of the 14th day of October, 1999, and in exercise of all powers enabling him in that behalf, the Chairman Joint Chiefs of Staff Committee and Chief of Army Staff and Chief Executive of the Islamic Republic of Pakistan under the Proclamation of Emergency of 14th day of October 1999 (hereinafter referred to as the Chief Executive) is pleased to make and promulgate the following order.

1. a) this Order may be called Provisional constitution Order No.1 of 1999.

b) It extends to the whole of Pakistan

c) It shall come into force at once.

2 a) Notwithstanding the abeyance of the provisions of the constitution of the Islamic Republic of Pakistan, hereinafter referred to as the Constitution, Pakistan shall, subject to this Order and any other Orders may by the Chief Executive, be governed, as nearly as may be, in accordance with the

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

ns.com

اثر نہیں ہوا اور ڈالر کی خرید و فروخت معمول کے مطابق ہوئی، وائس آف امریکہ نے کہا روپیہ پر دباؤ بڑھ گیا ہے اور بلیک مارکیٹ میں ایک ڈالر 60 سے 65 روپے تک فروخت ہوتا رہا، آنے والے دنوں میں یہی صورتحال برقرار رہی تو کرنسی کے کاروبار پر پابندی میں مزید توسیع کی جا سکتی ہے۔

کے پی آئی کے مطابق گورنر سٹیٹ بنک ڈاکٹر محمد یعقوب نے کمرشل بنکوں کے سربراہوں کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے لئے آئی ایم ایف کا پروگرام متاثر نہیں ہوگا ہم کسی ادائیگی میں نادہندہ نہیں ہوں گے تمام ادائیگیاں بروقت کی جائیں گی انہوں نے بنکوں کے سربراہوں کو عندیہ دیا کہ موجودہ سیٹ اپ کے تحت بڑے پیمانے پر احتساب ہوگا نادہندگان کو نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔

○

غیر یقینی صورتحال کی وجہ سے سٹاک مارکیٹ پر برا اثر پڑا اور عجیب و غریب افواہوں کی وجہ سے سٹاک مارکیٹ کریش کر گئی۔ سرمایہ کاروں کے کروڑوں روپے ڈوب گئے۔ کام کا آغاز اور اختتام مندے پر ہوا۔ متعدد کمپنیوں کے حصص کے بھاؤ 2 سے 12 روپے تک گر گئے۔

مارکیٹ کریش ہونے کا نقصان نہ صرف عام سرمایہ کاروں اور نجی مالیاتی اداروں کو ہوا بلکہ قومی مالیاتی اداروں اور بنکوں کو بھی پہنچا جنہوں نے نواز شریف دور حکومت میں مارکیٹ کو سہارا دینے کے لئے بھاری سرمایہ کاری کر رکھی تھی گزشتہ روز مارکیٹ میں خریداری کا رجحان نہ ہونے کے برابر تھا جبکہ فروخت کا دباؤ اس قدر تھا کہ بعض حصص گری ہوئی قیمتوں پر بھی فروخت نہیں ہو رہے تھے۔ مارکیٹ کی اس صورتحال سے نہ صرف سرمایہ کاروں بلکہ بعض بروکروں کے دیوالیہ ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا۔

All persons who, immediately before the commencement of this Order, were in the service of Pakistan as defined in Article 260 of the constitution and those persons who immediately before such commencement were in office as Judge of the Supreme Court, the Federal Shariat Court or a High Court or Auditor General or Ombudsman and Chief Ehtesab Commissioner, shall continue in the said service on the same terms and conditions and shall enjoy the same privileges, if any.

14/ اکتوبر کی سٹیٹ بنک آف پاکستان کے ایک اعلان کے مطابق اوپن کرنسی مارکیٹ عام لین دین کے لئے 20/ اکتوبر تک بند رکھنے کے احکامات جاری کر دیئے۔ تمام با اختیار منی چینجرز کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنا کاروبار بند رکھیں اور 20/ اکتوبر تک ایکسچینج کا لین دین نہ کریں۔

سٹیٹ بنک نے غیر ملکی کرنسی کی ادائیگی کے عوض بنک ڈرافٹ اور ٹریولرز چیک کے اجراء اور غیر ملکی کرنسی جمع کرانے کے بدلے دوسری غیر ملکی کرنسی کے حصول کی سہولت تاہم حکم ثانی واپس لے لی۔

سٹیٹ بنک نے اعلان کیا کہ اس کے باوجود کہ پاکستان میں فوجی کنٹرول کے بعد غیر ملکی کرنسی کے ذخائر کے بارے میں تشویش پائی جاتی ہے، پاکستان اپنے قرضوں کی تمام ادائیگیاں مقررہ وقت پر کرے گا۔ سٹیٹ بنک کے ایک ترجمان نے رائٹرز کو بتایا کہ سٹیٹ بینک نے گزشتہ روز ایسے اقدامات کئے ہیں کہ زر مبادلہ باہر نہیں جا سکے گا۔ آمدہ اطلاعات کے مطابق ایک دن کی تعطیل کے بعد جمعرات کو بینک کھل گئے اور بینکنگ سرگرمیاں معمول کے مطابق جاری رہیں۔ انٹر ورلڈ میں ڈالر کی قیمت میں کوئی نمایاں کمی بیشی نہیں ہوئی اور ڈالر کی قیمت 51.80 روپے سے 51.90 کے درمیان رہی۔ ایک سینئر بینکار نے "اخبارات" کو بتایا کہ انٹر بینک میں افواہوں کا کوئی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

سٹاک مارکیٹ انڈیکس جو موقع پر 117 پوائنٹ کی کمی سے 1164.43 کی سطح پر آ گیا 7 کمپنیوں کے حصص کی قیمتوں میں اضافہ کے مقابلہ میں 87 میں کمی اور ... میں استحکام رہا 17 کروڑ 26 لاکھ حصص کا کاروبار ہوا اور مجموعی مالیت 20 ارب روپے کی کمی سے 3 کھرب 67/ ارب رہ گئی کہا جاتا رہا کہ انڈیکس کسی وقت بھی ایک ہزار کا بیریئر بھی توڑ دے گا۔ وائس آف امریکہ کے مطابق کراچی سٹاک مارکیٹ دن بھر افواہوں کی زد میں رہی خدشہ تھا کہ غیر یقینی صورتحال کے پیش نظر مارکیٹ پر دباؤ نہ صرف برقرار رہے گا بلکہ اس میں اضافہ بھی ہوگا۔ کراچی سے آمدہ اطلاعات کے مطابق مارکیٹ کے حلقوں نے کہا کہ جہاں تک حکومت کی تبدیلی کا ذکر ہے تو وہ بات پرانی ہو گئی لیکن اب سب کو نئے سیٹ اپ کا شدت سے انتظار ہے اور اس میں تاخیر سے مارکیٹ کی کارکردگی مزید متاثر ہونے کے امکانات بڑھتے رہیں گے کاروباری حلقوں نے امید ظاہر کی کہ وقت گزرنے کے ساتھ ملکی و غیر ملکی مسائل بھی ختم ہو جائیں گے۔ ماہرین نے توقع ظاہر کی اگلے سیشن میں حصص کی قیمتیں انتہائی سطح پر ہونے سے درمیانے درجے کی خریداری بڑھنے کے امکانات بہرحال موجود ہیں تاہم اس میں اتار چڑھاؤ کا عنصر بھی رہے گا۔

○

14/ اکتوبر کی ایک اہم خبر یہ بھی تھی کہ سندھ کے آئی جی پولیس رانا مقبول احمد نے جو کراچی ایئرپورٹ پر چیف آف آرمی سٹاف کی گرفتاری کا مشن لے کر گئے تھے۔ لیکن پانسہ پلٹنے پر غائب ہو گئے خود کو فوجی حکام کے حوالے کر دیا۔

رانا مقبول نے آئی جی سندھ اسد اشرف ملک کی رہائش گاہ پر پہنچے جہاں ڈی آئی جی کراچی جاوید اقبال بھی موجود تھے بعد ازاں وہ ان کے ساتھ رینجرز ہیڈ کوارٹر گئے رانا

مقبول نے اس سے ایک روز پہلے باتھ آئی لینڈ میں اپنی رہائش گاہ سے فون کر کے اخباروں کو بتایا تھا کہ وہ کہیں فرار نہیں ہوئے اور ایک پیشہ ور سپاہی ہیں جو کبھی ملک کے آرمی چیف کو گرفتار کرنے کا تصور ہی نہیں کر سکتا۔

بعد کی اخباری اطلاعات کے مطابق رانا مقبول احمد نے سلطانی گواہ بننے کی پیشکش کر دی تھی اور حکومت کو بتا دیا تھا کہ کس شخصیت نے انہیں آرمی چیف کی گرفتاری کے احکامات جاری کئے تھے۔ یہ منصوبہ کہاں طے پایا تھا اور اس منصوبے کی مکمل تفصیلات کیا ہیں۔

○

14/ اکتوبر کو ہی یہ اطلاع ملی کہ سابقہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل ضیاء الحق مرحوم کے صاحبزادے جناب اعجاز الحق نے مسلم لیگ کی قیادت سنبھال لی کیونکہ وہ مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر تھے اور میاں نواز شریف نے مسلم لیگ کی صدارت بھی اپنے پاس رکھی ہوئی تھی ان کی برطرفی اور عدم موجودگی میں اب اس صدارت پر اعجاز الحق ہی کا حق تھا انہوں نے جمعرات 14/ اکتوبر کے روز غیر ملکی دورے سے وطن واپسی پر اپنی ذمہ داریاں سنبھالیں جس کے بعد مسلم لیگ کے عہدے داروں، ورکرز اور خصوصاً ان عہدے داروں نے جو چڑھتے سورج کی پوجا کرنے والے تھے اس امید پر اعجاز الحق سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا کہ سابقہ جرنیل اور صدر پاکستان کا صاحبزادہ ہونے کے ناطے شاید انہیں حکومت میں کوئی اہم ذمہ داری سونپی جائے اور ان بے چاروں کی بھی سنی جائے۔

اعجاز الحق سے غیر ملکی سفارتکاروں نے بھی شاید اس حوالے سے ملاقاتیں کی تھیں کیونکہ تب یہ افواہ بہت گرم تھی کہ انہیں اگلی حکومت میں کوئی اہم ذمہ داری

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

سوپی جاری ہے۔ صدر مسلم لیگ کی حیثیت سے انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ وہ بہت جلد مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی اور مرکزی عہدے داروں کا اجلاس طلب کر کے صورتحال پر غور کریں گے اور اس سلسلے میں مناسب فیصلے کریں گے۔ دریں اثناء امریکہ سمیت متعدد اہم ممالک کے سفارتکاروں نے الگ الگ اعجاز الحق سے ان کی رہائش گاہ پر طویل ملاقاتیں کیں بی بی سی، سی این این اور دیگر غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کی بڑی تعداد بھی باری باری اعجاز الحق سے خصوصی انٹرویو لیتی رہی اعجاز الحق کے قریبی دوست احباب کی بڑی تعداد بھی وقفے وقفے سے ان کی رہائش گاہ پر آتی جاتی رہی جب اعجاز الحق سے اس بارے میں استفسار کیا گیا تو انہوں نے مسکراہٹ کے ساتھ ٹال دیا۔

اس دوران حکومت کو تجاویز دینے کا سلسلہ بھی جاری ہو گیا، اس ضمن میں یوں تو بہت سی باتیں مختلف حوالوں سے کہی گئیں لیکن اقوام متحدہ میں سابق اکنامک ایڈوائزر اور ماہر اقتصادیات کے۔ایم۔ اعظم کی تجاویز قابل توجہ تھیں انہوں نے جنرل پرویز مشرف کو پاکستان کو موجودہ معاشی بحران سے نکالنے کے لئے ایک 14 نکاتی فارمولا پیش کیا اور پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امریکی قونصل جنرل ڈگلس آرکارڈ کے مطابق بیرون ملک پاکستانیوں کے 100/ارب ڈالر اور 1500/ارب روپے کی رشوت اور کرپشن سے بنائی گئی جائیدادیں ضبط کر لی جائیں جس سے نہ صرف بیرونی قرضے ادا ہوں گے بلکہ 2300 ارب روپے کے اندرونی قرضے بھی اتارے جاسکتے ہیں۔

اس اقدام سے پاکستان کا وفاقی بجٹ تقریباً 300 ارب روپے رہ جائے گا جو کہ ہمارے سالانہ وفاقی ریونیو سے بہت کم ہے اس کے علاوہ ہم 4700 ارب روپے کا ایک فاضل فنڈ قائم کر سکیں گے جو کہ ہم اپنی معیشت اور دفاع کی بہتری میں استعمال

کریں گے۔

قانونی نجکاری کے تحت کئے گئے معاہدے معطل کر دیئے جائیں حبکو اور کیپکو کا معاہدہ بھی منسوخ کر دیا جائے جس سے واپڈا کو سالانہ اربوں روپے کا نقصان پہنچ رہا ہے۔ اسلامی نظام رائج کر کے تمام ٹیکس ختم کر دیئے جائیں۔ بنکس صنعت اور کاروبار کے لئے قرضے شراکت کے اصول پر دیئے جائیں جس سے موجودہ سود خوری و حرام خوری کا نظام ختم ہو جائے گا۔

موجودہ نظام کے تحت صنعتکار دو کروڑ روپے مہیا کر کے 100 کروڑ روپے مالیت کے پراجیکٹ کے مالک بن جاتے ہیں جبکہ اسلامی نظام شراکت کے وہ صرف 2 کروڑ کے مالک ہوں گے جبکہ 98 کروڑ کے مالک عوام اور بینک ہوں گے۔ بینکوں میں عوام کے سب اکاؤنٹس سرمایہ کاری اکاؤنٹس میں تبدیل کر دیئے جائیں گے اور عوام کا پیسہ باقاعدہ مختلف صنعتوں میں لگایا جائے گا جس سے حاصل ہونے والا منافع انتظامی اخراجات نکال کر عوام میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ روزگار کے دس لاکھ تک کے بلاسود قرضے صرف اخلاقی ضمانت پر دیئے جائیں گے۔

عوامی منصوبوں میں عوام کی مالی شرکت سے سرمایہ کاری کی جائے۔ کرنسی اور سرمایہ کاری مارکیٹ سٹہ بازی سے پاک کر دی جائے۔ تمام شہریوں کے لئے تعلیم، صحت بنیادی ضروریات اور روزگار کی ذمہ داری حکومت پر ہو گی ایک مربوط مال وزر کی پالیسی (مانیٹری پالیسی) اور اعشاریہ بندی کا جامع نظام قائم کر کے مقررہ آمدنی والے افراد کو افراط زر کی لعنت سے نجات دلائی جائے گی۔ کے ایم اعظم نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ 11 ارب ڈالر صرف نواز شریف فیملی کے باہر کے بینکوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ جبکہ 20 سے 25 بڑے بیوروکریٹس کے 30 ارب ڈالر سے زائد رشوت کی کمائی باہر کے بینکوں میں اور ان کی بیگمات کے اندرون ملک پلازے ہیں۔ ان تجاویز

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

پر ضرور چیف ایگزیکٹو نے غور کیا ہو گا جس کا عکس ان کی 17/ اکتوبر کی تقریر میں دکھائی پڑتا ہے۔

O

اس روز ممتاز اخبار نویس اور روزنامہ جنگ کے رپورٹر صالح ظاہر نے ایک مصدقہ ذرائع سے یہ خبر جاری کی کہ منگل کی شام معزول وزیر اعظم میاں نواز شریف فوجی قیادت کو تبدیل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو جی ایچ کیو کے چار پرنسپل سٹاف افسران اور سات کور کمانڈروں سمیت بری فوج کے لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے کے تیرہ افسران کو گرفتار کرا کے انہیں فوری معزول کر دیا جاتا اور اس کے ساتھ ہی پاک فضائیہ کے سربراہ بھی گرفتار کر لئے جاتے، اس طرح پاکستان کی مسلح افواج میں بڑے پیمانے کی کٹوتی کا عملی آغاز ہو جاتا۔ اس خوفناک منصوبے کیلئے معزول حکومت کو پاکستان کے ایک روایتی حریف ملک کی مکمل تائید حاصل تھی جس نے اس مقصد کیلئے عملی مدد فراہم کرنے کے لئے اسپیشل کمانڈوز کی پانچ بٹالین اور دو ٹرانسپورٹ طیارے پاکستان کی مشرقی سرحدوں سے متصل ایک فوجی ہوائی اڈے پر تیار کھڑے رکھے تھے۔ اس ضمن میں مکمل تحقیقات ہو گی۔ "جنگ" کو حد درجہ لائق اعتماد ذرائع نے بدھ کی شب اس بھیانک منصوبے کے خدوخال سے آگاہ کیا اور بتایا کہ بلوچستان میں متعین لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے کے ایک افسر کو جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کا چیئرمین بنایا جانا تھا جسے ریٹائر کرنے کا اعلان پہلے ہی ہو چکا تھا۔ یہ اعلان واپس لے لیا جانا تھا۔ باوثوق ذرائع کا کہنا ہے کہ اس پورے تناظر میں بھارتی کردار کی بھی تحقیقات کرائی جائے گی۔

O

اس دوران چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کے اقدام پر آئینی ماہرین کے تبصرے بھی جاری رہے۔ آئینی ماہرین کے کچھ تبصرے بلا تبصرہ پیش خدمت ہیں۔

فوج کو جمہوری عمل میں مداخلت کا کوئی آئینی اختیار نہیں مگر فوج کے اس اقدام کو قانونی جواز حاصل ہے، نواز شریف اپنی برطرفی کے ذمہ دار خود ہیں:

جسٹس ریٹائرڈ نسیم حسن شاہ

ملکی سلامتی خطرے میں تھی حکمران قوم کے اعتماد محروم ہو چکے تھے: حاجی سیف اللہ، جو ضمیر کیلئے کھڑا ہو گا اس کیلئے مکمل مورال اتھارٹی موجود ہے، یہ آرمی چیف کا نہیں فوج کا فیصلہ تھا۔ رضا کاظم

فوج کی مداخلت کا آئین سے کوئی تعلق نہیں، ملکی سلامتی اور عوام کی زندگیاں بچانے کیلئے آئین سے انحراف کر لینا چاہئے: شہزاد جہانگیر۔ محسوس ہوتا ہے کارروائی جلدی میں کی گئی: اے کریم ملک

نواز شریف نے سارے دروازے خود بند کر لئے تھے، فوج نے ملک کو خانہ جنگی سے بچایا: سردار لطیف کھوسہ، ملکی حالات خراب ہوں تو آئین اور قانون ایک طرف ہو جاتے ہیں: عابد حسن منٹو کا تبصرہ

وزیر اعظم صوابدیدی اختیارات کے تحت آرمی چیف کو نوٹیفکیشن جاری کئے بغیر برطرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں مگر حالیہ معاملے میں یہ اختیار بدنیتی کی بنیاد پر غلط استعمال ہوا، آرمی چیف کی تمام کارروائی سپریم کورٹ کے قانون کے مطابق ہے: ڈاکٹر اے باسط۔

وزیر اعظم کو حاصل اختیار کے استعمال کیلئے ضروری ہے کہ ایماندارانہ اور وفاق کے مفاد میں ہو، نوٹیفکیشن کے بغیر حکم پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا: ڈاکٹر خالد رانجھا کی رائے۔

O

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

اس روز یہ انکشاف بھی ہوا کہ "جنرل پرویز مشرف کی ریٹائرمنٹ" ٹی وی پر خبر تو چلی تھی لیکن اس کا نوٹیفکیشن نہیں ہوا تھا اور ٹی وی پر تشہیر کروا کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی تھی کہ اب آرمی چیف کا کوئی اقدام غیر قانونی ہو گا۔

جب آرمی چیف نے کنٹرول سنبھالا تو انکشاف ہوا کہ نوٹیفکیشن کا کوئی ریکارڈ ہی موجود نہیں تھا۔

15/اکتوبر

منظر واضح ہوتا ہے

15/اکتوبر کو چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے ایک بیان میں کہا کہ اقتصادی بحالی، قومی استحکام کی ضمانت اور بہترین نظام و نسق ان کی انتہائی ترجیحات میں شامل ہیں۔ یہ باتیں انہوں نے کور کمانڈرز کے ایک اہم اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک موثر اور غیر جانبدرانہ عبوری سیٹ اپ کو حتمی شکل دی جا رہی ہے جس میں شفاف احتساب کے عمل کو بھی یقینی بنایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ جب تمام تفصیلات طے ہو جائیں گی تو قوم کو اعتماد میں لیا جائے گا اور وہ قوم سے خطاب کریں گے۔ جنرل پرویز مشرف نے اجلاس کے دوران اپنے ساتھیوں سے عبوری سیٹ اپ کے حوالے سے صلاح و مشورے کئے اور انہیں ان حالات سے آگاہ کیا جن کے باعث ایمرجنسی نافذ کرنا پڑی۔ اجلاس میں پرنسپل سٹاف افسر بھی موجود تھے۔ آرمی چیف کی جانب سے چیف ایگزیکٹو کا عہدہ سنبھالنے کے بعد کور کمانڈرز کا یہ پہلا باقاعدہ اجلاس تھا۔ اجلاس میں ملک کی تازہ ترین صورتحال، حربی تیاری اور دوسرے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

اہم امور بھی زیر بحث آئے۔ جنرل مشرف نے پاک فوج میں پائے جانے والے اتحاد اور تنظیم کے جذبے کی تعریف کی۔

فوج کے شعبہ تعلقات عامہ کے ڈائریکٹر جنرل بریگیڈئر راشد قریشی نے ریڈیو پاکستان کو ایک خصوصی انٹرویو میں بتایا کہ جی ایچ کیو میں کور کمانڈروں کے اجلاس میں ایک بریفنگ دی گئی جس میں پچھلے دنوں پیش آنے والے حالات کے بارے میں بتایا گیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ ایمرجنسی لگانا کیوں ضروری تھا۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اب کن چیزوں کو ترجیح دی جائے گی۔ انہوں نے بتایا ان ترجیحات میں ایک عبوری سیٹ اپ جو غیر جانبدار، دیانتدار اور لائق ہو پر تبادلہ خیال کیا گیا جس کا کام شفاف ہوگا اور وہ احتساب کا عمل کر سکے گا۔ اس کے علاوہ اقتصادی بحالی کے بارے میں بھی بات ہوئی اور یہ بھی کہا گیا کہ اس ملک کو متحد اور قومی وقار کو ملحوظ خاطر رکھنے کے اقدامات کرنے والا عبوری سیٹ اپ ہوگا جس میں عوام خصوصاً غریب عوام کو بھی شامل کیا جائے گا اور ان کی رائے لی جائے گی۔ راشد قریشی نے بتایا کہ جنرل پرویز مشرف نے بتایا ہے کہ وہ آج شام انشاء اللہ قوم سے خطاب کریں گے اور ان چیزوں کے بارے میں تفصیلات بتائیں گے۔ اپنے خطاب میں وہ مستقبل کے نظام اور اس کی ترجیحات کے بارے میں قوم کو اعتماد میں لیں گے۔ چیف آف آرمی سٹاف ملک کے معاملات چلانے کے سلسلے میں عوام خاص طور پر غریب عوام کی رائے بھی طلب کریں گے۔

○

اس روز کی ایک اہم ترین اور عوامی خواہشات کے عین مطابق خبر یہ تھی کہ سٹیٹ بنک نے سابق وزیراعظم میاں نواز شریف سمیت تمام ممتاز اور سینئر سیاستدانوں مسلم لیگ اور اس کی اتحادی جماعتوں کے علاوہ اپوزیشن اور اقلیتی جماعتوں کے راہنماؤں

اور ان کے اہل خانہ کے ملکی اور فارن کرنسی کے ذاتی بنک اکاؤنٹس منجمد کر دیئے۔ جمعہ کے روز سٹیٹ بنک نے ایک سرکلر تمام بنکوں اور مالیاتی اداروں کو جاری کیا جس کے ذریعے ارکان پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیوں کے ارکان، وفاقی و صوبائی وزراء، سیاسی مشیروں، خصوصی معاونین اور ان کے اہل خانہ کے اکاؤنٹس اور لاکرز عارضی طور پر منجمد کئے گئے۔ سرکلر کے مطابق یہ قدم تمام بنکوں و مالیاتی اداروں اور ان کے کھاتہ داروں کے مفاد میں اٹھایا گیا۔ یہ سرکلر آرمی چیف جنرل پرویز مشرف کی طرف سے ملک میں ایمرجنسی کے نفاذ کے چند گھنٹے بعد جاری کیا گیا اور بنکوں کو حکومتی حکم پر سختی سے عملدرآمد کرنے کو کہا گیا۔

بی بی سی کے مطابق ایمرجنسی نافذ ہونے کے بعد جاری ہونے والا یہ پہلا حکم ہے جس کا مقصد بظاہر سابق حکمرانوں کو اپنی دولت باہر منتقل کرنے یا نکلوانے سے روکنا تھا۔ بنک ذرائع کے مطابق سرکلر کے ساتھ ان 500 افراد کے ناموں کی فہرست بھی منسلک ہے جن کے اکاؤنٹس منجمد کئے گئے تھے۔ سٹیٹ بنک نے جن سیاستدانوں کے بنک اکاؤنٹس منجمد کرنے کے احکامات جاری کئے ہیں، ان میں وزیراعظم محمد نواز شریف، پی آئی اے کے سابق چیئرمین شاہد خاقان عباسی، سابق ارکان قومی اسمبلی محمد اعجاز الحق، چودھری نثار علی خان، شیخ رشید احمد، چودھری شیر علی، میاں عبدالمنان، سیدہ عابدہ حسین، ایم اے حمزہ، کرنل (ر) غلام سرور چیمہ، رانا نذیر احمد خان، خواجہ محمد آصف، احسن اقبال، میاں محمد اظہر، محمد اسحٰق ڈار، عبدالمجید ملک، مخدوم جاوید ہاشمی، میاں عبدالستار لالیکا اور دوسرے ارکان اسمبلی شامل تھے۔

سابق اور موجودہ ارکان پارلیمنٹ اور ان کے قریبی عزیزوں کے دس ہزار سے زائد ملکی اور غیر ملکی کرنسی اکاؤنٹس منجمد ہوئے۔ سٹیٹ بنک کے ذرائع کے مطابق ان اکاؤنٹس میں موجود رقم کی مالیت اربوں روپے میں تھا۔ ذرائع کا کہنا تھا کہ یہ اکاؤنٹس اسی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

وقت بحال ہوں گے جب اکاؤنٹس ہولڈر یہ بات ثابت کرے گا کہ بنک میں جمع کرائی گئی رقم رشوت، کمیشن، سیاسی اثر و رسوخ اور دیگر ناجائز ذرائع سے حاصل نہیں کی گئی۔

رائٹر کے مطابق بینظیر اور نواز شریف کے علاوہ سرتاج عزیز اسحاق ڈار سمیت 327 سیاست دانوں کے بنک اکاؤنٹس منجمد کیے گئے اور اس ضمن میں جو فہرست بھجوائی گئی ہے وہ 15 صفحات پر مشتمل تھی۔

○

15 /اکتوبر ہی کو حکومت نے 18 ممالک میں موجود پاکستانی سفیروں کو جو سفارت کے لیے بالکل نااہل تھے اور صرف سفارشی بنیادوں پر ان عہدوں سے چمٹے ہوئے تھے ان کے عہدوں سے سبکدوش کر دیا حکومت نے فرانس، برطانیہ، سپین، آسٹریلیا، ہالینڈ، ابو ظہبی، شمالی کوریا، کینیا، تھائی لینڈ، ازبکستان، بحرین، ناروے، تیونس اور برما سمیت اٹھارہ ممالک میں متعین پاکستان کے سفیروں کو فوری طور پر سبکدوش کر دیا گیا ہے جنہیں نواز شریف نے مقرر کیا تھا۔ ان میں سے بیشتر سفیر اور ہائی کمشنر سابق وزیر اعظم کے قریبی عزیز اور دوست تھے جنہوں نے فوری طور پر اپنے چارج چھوڑ دیے اور اپنے نائبین کو سفارتی ذمہ داریاں منتقل کر دیں۔

ان میں برما میں پاکستان کے سفیر عامر حفیظ، میاں نواز شریف کے سالے ہیں۔ سپین میں سفیر خاور پیرزادہ معزول وزیر اعظم کے سابق ملٹری سیکرٹری (معطل شدہ) بریگیڈیئر جاوید اقبال ملک کے سسر ہیں۔ برطانیہ میں پاکستان کے ہائی کمشنر ریاض سمیع شہباز شریف کے ہم جماعت اور قریبی دوست ہیں۔ کینیا میں ہائی کمشنر حمید اصغر قدوائی نے مہران بنک کیس میں معزول وزیر اعظم کے ایماء پر ان کے سیاسی مخالفین کو گزند پہنچائی تھی۔ ابو ظہبی میں سفیر خیام قیصر، معزول وزیر اعظم کے ذاتی معاون تھے

اور جنہیں وہ اپنے کاروباری مفادات کیلئے بہترین نگہبان سمجھتے تھے انہیں "بریف کیس" اٹھانے کے لئے بہت شہرت ملی تھی۔ تھائی لینڈ میں سفیر عطاء الحق قاسمی، فرانس میں پاکستان کے سفیر شہریار محمد خان معزول وزیر اعظم کے ساتھ کرکٹ کھیلتے تھے اور سابق خارجہ سیکرٹری رہے ہیں، ازبکستان میں سفیر خالد امین، آسٹریلیا میں ہائی کمشنر خاور زمان، سرائیوو میں سفیر محمود مہدی، ناروے میں سفیر کریم آغا، پرتگال میں سفیر سابق وزیر اعلیٰ سندھ اختر علی قاضی، تیونس میں سفیر وائس ایڈمرل جاوید، ہالینڈ میں سینئر ایڈمرل سعید احمد خان، شمالی کوریا میں سفیر جنرل عبدالغفور خان اور بحرین میں سفیر کرنل ظفر اقبال، ان اٹھارہ سبکدوش سفیروں میں شامل ہیں۔ ان میں متعدد غیر تربیت یافتہ سفیروں کی استعداد کے بارے میں دفتر خارجہ نے تحفظات کا اظہار کیا تھا لیکن نواز شریف نے ہر اعتراض مسترد کر کے انہیں سفیر ہائی کمشنر مقرر کر دیا تھا۔

واشنگٹن میں نواز شریف کے پروردہ پاکستان کے سفیر طارق فاطمی کو فارغ کر دیا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہاں جمعرات کی شب ایک "خفیہ پیغام" موصول ہوا جس میں طارق فاطمی کو حکم دیا گیا کہ وہ بطور سفیر اپنا عہدہ فوری طور پر چھوڑ کر چارج مشن کے ڈپٹی چیف شاہد کمال کے حوالے کر دیں، پھر گذشتہ روز جمعہ کی صبح انہیں مزید ہدایت کی گئی کہ وہ آئندہ سفارتخانے مت آئیں۔

○

اسی روز بتایا گیا کہ عدالتیں معمول کے مطابق کام جاری رکھیں گی، چیف جسٹس نے فیصلہ کیا کہ عدالتیں معمول کے مطابق مقدمات کی سماعت جاری رکھیں گی۔ اجلاس نے تازہ ترین صورتحال پر غور کیا، رجسٹرار سپریم کورٹ ایم۔ اے فاروقی کے مطابق چیف جسٹس صاحبان نے اپنے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ تمام معزز عدالتیں اپنا

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

کام معمول کے مطابق جاری رکھیں گے۔

○

15/اکتوبر کو چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کی زیر صدارت کور کمانڈرز کا خصوصی اجلاس ہوا جس کے بعد بحریہ اور فضائیہ کے سربراہوں نے چیف ایگزیکٹو سے ملاقات کی اور چیف آف آرمی سٹاف نے معیشت کی بحالی اور اچھی حکومت کا قیام اپنی اولین ترجیح بتائی۔

انہوں نے کہا کہ اس ضمن میں جونہی تفصیلات طے پائیں گی وہ قوم کو اعتماد میں لینے کے لئے خطاب کریں گے۔ اس اجلاس میں متحرک اور غیر جانبدار عبوری سیٹ اپ کے قیام کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات بھی زیر بحث آئے۔ ایمرجنسی کے نفاذ کے بعد کی صورتحال پر غور کیا گیا۔

آپریشنل تیاری اور قومی اہمیت کے دیگر امور زیر بحث آئے۔ مسلح افواج کی تیاری کا جائزہ لیا گیا۔

اس روز ایک حکم کے تحت بلدیاتی ادارے بھی معطل کر دیئے گئے۔ نواز شریف سمیت ارکان پارلیمنٹ، سینئر سیاستدانوں اور ان کے اہل خانہ کے اکاؤنٹس منجمد ہوگئے۔ حکومت نے ان اداروں کے میئر، ڈپٹی میئر، چیئرمین اور وائس چیئرمین ہٹا کر متعلقہ ڈپٹی کمشنر، ایڈیشنل کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر ان کے ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیے۔ اداروں کے فنڈز منجمد کر دیے گئے اور سٹیٹ بنک کے ایک سرکلر کے مطابق تمام اکاؤنٹ عارضی طور پر منجمد کیے گئے تھے یہ قدم مالی اداروں اور بینک کھاتے داروں کے وسیع مفاد میں اٹھایا گیا تھا اس حکم کا اطلاق چاروں صوبائی اسمبلیوں پر بھی ہوا۔

○

16/اکتوبر کے روزنامہ پاکستان نے اعجاز الحق کا ایک خصوصی انٹرویو صفحہ اول پر اس سرخی کے ساتھ شائع کیا۔

"فوجی کارروائی ضروری ہو گئی تھی۔ اس کی مخالفت نہیں کی جا سکتی" اعجاز الحق

اپنے انٹرویو میں اعجاز الحق نے کہا کہ ایمرجنسی لاگو ہونے اور چیف آف آرمی سٹاف کے اقتدار سنبھالنے کے باوجود امید کی کرن موجود ہے کیونکہ چیف ایگزیکٹو نے دستور ساز اسمبلی کو "معطل" کیا ہے انہیں کالعدم قرار نہیں دیا گیا۔ انہوں نے مسلم لیگی کارکنوں کو مشتعل ہونے کی ضرورت نہیں جلد بازی میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس کا نتیجہ ملک و قوم کے حق میں خراب نہ نکلے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ فوج کی عزت اور وقار کو جمہوری عمل سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ فوج اور عوام شانہ بشانہ رہیں گے اور انہیں آپس میں لڑانے کی کوشش کامیاب نہیں ہو گی۔ قوم کو اپنی مسلح افواج پر بھرپور اعتماد ہے اور مسلح افواج کو عوامی خواہشات اور امنگوں کے مطابق معاملات کو بہتر بنانے سے گہری دلچسپی ہے۔

فوجی قیادت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس کا وقار جمہوری عمل کی بحالی میں ہے۔ انہوں نے کہا کہ 12/اکتوبر کو جو کچھ پیش آیا وہ ایک بڑا سانحہ ہے۔ حالات بدتر بھی ہو سکتے تھے۔ لیکن مسلح افواج کے اتحاد اور ڈسپلن نے ان کا رخ موڑ دیا۔ چیف آف آرمی سٹاف کو جس طرح برطرف کرنے کی کوشش کی گئی اور ان کے طیارے کو کراچی کے ہوائی اڈے پر اترنے سے جس طرح روکا گیا۔ اس کے نتیجے میں کوئی خوفناک حادثہ بھی پیش آسکتا تھا۔ اگر جنرل پرویز مشرف کے طیارے کو کچھ ہو جاتا تو خدانخواستہ ان کو جسمانی گزند پہنچ جاتی تو حالات کا جو رخ ہوتا، اس کا تصور کرتے ہی کانپ جاتا ہے۔ محمد اعجاز الحق نے کہا کہ جنرل ضیاء الحق نے جس طرح فوج کی کمان سنبھالنے کی کوشش کی۔ اس کے نتیجے میں فوج کے دستے آپس میں بھی ٹکرا سکتے تھے۔ ٹیلی ویژن سٹیشن پر

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

بریگیڈیر جاوید نے ایک میجر کے ساتھ جو سلوک کیا۔ وہاں گولیوں کا تبادلہ بھی ہو سکتا تھا۔ اس سے فوج کے اتحاد اور ڈسپلن کو جو نقصان پہنچتا، اور ملک اپنے اس عظیم ادارے کی تقسیم سے جس تباہی کے غار میں گرتا، وہ سب لرزا دینے والے مناظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ فوجی قیادت کی معاملہ فہمی، مستعدی اور اتحاد نے معاملات کو بگڑنے سے بچا لیا۔ 12/ اکتوبر کو فوجی قیادت نے جوابی کارروائی کے طور پر جو مدافعت کی، وہ ضروری ہو گئی تھی، اس کی مخالفت یا مذمت نہیں کی جا سکتی۔ محمد اعجاز الحق نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ میں نے سابق وزیر اعظم محمد نواز شریف کو یہ بات بار بار سمجھائی تھی کہ وہ فوج سے ایک ادارے کے طور پر معاملہ کریں۔ اس میں اپنی مرضی کے افراد ڈھونڈنے کی کوشش کا کوئی فائدہ نہیں۔ جنرل جہانگیر کرامت کے ساتھ جو ہوا اس پر فوج کا بطور ادارہ رد عمل صاف دیکھا جا سکتا تھا۔ چیف آف آرمی سٹاف کو آپ ایک عام سرکاری ملازم نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے سابق وزیر اعظم کو اپنے والد کی مثال دے کر بھی واضح کیا تھا کہ بھٹو نے سنیارٹی کے اعتبار سے نویں نمبر کے جرنیل کو آرمی چیف بنایا، ان کا پس منظر مذہبی تھا، اقتدار سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں تھی، میں واضح طور پر کہہ سکتا ہوں کہ وہ مارشل لاء نہیں لگانا چاہتے تھے۔ لیکن ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ فوجی قیادت نے اجتماعی فیصلہ کیا اور جنرل محمد ضیاء الحق کو آگے بڑھ کر کارروائی کرنا پڑی۔

محمد اعجاز الحق نے کہا کہ بھٹو بھی فوج کے مزاج اور اس کے طریق کار کا اندازہ نہیں کر سکے اور نواز شریف بھی ادارے کے طور پر اس سے معاملہ نہیں کر سکے۔ سیاستدان اگر فوج کے ادارے کی منفرد اور حساس نوعیت کا اعتراف نہیں کریں گے تو حادثے رونما ہوتے رہیں گے۔ فوجی اور سیاسی قیادت اور دوسرے کا احترام اور اعتراف کر کے ہی جمہوری عمل کو جاری رکھنے کے قابل ہو سکتی ہے۔

BC
dufans.com

نیشنل سیکورٹی کونسل کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ضمن میں میرے خیالات واضح ہیں۔ میں کئی بار اس کے قیام کی تجویز پیش کر چکا ہوں اور اب بھی اسے ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کونسل کے پلیٹ فارم پر سیاسی اور فوجی قیادت اہم اور حساس قومی امور کے بارے میں زیادہ صحیح فیصلے کرنے کی پوزیشن میں ہو گی۔ جناب اعجاز الحق نے کہا کہ وہ عنقریب مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا اجلاس بلائیں گے۔ تاکہ آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جا سکے۔ یوں دکھائی دیتا تھا جیسے اعجاز الحق کوئی "اہم رول" ادا کرنے کے لئے پر تول رہے ہیں۔

○

اس روز کی ایک اہم خبر امریکی سفیر کی جنرل پرویز مشرف سے خصوصی ملاقات تھی جس میں انہوں نے جنرل صاحب کو صدر کلنٹن کا ایک خصوصی پیغام بھی پہنچایا اور اس روز امریکی سینٹ کی خارجہ تعلقات کمیٹی کو بریفنگ دیتے ہوئے نائب وزیر خارجہ کارل انڈر فرتھ نے کہا کہ ہمیں توقع ہے کہ پاکستان میں جلد ہی جمہوری عمل بحال ہو جائے گا انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ صدر کلنٹن نے پاکستان نے منتظم اعلیٰ اور بری فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کو ایک خط بھجوایا ہے جس میں ملک کے اندر جمہوریت کی بحالی پر زور دیا گیا ہے۔ جمعہ کو یہاں یو ایس آئی ایس کے جاری کردہ پریس ریلیز کے مطابق انڈر فرتھ نے کہا کہ امریکہ اس وقت تک پاکستان کے ساتھ معمول کے مطابق تعلقات قائم نہیں کرے گا جب تک پاکستان میں جمہوری حکومت بحال نہیں ہو جاتی۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان میں فون کے ایکشن سے قبل امریکہ کے نواز حکومت اور حکومت مخالف عناصر سے مسلسل رابطے تھے اور اس بات کی بازگشت سنائی دے رہی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

تھی کہ حکومت اور فوج کے درمیان تعلقات کشیدہ ہیں جبکہ حکومت اپنی حمایت تیزی
سے کھو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تمام اطراف کو آگاہ کر دیا تھا کہ امریکہ کسی
ماورائے آئین اقدام کی حمایت نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم پاکستانی حکام پر زور
دیتے ہیں کہ میاں نواز شریف، شہباز شریف اور لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین جو حفاظتی
تحویل میں ہیں ان کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے۔

انڈر فرتھ نے کہا کہ دو ہفتہ قبل یہ محسوس ہوتا تھا کہ بحران ٹل گیا ہے جب
جنرل پرویز مشرف کی بحیثیت چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی مدت معیاد
اکتوبر 2001ء تک بڑھادی گئی لیکن منگل کو غیر متوقع طور پر بعض وجوہات کی بناء پر
جن کا ہمیں علم بھی نہیں وزیر اعظم نواز شریف نے جنرل مشرف کو برطرف کرنے کا
فیصلہ کیا جو فوجی کارروائی کا سبب بنا تاہم اس دوران ہم موجود صورتحال کے ذمہ دار
دونوں فریقوں کے ارادوں کو سمجھنے میں ناکام رہے۔

انہوں نے کہا امریکہ اور بین الاقوامی برادری کے ارکان پاکستان میں تبدیل
ہونے والی صورتحال کا بغور جائزہ لے رہے ہیں۔ ہمیں پاکستان کے ساتھ مل کر بہ
تاہم مسائل حل کرنا ہیں اور یہ مسائل ایک منتخب جمہوری حکومت ہی بہتر طور پر حل
کر سکتی ہے۔ ان مسائل میں بھارت اور پاکستان کے درمیان مستحکم، پر امن تعلقات کا
قیام، جنوبی ایشیا میں ایٹمی اسلحہ کی دوڑ سے نجات اور افغانستان میں حالات کو درست
کرنا اور دہشت گردی، انسانی حقوق اور منشیات کے مسائل کی درستی شامل ہیں۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان اس لئے اہم ہے کہ وہ ایک ترقی پسند اسلامی جمہوریہ کی
مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ بحرہ ہند اور وسط ایشیا کے ساتھ اقتصادی
اور سیاسی دونوں روابط رکھتا ہے اس کے پاس بھرپور انسانی اور اقتصادی وسائل ہیں اور
یہ تاریخی طور پر امریکہ کا دوست رہا ہے اس لئے امریکہ اور پاکستان کے دیگر دیرینہ

دوستوں کے لئے یہ بات اہمیت رکھتی ہے کہ اپنی تشویش کا اظہار کریں، اپنا اثر و رسوخ
استعمال کریں اور ایسے مناسب اور ضروری اقدامات اٹھائیں تاکہ پاکستان مستحکم، آئینی
جمہوریت کی طرف جلد از جلد واپس جا سکے۔ یہ بات سمجھ سے بالاتر تھی کہ امریکہ کو
آخر میاں نواز شریف، شہباز شریف اور لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین کی حفاظت کی فکر
اتنی زیادہ کیوں دامن گیر تھی۔

○

دوسری طرف مختلف ایجنسیوں کے حوالے سے وائٹ ہاؤس سے یہ خبر بھی نشر کی
گئی کہ حکومت پاکستان نے امریکی سفیر کو یقین دہانی کرادی ہے کہ پاکستان مستقبل میں
امریکہ کے ساتھ چلے گا۔ بی بی سی کے مطابق امریکی ترجمان نے یہ بھی بتایا کہ اسلام
آباد میں امریکی سفیر کی جنرل پرویز مشرف سے ملاقات میں پاک بھارت تعلقات اور
ایٹمی مسئلہ بھی زیر بحث آیا اور یہ ملاقات 90 منٹ جاری رہی۔

امریکی سفیر نے صدر کلنٹن کا خصوصی پیغام چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کو
پیش کیا جس میں صدر کلنٹن نے پاکستان میں جمہوری حکومت کی بحالی کا مطالبہ کیا۔
امریکی ترجمان نے اسے ایک اچھی ملاقات قرار دیا جس میں جنرل پرویز مشرف نے
اپنے مستقبل کے لائحہ عمل سے بھی امریکی سفیر کو آگاہ کیا تاہم امریکی ترجمان نے ان
کے منصوبوں کو بیان کرنے سے گریز کیا۔ بی بی سی کے مطابق وائٹ ہاؤس کے ترجمان
نے کہا کہ اسلام آباد میں امریکی سفیر کی جنرل مشرف سے ملاقات کا مقصد امریکہ کے
اس اصرار کا اعادہ کرنا تھا کہ پاکستان میں سویلین حکومت بحال کر دی جائے لیکن جنرل
پرویز مشرف نے اس بارے میں کوئی یقین دہانی نہیں کرائی۔ اسلام آباد سے خبر نگار
کے مطابق برطانیہ، چین اور ملائیشیا کے سفیروں نے بھی جمعہ کے روز جوائنٹ چیفس

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین، چیف آف آرمی سٹاف اور پاکستان کے چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلہ خیال کیا۔ ترجمان نے بتایا کہ جنرل پرویز مشرف نے یہ بھی یقین دلایا کہ نواز شریف اور ان کے ساتھیوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

○

اس دوران مختلف افواہیں گردش کرتی رہیں اور نئے سیٹ اپ میں ایس ایم ظفر، جتوئی، راؤ سکندر، جنرل قاضی جاوید اشرف، معین الدین حیدر اور دوسرے نام بتائے جانے لگے جبکہ حکومت کی طرف سے مکمل خاموشی طاری تھی البتہ ایک خیال یہ بھی تھا کہ شاید کوئی سیکورٹی کونسل قائم کر کے چیف ایگزیکٹو کے ماتحت کر دی جائے گی۔ ابھی تک سیاسی منظر واضح نہیں ہوا تھا۔

بین الاقوامی سطح پر رد عمل کا سلسلہ جاری تھا۔ صدر کلنٹن نے پاکستان کے خلاف پابندیاں لگانے کا اعلان کر دیا۔ برطانیہ نے بھی ترقیاتی امداد منجمد کر دی اور یہ کہا گیا کہ برطانیہ 20 ملین پاؤنڈ میں سے ایک تہائی امداد غیر سرکاری تنظیموں کے لئے جاری رکھے گا چائلڈ لیبر کے ضمن میں بھی امداد بند نہیں ہو گی۔ امریکہ نے پاکستان پر جو پابندیاں لگائیں وہ واجبی سی تھیں اور بمشکل تیس چالیس لاکھ ڈالر کا مسئلہ تھا۔ غیر ملکی میڈیا نے حسب سابق تنقید اور تبصروں کا سلسلہ جاری رہا جس کی کچھ جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

پاکستان میں ایمرجنسی نافذ کر دی گئی ہے لیکن پس منظر میں فوج پاکستان کے پورے سیاسی نظام کی اوور ہالنگ کے لئے ایک طویل منصوبہ بنا رہی ہے فوجی حکام قانون دانوں اور سیاسی رہنماؤں سے مسلسل مذاکرات میں ہیں فوج کو اعتراف ہے کہ

دنیا فوجی حکومت کو قبول نہیں کرے گی لیکن فوج چاہتی ہے کہ سیاسی نظام کو صاف کیا جائے کیونکہ یہ کرپٹ کو اقتدار میں لا کر قوم کے مقدر کا فیصلہ کرنے کا موقع دیتا ہے یہ بات ہیرالڈ ٹریبون نے ایک آرٹیکل میں کہی۔ اخبار کے مطابق فوج احتیاط سے آگے بڑھ رہی تھی اور ممکن تھا وہ سپریم کورٹ سے بھی رجوع کرے تاکہ نظریہ ضرورت کے تحت ان کے اقدامات کو قانونی حیثیت مل سکے۔

اخبار نے مغربی سفارت کاروں کے حوالے سے کہا کہ مغربی حکومتیں نواز شریف کی غیر مقبولیت کے بارے میں آگاہ ہیں اور اب سمجھتی ہیں کہ ممکن ہے فوج اسلامی بنیاد پرستی کا مقابلہ کرنے اور بھارت کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہو۔

گارڈین کا کہنا تھا کہ فوجی حکام گزشتہ سال 28 مئی کے ایٹمی دھماکہ کے بعد سے غیر ملکی زر مبادلہ کا ریکارڈ منگوا رہے ہیں کیونکہ دھماکے سے قبل حکمرانوں نے کروڑوں ڈالر کا زر مبادلہ بیرون ملک منتقل کیا۔

ٹائمز کے مطابق شریف فیملی کے خلاف کروڑوں پونڈ کے بنکوں کے قرضے ڈیفالٹ کرنے پر ممکنہ طور پر مقدمہ قائم کیا جا سکتا ہے اس سے قبل ان کے خلاف کیس فروری 1997ء میں واپس لے لئے گئے تھے لیکن فوجی حکام تحقیقات دوبارہ شروع کر رہے ہیں۔ ٹیلیگراف نے اپنے اداریہ میں کہا کہ فوجی حکومت ایک کیئر ٹیکر حکومت لانے پر غور کر رہی ہے جس میں صدر تارڑ کو بھی شامل کیا جائے گا۔

بے نظیر بھٹو کی واپسی کے بھی امکانات ہیں لیکن ابھی تک غیر یقینی کی سی صورتحال ہے بھارت میں اضطراب ہے اسلامی بنیاد پرست دوبارہ کشمیر پر نگاہ رکھے ہیں افغانستان کے طالبان فائدہ اٹھانے کی تلاش میں ہیں ورلڈ بنک کا قرضہ معطل ہے۔

یورپی یونین اور امریکہ اپنے تعلقات پر نظر ثانی کر رہے ہیں جنرل پرویز مشرف کو اقدام سے قبل ان چیزوں کو مد نظر رکھنا چاہئے جب تک جنرل مشرف مستقبل کے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

بارے میں حکمت عملی واضح نہیں کریں گے نواز شریف کی برطرفی پر خوشی اتنی جلد
غائب ہو جائے گی جس طرح روسی بنک سے آئی ایم کا قرضہ غائب ہوگا۔ اخبار نے
لکھا کہ جنرل ضیاء الحق نے منتخب حکومت کا تختہ الٹ کر بھٹو کو پھانسی لگا دی جنرل
مشرف اس کی تقلید نہ کریں کیونکہ غیر دانشمندی وقت کے ساتھ بھلائی جاسکتی ہے
قتل نہیں بھولتا۔

s.com

16/ اکتوبر

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے!

عوام کو امید تھی کہ 15/ اکتوبر کو چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف تفصیلی خطاب
کر کے افواہوں اور اندازوں کو غلط یا صحیح ثابت کر دیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا جنرل
پرویز مشرف کا خطاب ملتوی ہو گیا البتہ باخبر ذرائع سے یہ خبریں آنے لگیں کہ جنرل
صاحب ٹیکنو کریٹس پر مشتمل مشاورتی کونسل قائم کریں گے اور حالات کی درستگی کے
لئے عارضی حکومت قائم کرنے والے ہیں۔

اس روز امریکی ترجمان کے اس بیان نے میاں نواز شریف کے حامیوں کے
ارادوں پر اوس ڈال دی کہ امریکہ پاکستان کو نواز شریف حکومت بحال کرنے کے لئے
نہیں کہہ رہا۔ امریکی ترجمان نے کہا ہمارے باہمی تعلقات کے لئے یہی بات بہترین
ہے وہ تمام پابندیاں ہم لگائیں گے جو سیکشن 508 کے تحت لگائی جاتی ہیں۔

امریکی سفیر نے جنرل پرویز مشرف سے کہا کہ جتنی جلدی ممکن ہے منتخب
جمہوری حکومت بحال کر دی جائے جبکہ جنرل مشرف نے امریکی سفیر کو یقین دلایا کہ

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

ns.com

نواز شریف اور ان کے ساتھی خیریت سے ہیں ان سے اچھا سلوک کیا جارہا ہے۔

دوسری طرف پاکستان میں فوجی حکومت کے قیام پر یورپی یونین نے مذمت کی اور یورپی ممالک کے وزرائے خارجہ نے اس سلسلے میں باقاعدہ قرارد بھی پاس کی جس میں ہنگامی حالت کے نفاذ، آئین اور جمہوری اداروں کی معطلی، وزراء کی گرفتاریوں کو ناپسندیدہ اور تشویشناک پیشرفت قرار دیا گیا اور کہا گیا کہ پاکستان کے لئے عالمی اداروں کی امداد کا انحصار اقتصادی اصلاحات کے پروگرام جاری رہنے اور ملک کے معاشی، سیاسی استحکام پر ہے۔

○

اس روز نواز شریف کی شوگر ملوں کے دفاتر سیل کر دیئے گئے انٹیلی جنس اور احتساب بیورو نے ریکارڈ کی چھان بین شروع کر دی۔ فوج نے ضلعی انتظامیہ کے ہمراہ ایمپرس روڈ پر واقع حدیبیہ اور برادرز شوگر ملز کے دفاتر پر چھاپہ مار کر عملہ کو باہر نکل جانے کا حکم دیا تمام ریکارڈرز محفوظ کر کے کمروں کو تالے لگا کر مین دروازے سربمہر کر دیئے۔

دوسری طرف یہ اہم خبر بھی تھی کہ وزارت دفاع نے جنرل پرویز مشرف کے جہاز کو کراچی اترنے کی اجازت نہ دینے کے معاملے کے لئے تحقیقاتی کمیٹی بنا دی ہے۔ کمیٹی میں پاک فوج، سول ایوی ایشن، پی آئی اے کے اعلیٰ افسران شامل ہیں۔ کمیٹی سازش کے اہم کرداروں کے خلاف تحقیقات کرے گی اور اپنی رپورٹ وزارت دفاع کو پیش کرے گی۔ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد ذمہ داروں کے خلاف مقدمات بنائے جائیں گے۔ خبر کے مطابق تحقیقاتی ٹیم نوابشاہ بھی جائے گی اور ایئرپورٹ کا معائنہ کرے گی جہاں صرف فوکر جہاز کی لینڈنگ کے انتظامات ہیں اور وہاں بوئنگ کو اتارا

نہیں جا سکتا۔

اس دوران چاروں صوبائی گورنروں کو بھی ان کے عہدوں سے سبکدوش کر دیا گیا یہ قدم 12/ اکتوبر سے نافذ العمل نوٹیفکیشن کے مطابق اٹھایا گیا تھا۔

اب تک جنرل پرویز مشرف تمام معاملات جی ایچ کیو ہی سے نمٹا رہے تھے اور مسلسل چار روز سے دن رات یہاں مصروف تھے۔

پنجاب سول سیکرٹریٹ گذشتہ چار روز سے بند تھا۔ 16/ اکتوبر کو صرف آئی جی پولیس اور چیف سیکرٹری کو اندر جانے کی اجازت ملی۔ یہی حال لاہور میں ایل ڈی اے اور کارپوریشن کے دفاتر کا تھا۔ ایسی ہی صورتحال سے ملک کے باقی ضلعی ہیڈ کوارٹر کے سرکاری دفاتر بھی دوچار تھے۔ اس دوران دفتر خارجہ کے ترجمان نے واضح کیا کہ سیاسی بنیادوں پر متعین ہونے والے سفیر خود حکومت کے جانے کے بعد استعفےٰ دے دیتے ہیں تمام نان کیریئر سفراء کو واپس نہیں بلایا جا رہا ہفتہ کو ایک بیان میں دفتر خارجہ کے ترجمان نے بعض اخبارات میں چھپنے والی اس خبر کی تردید کی کہ بیرون ملک خدمات انجام دینے والے سفارتی مشنوں میں تمام نان کیریئر سفارتکاروں کو فارغ کیا جا رہا ہے ترجمان نے واضح کیا کہ نان کیریئر سفراء کی تقرری کے قواعد و ضوابط کے مطابق انہیں حکومت کے چلے جانے کے بعد استعفیٰ دینا ہوتا ہے یہ ضابطہ صرف چند سفیروں پر لاگو ہوتا ہے جنہیں واپس بلایا جا رہا ہے جبکہ باقی سفیر اپنی مدت ملازمت کی تکمیل تک فرائض منصبی سرانجام دیں گے۔

○

اسی روز محترمہ بینظیر بھٹو کا یہ مضحکہ خیز بیان بھی اخبارات میں شائع ہوا کہ جنرل پرویز مشرف کو 6 ماہ کی مہلت دی جائے۔ محترمہ نے یہ پیغام مغربی ممالک کو دیا تھا

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

جہاں وہ گذشتہ چار ماہ سے موجود تھیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے امریکہ کو ہدایت جاری فرمائی کہ کلنٹن انتظامیہ نئے حکمرانوں سے رابطہ برقرار رکھے۔ محترمہ کو لندن میں پاکستان کی بڑی فکر لگی ہوئی تھی لیکن وہ نادم تحریر پاکستان تشریف نہیں لائیں اور شاید مستقبل میں بھی قدم رنجہ نہ فرمائیں کیونکہ انہیں پہلے اپنے گرفتار نہ ہونے کی ضمانت درکار ہے۔

اس دوران فوجی حکام نے نادہندگان کے خلاف آپریشن شروع کر دیا اور ان کی گرفتاریاں بھی شروع ہو گئیں۔ ملک بھر میں ہوائی اڈوں پر فوج نے چیک پوسٹیں قائم کر لی تھیں اور 16/ اکتوبر کو لاہور ایئرپورٹ سے کروڑوں کے نادہندہ عامر شیخ اور لطیف بٹ کو اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ بیرون ملک فرار ہونے کے لئے پر تول رہے تھے۔ فوجی حکام کو سٹیٹ بنک کی طرف سے نادہندگان کی تصاویر اور کوائف بھی پہنچا دیئے گئے تھے اور چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف کو ایسے اڑھائی سو قرض خوروں کی فہرست فراہم کر دی گئی جن سے وصولی کی صورت میں اقتصادی بحران ملکی سطح پر ختم ہو سکتا تھا۔

16/ اکتوبر کو اس خبر نے صحافتی حلقوں کو چونکا دیا کہ فوجی حکام نے 54 افراد کی گرفتاریوں کی نئی فہرست ایجنسیوں کو دے دی ہے۔ جن میں صحافی حضرات بھی شامل تھے۔

17/ اکتوبر کے روزنامہ جنگ میں زاہد علی خان کے حوالے سے چھپی خبر کے مطابق فوجی حکام کی ہدایت پر وزارت داخلہ نے ایف آئی اے اور دیگر خفیہ ایجنسیوں کو 54/ افراد پر مشتمل ایک نئی فہرست فراہم کی ہے فوجی حکام نے ہدایت کی ہے کہ فہرست میں شامل جو افراد اب تک حراست میں نہیں لئے جا سکے انہیں فوری طور پر گرفتار کیا جائے جبکہ امیگریشن حکام کو کہا گیا ہے کہ فہرست میں شامل کوئی شخص بیرون

ملک جانے کی کوشش کرے تو اسے فوری روک کر متعلقہ کور کمانڈر کو مطلع کریں۔

فہرست کے مطابق اس میں سابق وزیراعظم نواز شریف، گوہر ایوب خان، شیخ رشید احمد، چودھری نثار علی، راجہ نادر پرویز، لیفٹیننٹ جنرل (ر) عبدالمجید ملک، چودھری شجاعت حسین، سید مشاہد حسین، محمد اسحاق ڈار، سرتاج عزیز، میاں عبدالستار لالیکا، میاں یاسین وٹو، راجہ ظفر الحق، مخدوم محمد جاوید ہاشمی، کیپٹن (ر) حلیم صدیقی، اصغر علی شاہ، خواجہ محمد آصف، چودھری محمد فاروق، ہمایوں اختر، میاں محمود احمد خان، الٰہی بخش سومرو، محمد جعفر اقبال، راؤ قیصر علی خان، غلام دستگیر خان، شاہد خاقان عباسی، نوید قمر، ڈی جی ایف آئی اے، ڈی جی آئی بی، سیف الرحمان خان، محمد شہباز شریف، راجہ محمد بشارت، راجہ اشفاق سرور، پیر بنیامین رضوی، میاں معراج دین، سردار ذوالفقار علی کھوسہ، چوہدری پرویز الٰہی، سید غوث علی شاہ، لیاقت علی جتوئی، سردار مہبان خان عباسی، غنی الرحمان، محمد یوسف ایوب، حبیب اللہ خان کنڈی، علی افضل جدون، شیخ جعفر اقبال مندوخیل، میر فائق علی جمالی، سردار صالح محمد، مجیب الرحمان، چیئرمین سٹیل ملز، سابق ڈی جی آئی ایس آئی، سید فضل آغا، میاں گل اورنگ زیب، عامر فیاض شاہ، لیفٹیننٹ جنرل (ر) طارق پرویز، سابق سیکرٹری دفاع چوہدری افتخار علی خان اور مجیب الرحمان شامی شامل ہیں فہرست میں وزیراعلیٰ بلوچستان جان محمد جمالی کا نام شامل نہیں ہے لیکن قرض نادہندگان کے نام ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں شامل کئے گئے تھے۔

○

امریکہ جس سے وفاداری کی امید پر میاں نواز شریف نے اتنا خطرناک اقدام کیا تھا نے اپنی روایات کے مطابق آنکھیں پھیرنا شروع کر دیں کیونکہ میاں صاحب کی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

توقعات کے برعکس انہیں کسی شخصیت کے بجائے سٹیٹ سے تعلقات رکھنے پر زیادہ دلچسپی تھی۔

16/ اکتوبر کو واشنگٹن کے حوالے سے یہ خبر جاری ہوئی کہ پینٹاگان کے عہدیداروں کے لئے پاکستان میں فوج کی طرف سے نواز حکومت کا تختہ الٹ دینا کوئی چونکا دینے والی بات نہیں۔ ان کے خیال میں جنرل پرویز مشرف جنہوں نے خود کو [illegible] لیڈر رد کیا ہے تاحال اپنے "ارادوں" کا اعلان نہیں کیا تاہم جنرل مشرف جو مغرب کے مطابق ہیں اپنے ایٹمی ہتھیاروں کو کنٹرول کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔ پینٹاگان کے چیف ترجمان کینتھ بیکن نے صورتحال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم جنرل مشرف اور ان کی حکومت کے ارادوں کے بارے میں نہیں جانتے تاہم یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ اپنے ہتھیاروں کی اچھی طرح نگرانی کریں گے۔ تاہم کینتھ بیکن نے کہا کہ ان کی پہلی ترجیح سویلین حکومت کی بحالی ہونا چاہئے۔ امریکی محکمہ دفاع کے ایک اعلیٰ افسر نے اپنا نام ظاہر نہ کرنے کی یقین دہانی پر کہا کہ امریکی انتظامیہ کو جنرل پرویز مشرف اور ان کے ساتھیوں کی لیڈر شپ اور اہلیت پر مکمل اعتماد ہے۔ انہوں نے کہا کہ بظاہر ایٹمی حوالے سے بھی پریشانی کی کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی۔

اسی روز آئی ایم ایف کے ترجمان کی اس خبر نے صورتحال کو خاصا نارمل کر دیا کہ آئی ایم ایف کی شرائط اگر پاکستان پوری کر دے تو وہ کیس پر غور کریں گے۔ ترجمان کے مطابق حکومتی تبدیلی سے ان کا پروگرام متاثر نہیں ہوا تھا اور نہ ہی امریکہ پابندیوں سے اقتصادی اداروں پر کوئی فرق پڑ سکتا تھا۔

O

om

چیف ایگزیکٹو کی طرف سے اس عندیہ کے بعد کہ ماضی کے لیڈروں کا احتساب ہوگا ایک لسٹ سٹیٹ بنک سے جبکہ ان کے خلاف ثبوت ایف آئی اے، احتساب بیورو اور اینٹی کرپشن کے دفاتر سے ریکارڈ قبضے میں لے کر اکٹھے کئے گئے تھے۔ اس سلسلے میں احتساب بیورو میں برطرف حکمرانوں کے خلاف دائر ریفرنس اینٹی کرپشن کی انکوائریوں کے علاوہ ایف آئی اے آفس سے برطرف میاں نواز شریف اور ان کی فیملی کے خلاف حبیب بنک نے زیورچ برانچ سے بھجوائی گئی بھاری رقم کا کیس جس میں چار نامعلوم اکاؤنٹس میں زیورچ جرمنی سے بھاری بھاری رقوم ارسال کی گئی تھیں جس کی انکوائری کے دوران بینک منیجر نے نواز شریف اینڈ فیملی کے نام لئے، معراج الدین، سراج الدین فیملی کیس، اتفاق فاؤنڈری واپڈا بجلی چوری کیس، وزیر داخلہ چودھری شجاعت وغیرہ کے خلاف بھالیہ شوگر ملز کا کیس جس میں نیشنل انڈسٹریل فنانس کارپوریشن (NICFC) اور آئی سی پی سے قرضے حاصل کرنا اور ایک سے لے کر دوسرے کو دینا شامل ہیں جبکہ حبیب بنک گجرات کی مختلف برانچوں سے اپنے ملازمین کے نام پر مزارعوں اور "کمیوں" کے نام زرعی قرضوں کی وصولی کا کیس، وغیرہ سمیت دیگر کیس شامل ہیں۔

اکنامک کرائم ونگ لاہور، کراچی، ملتان، کوئٹہ، پشاور اور راولپنڈی میں کچھ عرصہ قبل قومی بینکوں کے نادہندگان کے ناموں کی فہرستیں اور ان پر اب تک کی گئی کارروائیاں جن میں ادارے کے افسران و اہلکاروں کی کارکردگی، بینکوں کی جانب سے ضروری ریکارڈ اور دستاویزات کی فراہمی کی پوزیشن شامل ہے کا جائزہ لیا گیا اور ضروری معلومات حاصل کر لی گئیں۔

راولپنڈی کرائم سرکل میں جمعہ کے روز اچانک فوج کے ایک میجر کی سربراہی میں عملے نے دفتر پر کنٹرول سنبھال کر تمام ضروری ریکارڈ قبضے میں لے لیا اور اس کی تفصیلی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

چھان بین کا آغاز کر دیا۔ یہاں ادارے کے ایک [illegible] دوران ڈیوٹی خوفزدہ کرنے اور انکوائری سے روکنے کیلئے اس پر گاڑی چڑھانے کے الزام میں مسلم لیگ (ن) کے سینئر نائب صدر اعجاز الحق اور ممبر صوبائی اسمبلی چودھری تنویر کے خلاف کیس سیاسی اثر رسوخ کے باعث عرصے سے التواء کا شکار ہے جس کا جائزہ لیا گیا۔ سینیٹر سیف الرحمن اور ریڈکو کے خلاف کیسوں اور اختیارات کے ناجائز استعمال کی چھان بین کی گئی۔ پی آئی اے کے چیئرمین شاہد خاقان عباسی کی جانب سے ان کے سپیشل اسسٹنٹ ناصر علی خان اور نیویارک میں جنرل منیجر حیدر جلال کے خلاف امریکہ میں تعیناتی کے دوران پہلے سے ڈیفالٹر میسرز "ہیلے ٹریولز" کو اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے کسی متبادل گارنٹی کے بغیر سیکورٹی کی رقم 1,30,980 ڈالر (تقریباً 70 لاکھ روپے) "میسرز ٹرانس ویو ٹریول" کو کریڈٹ کارڈز کے عوض ٹکٹ جاری کر کے بعد ازاں اس کی جانب سے جمع کروائے گئے ایک لاکھ پچپن ہزار امریکی ڈالرز تقریباً 75 لاکھ روپے کے چیک کیش نہ ہونے سے قومی خزانے کو نقصان میسرز (AMSAG) نیویارک کو ٹکٹ جاری کئے جن کی مالیت 80265 امریکی ڈالرز تھی لیکن اس کی رقم کمپنی نے جمع نہ کروائی انکوائری پر انکشاف ہوا کہ یہ کمپنی پی آئی اے کے مارکیٹنگ منیجر ناصر علی خان کی ہے جو اب سپیشل اسسٹنٹ چیئرمین پی آئی اے تھا۔ اسی طرح میسرز فلائی ٹائم ٹریول کو رعایتی ٹکٹ دیئے جس سے ادارے کو 75900 ڈالر کا نقصان ہوا۔ کانٹی نینٹل ایوی ایشن کو جنرل سیل ایجنٹ کی حیثیت سے ایک علاقے میں مقرر کیا جہاں اس کی ضرورت ہی نہ تھی اور سیل ایجنٹ کو 5 لاکھ ڈالرز (اڑھائی کروڑ روپے) کی رقم ادا کی۔

قواعد و ضوابط کے خلاف حیدر جلال نے امریکہ میں ممتاز حسین علوی کو قانونی مشیر مقرر کیا اور قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے 9 لاکھ 12 ہزار ڈالر کی رقم ادا کی۔ ایک خاتون بیگم فریدہ حق کو قواعد کے خلاف پہلے بھرتی کیا اور پھر چار بین

الاقوامی ٹکٹ دیئے۔ اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے ایک ٹریول ایجنسی کو اشتہاری اخراجات کے طور پر 72 ہزار ڈالر ادا کئے لیکن کسی بھی اشتہار میں پی آئی اے کا نام تک نہ آیا اس طرح کل 19 لاکھ 26 ہزار ڈالر سے زائد رقم جو پاکستانی روپے میں 9 کروڑ 75 لاکھ سے زائد بنتی ہے، کی ادائیگی کے کیس کی انکوائری کے دوران اثر انداز ہونے اور کیس کو التواء میں ڈلوانے کی چھان بین کی گئی۔ ذرائع کے مطابق حکومت کی اقربا پروری اختیارات کے ناجائز استعمال اور مروجہ قوانین کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے من پسند افراد کو نوازنے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز کرنے کے حوالے سے بھی ایک لسٹ تیار کی گئی ہے جس کے تحت نجکاری کمیشن کے سربراہ خواجہ آصف، چیئرمین سرمایہ کاری بورڈ ہمایوں اختر خان، چیئرمین فیڈرل لینڈ کمیشن، چیئرمین HBFC صدیق الفاروق، چیئرمین وزیراعظم شکایات سیل زاہد واہلہ، ایم ڈی پی ٹی وی یوسف بیگ مرزا صدر حبیب بنک شوکت ترین، صدر یوبی ایل زبیر سومرو، صدر نیشنل بینک میاں محمد سومرو، میڈیا ایڈوائزر برائے چیئرمین پی آئی اے نادر چوہدری، پی آئی اے کے ایڈوائزر کیٹرنگ احسان پاشا، کنسلٹنٹ پی ٹی وی اور چیئرمین پی ٹی وی سنسر بورڈ اظہر لودھی، گریڈ 22 میں ایڈوائزر مشاہد اللہ خان، چیف جسٹس سید سجاد علی شاہ کی ریٹائرمنٹ میں مرکزی کردار ادا کرنے والے اشتر اوصاف علی، شیخ جمیل محبوب مگوں، ہارون خواجہ، فصیح الدین، پیر اعجاز ہاشمی، گریڈ 21 میں علی محمد خواجہ آزاد اعوان، شاکر حسین صدیقی، گریڈ بیس میں عرفان الحق صدیقی، ملک محمد رفیق، کرنل ریٹائرڈ خاور قیوم، لیفٹیننٹ کرنل حمید الرحمٰن، آفتاب احمد شیخ۔ گریڈ اٹھارہ میں خورشید احمد ندیم، ڈاکٹر سید آصف حسین جعفری، کنسلٹنٹ راجہ محمد اشرف عباسی، احمد جمیل، سلیمان طارق، ذوالفقار علی بلتی، راجہ قمر الاسلام شاہد ایم ستار، توفیق عطرے، محمود احمد، محمد سلیم، عاطف خلیق، خواجہ مظہر افتخار وغیرہ شامل ہیں۔ ذرائع کے مطابق حکومت ایک

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

جانب میرٹ عوام کو انصاف کی فراہمی اور کرپشن کے خاتمے کے دعوے کرتی رہی جبکہ دوسری جانب میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے نوکریوں پر پابندیاں لگا کر من پسند نااہل افراد میں نوکریاں بانٹتی رہی۔

اس سلسلے میں ایک جانب وزیر داخلہ اور مجیب الرحمٰن ایف آئی اے کو کرپٹ محکمہ اور اس کے اہلکاروں اور افسران کو بدعنوان قرار دیتی رہی جبکہ دوسری جانب خود ہی من پسند افراد کو میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے ایف آئی اے میں کنٹریکٹ پر بھرتی کر کے اور قوانین کی سنگین خلاف ورزی کرتے ہوئے مختلف ایسے محکموں سے جن کے افسران اور اہلکاروں کا تفتیشی اور لاء اینڈ آرڈر سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے ڈیپوٹیشن پر ایف آئی اے میں لا کر ایڈجسٹ کیا جس سے کرپشن اور لوٹ مار عروج پر پہنچ گئی۔

وزیر اعظم سیکرٹریٹ اور وزارت داخلہ کے ریکارڈ کی چھان بین کے دوران ایف آئی اے میں بھرتیوں کی ایک لسٹ ملی۔

○

16/ اکتوبر کو بھی چیف ایگزیکٹو نے قوم سے خطاب نہیں کیا جس کا سب کو شدت سے انتظار تھا البتہ یہ بات وثوق سے کہی جا رہی تھی کہ وہ 17/ اکتوبر کو خطاب کریں گے۔

17/ اکتوبر

روشن ضمیر --- روشن دماغ

17/ اکتوبر کو ساڑھے آٹھ بجے شب چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے قوم سے خطاب کیا۔ ان کے ایک ایک لفظ سے جہاں جنرل مشرف کے روشن دماغ اور روشن ضمیر ہونے کی نشاندہی ہوتی تھی وہاں یہ بات صاف دکھائی دے رہی تھی کہ وہ بے پناہ درد مند دل رکھنے والے پاکستانی فوج کے جرنیل ہیں جنہیں گردش حالات اور ہمارے حکمرانوں کی نااہلی نے موجودہ پوزیشن سنبھالنے پر مجبور کیا ہے۔ انہوں نے کہا، "اس حکومت کا مطمع نظر قومی اعتماد، اخلاقیات، دفاع کا استحکام، بین الصوبائی عدم اعتماد کا خاتمہ، قومی یکجہتی کی بحالی، اقتصادی بحالی، سرمایہ کاروں کے اعتماد کی بحالی، امن وامان کا قیام، فوری انصاف کی فراہمی، اداروں کا استحکام نیچے تک اختیارات کی منصفانہ تقسیم اور غیر جانبدارانہ احتساب ہے۔

جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ "ان مقاصد کے حصول کے لئے ایک اچھی حکومت درکار ہے۔ ماضی میں ہماری حکومتیں عوام کو دباتی رہیں اب وقت آگیا ہے کہ وہ عوام

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

کی خدمت کریں انہوں نے ... سربراہ چیف
ایگزیکٹو ہوگا اور جس میں فضائیہ اور بحری فوج کے سربراہ سمیت قانون دان، خزانہ،
خارجہ پالیسی اور قومی امور کا ایک ایک ماہر شامل ہوگا۔ ماہرین کا تھنک ٹینک بنایا جائے گا
جو کونسل کی رائے کو عملی شکل دے سکے۔

کابینہ قومی سلامتی کونسل کی راہنمائی میں اپنے فرائض سرانجام دے گی۔ صوبائی
حکومتوں کے سربراہ گورنر ہوں گے جو بڑی مختصر کیبنٹ بنائیں گے اور یہ تمام
تقرریاں خالصتاً پیشہ وارانہ مہارت، میرٹ اور نیک شہرت کی بنیاد پر کی جائیں گی۔

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ احتساب کی عدم موجودگی کے باعث
وطن عزیز میں لوٹ مار اور ناجائز دولت کو فروغ حاصل ہوا جس نے معاشرے کے ہر
شعبے کو بری طرح متاثر کیا ہے احتساب کا عمل ذاتی اور سیاسی خواہشات کو پورا کرنے
کے لئے اس انداز میں استعمال کیا گیا کہ اس لفظ کے معنی ہی بدل گئے لہٰذا ضرورت اس
بات کی ہے کہ احتساب کے عمل پر عوام کا اعتماد بحال کیا جائے اس مقصد کے حصول
کے لئے ایسے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ احتساب کا سارا عمل شفاف انداز میں ہوگا،
خصوصی طور پر ایسے افراد کی فوری نشاندہی کی جائے گی جو قومی دولت لوٹنے اور ٹیکس
چوری میں ملوث ہیں ان کے علاوہ قرض نادہندگان سمیت ایسے افراد جنہوں نے
قرضے معاف کرا لئے ہیں یا ان کی واپسی موخر کرائی ہے قانون سے بچ نہیں سکیں گے
انہیں رقوم کی واپسی کے لئے مناسب وقت دیا جائے گا۔

میرا ایسے افراد کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ اس سہولت سے فائدہ اٹھائیں اور
رضاکارانہ طور پر قومی دولت بنکوں کے قرضے اور سرکاری واجبات واپس کر دیں،
دوسری صورت میں قانون کے تحت سخت کارروائی کی جائے گی۔ جنرل پرویز مشرف
نے کہا میں تمام نادہندگان پر واضح کرتا ہوں کہ آخری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے

چار ہفتوں کے دوران تمام واجبات ادا کر دیں اس مدت کے بعد ان کے نام شائع کر
دیئے جائیں گے اور پھر قانون حرکت میں آ جائے گا۔ جنرل پرویز مشرف نے کہا وفاق
کو مضبوط بنانے کیلئے ضروری ہے کہ مرکز سے صوبوں اور صوبوں سے مقامی حکومتوں
تک اختیارات کی تقسیم ہو جو آئین کا بنیادی تقاضا ہے۔

جنرل پرویز مشرف نے کہا قومی ادارے تباہ ہوگئے ہیں بڑھتے ہوئے علاقائی
تعصب سے وفاق کے وجود کو نقصان پہنچا ہے اور بھائیوں کی طرح ایک ساتھ رہنے
والے ایک دوسرے کے دشمن بن چکے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا نئی صدی میں داخل
ہونے کا یہی انداز ہے کیا قائد اعظم محمد علی جناح نے ایسی ہی جمہوریت کا خواب دیکھا
تھا۔ جنرل پرویز مشرف نے کہا ایسے حالات کے باوجود ہمیں ناامید نہیں ہونا چاہئے
میں ایک پرامید انسان ہوں میرا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر مکمل ایمان ہے اور پاکستانی
قوم کی صلاحیتوں پر یقین ہے ایک روشن اور تابناک مستقبل ہمارا منتظر ہے میں اس
مفروضے کی تعریف نہیں کر سکتا کہ پاکستان ایک غریب ملک ہے۔ یقین جانئے پاک
سرزمین ہر لحاظ سے مالا مال ہے رب کریم کی عنایات سے ہم بے پناہ وسائل کے حامل
ہیں۔ وطن عزیز کی زرخیز زمین سے سال بھر میں تین فصلیں تیار ہو سکتی ہیں۔ زراعت
کے علاوہ بجلی کی پیداوار کیلئے پانی کی کمی نہیں ہے۔ گیس، کوئلہ، تیل اور دیگر معدنیات
کے وسیع ذخائر ہمارے منتظر ہیں اور سب سے بڑھ کر کچھ کر گزرنے کے جذبے سے
مالا مال بے لوث اور محب وطن شہری سب رہنمائی کی تلاش میں ہیں۔ جنرل پرویز
مشرف نے کہا ہمیں جاگنا ہوگا اور شانہ بشانہ اپنی صلاحیتوں کا بھرپور استعمال کرتے
ہوئے وطن عزیز کو خوشحالی، ترقی اور حقیقی آزادی کے راستے پر گامزن کرنا ہے۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

جنرل پرویز مشرف نے بھارت کا ذکر کرتے ہوئے اٹل بہاری واجپائی کو وزیر اعظم کا عہدہ سنبھالنے پر مبارکباد دی اور دوستانہ تعلقات کی تجدید کے لئے ان کی پیشکش کا خیر مقدم کیا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ملک خلوص نیت کے ساتھ اپنے مسائل حل کر سکتے ہیں، خاص طور پر جموں و کشمیر کا بنیادی مسئلہ جس کا حل علاقے کی سلامتی کے لئے اشد ضروری ہے۔ بھارت کا فرض ہے کہ وہ اپنے وعدوں اور اقوام متحدہ کی قراردادوں پر عملدر آمد کو یقینی بنائے۔ کشمیری عوام پر مظالم کا سلسلہ ختم کرے اور ان کے بنیادی انسانی حقوق بحال کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے کشمیری بھائیوں کی حق خود ارادیت کے لئے موجودہ جدو جہد کی بھرپور اخلاقی، سیاسی اور سفارتی مدد جاری رکھیں گے۔ جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ پاکستان بھارت کے ساتھ برابری کی بنیاد پر غیر مشروط اور بامقصد مذاکرات چاہتا ہے۔ اگرچہ ہماری مسلح افواج ملکی دفاع، سالمیت اور جغرافیائی حدود کی حفاظت کے لئے ہر دم تیار ہیں تاہم ہماری خواہش ہے کہ بھارت کے ساتھ بین الاقوامی سرحد اور لائن آف کنٹرول پر امن بر قرار رہے۔

میں امن کی خاطر بھارت کے ساتھ بین الاقوامی سرحد پر تعینات پاکستانی فوج کے اضافی دستوں میں یکطرفہ کمی کا اعلان کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس فیصلے سے دونوں ملکوں کے درمیان باہمی اعتماد کیبحالی کے عمل کو تقویت ملے گی۔ جنرل پرویز مشرف نے بین الاقوامی برادری کو یقین دلایا کہ پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ ہم بین الاقوامی معاہدوں اور وعدوں کا احترام ماضی کی طرح جاری رکھیں گے۔

علاقے میں امن و سلامتی کا فروغ ہماری مستقل ترجیح ہے اور پاکستان تمام ممالک سے دوستی اور تعاون کی پالیسی پر قائم رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی ممالک سے برادرانہ تعلقات کا استحکام ہماری خارجہ پالیسی کا بنیادی ستون ہو گا۔ افغانستان مسئلہ کا

منصفانہ اور پر امن حل کے لئے ہماری کوششیں جاری رہیں گی۔ پاکستان افغانستان میں ایک حقیقی نمائندہ حکومت کا خواہاں ہے۔

ہم چین سے اپنی روایتی اور آزمودہ دوستی اور تعاون جاری رکھیں گے۔ ہم تمام بڑی قوتوں خصوصاً امریکہ سے اپنے دوستانہ تعلقات کو بے حد اہمیت دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بیرونی تعلقات کے حوالے سے بین الاقوامی سلامتی اور تخفیف اسلحہ بنیادی چیزیں ہیں اور بھارت کے ساتھ ہمارے تعلقات بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

پاکستان نے ہمیشہ ایٹمی عدم پھیلاؤ کے حوالے سے بین الاقوامی تشویش کا ساتھ دیا ہے۔ گزشتہ سال پاکستان کو قومی سلامتی اور علاقائی امن واستحکام کے مفاد میں بھارت کے ایٹمی تجربات کا جواب دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ جنوبی ایشیا کے نئے نیوکلیائی ماحول میں پاکستان اس امر پر یقین رکھتا ہے کہ پاکستان اور بھارت دونوں کو ذمہ داری اور تحمل کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ انہوں نے عالمی برادری کو یقین دلایا کہ پاکستان اپنے قومی مفادات کو مد نظر رکھتے ہوئے نیوکلیائی اور میزائل میدان میں تحمل کی پالیسی جاری رکھے گا اور عالمی سطح پر ایٹمی عدم پھیلاؤ اور تخفیف اسلحہ کے مقاصد حاصل کرنے میں اپنا کردار ادا کرے گا۔ چیف ایگزیکٹو نے کہا کہ جنوبی ایشیا اس وقت تاریخ کے انتہائی اہم دوراہے پر کھڑا ہے۔ بیسویں صدی نے آزادی اور خود مختاری کا سبق دیا لیکن بد قسمتی سے ہمارا علاقہ تنازعات اور اقتصادی استحصال کا شکار رہا ہے۔ پاکستان اور بھارت مل کر اس صورتحال کو تبدیل کر سکتے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے کہا پاکستان بھارت کے ساتھ نتیجہ خیز اور غیر مشروط مذاکرات کو ویلکم کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہماری مسلح افواج قومی سلامتی اور جغرافیائی سالمیت کا تحفظ کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ بھارت سے پاکستان کی سرحدوں اور لائن آف کنٹرول پر صورتحال بہتر اور پر امن ہوگی۔ انہوں نے یکطرفہ طور پر اعلان کیا کہ پاکستان کشیدگی

urdufans.com

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

s.com

تم کرنے کے ... افواج کی واپسی شروع کر

دے گا۔

○

اس روز ایجنسی کے پی آئی کی طرف سے ایک چونکا دینے والی خبر جاری ہوئی جس کے مطابق معزول وزیراعظم کی جانب سے چیف آف آرمی سٹاف کو جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے عہدے پر مستقل کرنے سے قبل ہی آرمی چیف پر حکومت کی جانب سے انہیں اپنے عہدے سے برطرف کرنے کا منصوبہ فاش ہو گیا۔

ایجنسی رپورٹ کے مطابق یہاں نواز شریف جنرل مشرف کو مدت ملازمت میں دو سال توسیع دینے سے پہلے ہی ان کی برطرفی کی سازش تیار کر چکے تھے لیکن آرمی چیف کو اطلاع مل جانے پر ہی نواز شریف نے اپنا منصوبہ تبدیل کرنے پر مجبور ہو گئے۔

ایجنسی کی طرف سے جاری کردہ تفصیلات کے مطابق ایک غیر رسمی اجلاس میں وزیراعظم اپنا منصوبہ زیر بحث لائے۔ اجلاس میں چودھری نثار، مشاہد حسین سید، جنرل ضیاء الدین اور ملٹری سیکرٹری بریگیڈئر جاوید ملک موجود تھے۔ وزیراعظم نے تفصیل سے اپنا منصوبہ پیش کیا۔

جنرل ضیاء الدین اپنے پیشہ وارانہ منصب کے باعث خاموش رہے تاہم باقی تمام شرکاء نے وزیراعظم کے منصوبے کی تائید میں باری باری اظہار خیال کیا۔ منصوبہ کے مطابق جنرل ضیاء الدین کو فل جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر جنرل مشرف کی جگہ سپہ سالار بنایا جانا تھا اور جنرل مشرف کو جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کے چیئرمین کے عہدے پر مقرر کیا جانا تھا، اس طرح جنرل ضیاء الدین سے تین سینئر جرنیلوں کی قبل از وقت ریٹائرمنٹ کا رستہ ہموار ہو جاتا۔ منصوبے پر دیر تک دلائل پیش کے

جاتے رہے۔

اس واقعہ کے چند دن بعد وزیراعظم نے جی ایچ کیو کا دورہ کیا اور چیف آف آرمی سٹاف سے ملاقات کی۔ جنرل مشرف نے نواز شریف کو مشورہ دیا کہ حکومت کو ایسے کسی بھی اقدام سے گریز کرنا چاہئے جو آرمی کی یکجہتی کو متاثر کرے۔ نواز شریف نے جواب میں کہا کہ حکومت کا اس طرح کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور آپ کو غلط اطلاعات فراہم کی گئی ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے قریب موجود ایک فوجی آفیسر کو اشارہ کیا تو چند ہی لمحوں کے بعد ٹیپ ریکارڈر پر ایک ٹیپ چلنے لگا اور کمرے میں غیر رسمی اجلاس کی کارروائی کی گفتگو سنائی دینے لگی۔ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ٹیپ سن کر نواز شریف پر سکتہ طاری ہو گیا۔

چودھری نثار علی خان اور مشاہد حسین کے چہرے بھی زرد ہو گئے۔ کیسٹ ختم ہونے پر چند لمحوں کے توقف کے بعد نواز شریف نے جنرل پرویز مشرف کو کہا کہ آج سے اس منصوبے کو ختم سمجھئے، ہم آپ کو جوائنٹ چیف آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین کے عہدے پر پکا کر رہے ہیں اور آپ کی مدت ملازمت میں توسیع کر کے دو سال کے لئے فوری طور پر آرمی چیف بنانے کے احکامات جاری کریں گے اور اگلے ہی روز ایوان صدر سے نوٹیفیکیشن جاری کر دیا گیا۔

○

اس روز امریکی سیکرٹری آف سٹیٹ میڈلین البرائیٹ کا یہ بیان بھی شائع ہوا کہ "نواز شریف کے لئے کسی بندوبست" میں ملوث ہونا مشکل ہے۔" امریکہ نے جنرل مشرف کو شہری آزادیوں کی بحالی اور آئینی حکومت کی تشکیل کے لئے ہر ممکنہ اقدامات کے لئے کہا ہے جس کے بعد یہ بات ثابت ہو گئی کہ امریکہ کی دلچسپی اب

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

معزول حکمرانوں سے ختم ہو چکی ہے۔

محترمہ بینظیر بھٹو کی طرف سے گذشتہ بیان کے برعکس فوجی حکومت سے کہا گیا کہ وہ تین ماہ میں اپنا کاروبار سمیٹ لے۔ البتہ انہوں نے یہ "کرم فرمائی" ضرور کی کہ اپنے پارٹی عہدے داروں کو نگران سیٹ اپ میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔

اگلے روز ملک کے مقتدر صحافی جناب مجیب الرحمٰن شامی کی گرفتاری کے لئے احکامات کی جو خبر شائع ہوئی تھی اس پر جناب شامی نے جو اداریہ سپرد قلم کیا وہ صرف ایک ادبی شہ پارہ ہے بلکہ پاکستانی صحافت میں موجود کچھ بے ضمیر، قلم فروش اور ہوا کا رخ دیکھ کر انہیں وفاداریاں تبدیل کرنے والوں کے منہ پر ایک زوردار طمانچہ بھی ہے میں نے یہ اداریہ جو 18/ اکتوبر کے روزنامہ پاکستان میں شائع ہوا اس لئے کتاب کا حصہ بنایا ہے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آئے۔ جناب مجیب الرحمٰن شامی لکھتے ہیں۔

"جب سے افواج پاکستان نے عنان حکومت سنبھالی ہے۔ مختلف اخبار نویس اور اخباری ایجنسیاں اپنے ذاتی خیالات اور اہداف کے حوالے سے طرح طرح کی "خبریں" گھڑنے اور انہیں پھیلانے میں لگی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں 14/ اخبار نویسوں کے نام شامل کر لئے گئے ہیں، کسی کی اطلاع ہے کہ 20 ناموں کی سفارش کی گئی ہے۔ ان میں جناب الطاف حسن قریشی سے لے کر جناب خلیل ملک اور مجیب الرحمٰن شامی سے لے کر ایاز امیر تک کے نام شامل ہیں۔ ایک ایجنسی نے کئی اخبار نویسوں پر یہ الزام بھی لگایا ہے کہ افواج پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے لاکھوں روپے قومی خزانے سے ادا کئے گئے۔ ان میں ان افراد کے نام بھی شامل کر لئے گئے ہیں جو سانحہ کارگل کے بعد سے نواز شریف حکومت کے خلاف تلوار بنے ہوئے تھے۔ اور لغت کا ہر لفظ اس کی مذمت میں استعمال کر رہے تھے، آزادانہ اور بے باکانہ

جمہوری عمل سے لطف اندوز ہو رہے تھے کہ اپنے نقطہ نظر کا اظہار کرنے کا حق (حق کے طور پر) اسی میں حاصل ہوتا ہے۔

روزنامہ "جنگ" لاہور کے ایک رپورٹر نے خواہش کا یہ گھوڑا دوڑایا ہے کہ فوجی حکام نے 54/ افراد کی گرفتاریوں کے لئے نئی فہرست ایجنسیوں کو دے دی ہے۔ مطلوب افراد میں سابق سیکرٹری دفاع چوہدری افتخار، جناب نوید قمر اور "مجیب الرحمٰن شامی" کا نام بھی شامل ہے۔ "مجیب الرحمٰن شامی" کو کس جرم میں ای سی ایل میں شامل کیا جائے گا اور کس "جرم" میں گرفتار کیا جائے گا، یہ کہیں نہیں بتایا گیا۔ ہم اپنے معزز کرم فرماؤں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ معاصرانہ چشمک اور "کاروباری رقابت" کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں۔ جب روزنامہ "جنگ" کو ابتلا کا سامنا کرنا پڑا تھا، تو الحمد للہ ہم نے پوری شدت کے ساتھ اس کی آواز میں آواز ملائی تھی، اور جناب وزیر اعظم کے سامنے واضح اور دو ٹوک الفاظ میں کہا تھا کہ کسی حکومت کو کسی اخبار سے لڑائی راس نہیں آتی۔ حکومت اور اخبار کی لڑائی میں کبھی حکومت کی جیت نہیں ہوتی۔ اگر اس موقر اخبار کے ذہین و مستعد چیف ایڈیٹر کے پیمانے اب بدل گئے ہیں، اور وہ ایڈیٹر "پاکستان" کو حوالہ زنداں کرانے میں کوئی عار نہیں سمجھتے تو چشم ما روشن، دل ماشاد --- وہ شوق پورا کر لیں، انشاء اللہ ہمارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ ہم نے ذوالفقار علی بھٹو جیسے شخص کی قید کاٹی ہے اور کئی بار کاٹی ہے۔ اس کے مارشل لاء کا نشانہ بنے ہیں اور اسے تسلیم کرنے سے انکار کر کے دکھا چکے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا سر کسی عارضی خدا کے سامنے جھکنے پر تیار نہیں ہوا۔ اپنے رب کے حضور سجدے کے داغ کے علاوہ اس پر کوئی داغ نہیں ہے۔

ہم ایک عاجز اور گناہ گار انسان ہیں لیکن اقتدار نام کی شے سے ڈرنا اور دبنا ہم نے نہیں دیکھا۔ نہ ہم نے اسے حصول زر کا ذریعہ مانا ہے۔ بھٹو کی وحشت کے بعد جنرل

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

ضیاء الحق کی قربت سے لطف اٹھانے کا اعزاز بھی ہمیں نصیب ہوا اور برسوں رہا لیکن ہم نے کبھی ان کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا۔ ان سے جو بھی تعلق تھا وہ نظریاتی اور قومی حوالوں سے رہا۔ ان سے اختلاف بھی کیا، بول چال بھی بند رہی لیکن محبت کے سمندر بھی ٹھاٹھیں مارتے رہے۔ آج بھی ہم جنرل ضیاء الحق کا نام احترام سے لیتے ہیں اور ان کے اوصاف حمیدہ کے تذکرے میں کبھی کوئی شرم یا جھجک محسوس نہیں کرتے، جو لوگ ان کے مارشل لا کو بلا جواز قرار دیتے اور ہر حال میں دستور اور جمہوریت کی بالادستی کو قرآن کے حرف کی طرح مقدس قرار دیتے رہے، آج اللہ کے فضل و کرم سے وہ سب دستور اور قانون کی طرف پیٹھ کر کے کھڑے ہیں، جنرل پرویز مشرف کے اقدام کی تائید و حمایت دیوانہ وار کر رہے ہیں اور یوں اس "نظریہ ضرورت" کی تائید و حمایت میں دن رات لگے ہیں، جو ان کے نزدیک لائق نفرین تھا۔ یہ حضرات اپنا تھوکا چاٹ رہے ہیں اور اسے بالائی سمجھ کر نوش جان فرما رہے ہیں۔

جہاں تک نواز شریف کے دور حکومت کا تعلق ہے، یہ ایک دستوری اور جمہوری دور تھا۔ اس میں خوبیاں بھی تھیں اور خامیاں بھی تھیں۔ ان کے کئی اقدامات لائق تحسین تھے اور کئی (ہمارے نزدیک) ناقابل دفاع۔ ہم نے اپنی رائے ہمیشہ ظاہر کی، حمایت بھی ڈنکے کی چوٹ پر کی اور اختلاف بھی پورے زور سے کیا۔ ہم اپنے ہر لفظ پر آج بھی قائم ہیں۔ ہم نے جو لکھا دیانتداری سے لکھا اور جو بھی لکھیں گے دیانتداری ہی سے لکھیں گے۔ ہمارے نزدیک نواز شریف نہ کبھی فرشتے تھے اور نہ ہی اب شیطان ہیں۔ وہ عوام کے منتخب وزیر اعظم تھے۔ اور اب 12/ اکتوبر کو حادثے کی نذر ہو جانے والے ایک سیاستدان۔ 12/ اکتوبر کو جو کچھ ہوا، جناب نواز شریف نے خود فیصلے جس انداز میں کئے، ہم ان کی تائید نہیں کرتے ہاں ان کا نقطہ نظر سننے کی تمنا ضرور رکھتے ہیں۔

افواج پاکستان سے ہمارا قلبی، روحانی، نظریاتی اور تاریخی تعلق ہے۔ اگر کوئی شخص

ہمارے ایک ہاتھ پر سورج اور ایک ہاتھ پر چاند بھی رکھ دے تو بھی ہم ادارے کے طور پر ان کو نقصان پہنچانے کا تصور نہیں کر سکتے۔ ہم اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ جس ملک کی اپنی فوج نہیں رہتی اس میں دشمن کی فوج آن موجود ہوتی ہے۔ کسی لالچ یا حرص میں افواج پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے یا انہیں رسوا کرنے کی کسی کوشش میں شریک ہونے پر ہم ہزار بار لعنت بھیجتے ہیں اور اس سے مکمل برات کا اعلان کرتے ہیں۔

فوج سے محبت کا جذبہ ہی ہمیں بار بار جناب جنرل پرویز مشرف اور ان کے مستعد رفقا کو یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ جو کرنا ہے جلدی کیجئے اور گاڑی کو پٹری پر ڈال دیجئے، جس جس بھی فاسد حصے کو کاٹنا ہے، کاٹ کر پھینک دیجئے، لیکن جمہوری عمل کا راستہ کشادہ کر دیجئے۔ ڈاکٹر کی طرح آپریشن کیجئے، ڈاکٹر کی طرح برتاؤ کیجئے اور مریض کے جو جو معمولات بدلنے ہیں بدل ڈالئے۔

جو لوگ آج جمہوریت کو گالیاں دے رہے ہیں، ٹیلی ویژن پر اور اخباری کالموں میں جمہوریت شکن نعرے لگا رہے ہیں وہ کوئی نئے نہیں ہیں۔ اس طرح کے لوگ ہر زمانے میں موجود رہے ہیں۔ ایوب خان اور ضیاء الحق کے مارشل لا کا استقبال کرنے والوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑں شامل تھے۔ ایوب خان کی آمد کا تو محترمہ فاطمہ جناح تک نے خیر مقدم کیا تھا۔ ضیا الحق کو خوش آمدید کہنے والوں میں مولانا ابو الاعلیٰ موجودی جیسے عبقری بھی شامل تھے لیکن تجربات نے یہی بتایا ہے کہ موسم بدلتے رہتے ہیں۔ لوگوں کے مزاج اور انداز بھی بدل جاتے ہیں۔ جمہوریت کی خوبی ہی یہ ہے کہ اس میں جب ایک حکومت سے لوگ بیزار ہوتے ہیں تو متبادل ووٹ کی مدد سے تلاش کر لیتے ہیں۔ جمہوریت میں بڑی خامیاں ہیں لیکن جو طرز ہائے حکومت آج تک حضرت انسان نے ایجاد کئے ہیں ان میں یہی بہترین ہے۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ احتساب نہ کیجئے ہم یہ نہیں کہتے کہ سماجی اور معاشی اصلاحات نہ

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

مطلق العنانی کو پابند کرنے کا انتظام نہ کیجئے، یہ سب کچھ کیجئے
کیجئے، ہم یہ نہیں کہتے کے
لیکن آندھی اور بگولے کی طرح کیجئے۔ برق رفتاری سے کیجئے اور معاملات کو نظام کے
سانچے میں ڈھال دیجئے۔

جن کرم فرماؤں کا خیال یہ ہے کہ فوجی قیادت کو اپنے ''مخالفین'' کا مخالف بنا دیا
جائے، وہ فوج کے حال پر بھی رحم کھائیں اور اپنے حال پر بھی، انصاف کا نام لے کر
ناانصافی کی دکان نہیں کھولی جا سکتی، ہمیں امید ہے کہ ہماری فوجی انتظامیہ اپنا راستہ آپ
بنائے گی۔ دوسرے جو گڑھے کھود رہے ہیں وہ انشاءاللہ اس میں خود ہی گریں گے۔ ہم
نہ مفرور ہیں، نہ بھاگنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس بیرون ملک چند بغض
گزارنے کا بھی سامان نہیں ہے۔ ہمیں دو گز زمین اپنے ہی وطن میں چاہیے۔ انشاءاللہ
یہیں رہ کر اس کی خدمت کریں گے۔ ہم نے اگر کوئی جرم کیا ہے تو قانونی عمل کے
ذریعے اس کی سزا بھی خندہ پیشانی سے جھیلنے کیلئے تیار ہوں گے لیکن کوئی افسانہ طراز
اور تہمت تراش ہمیں زچ نہیں کر سکے گا۔ ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہی سب
سے بہتر مددگار ہے۔ مجیب الرحمٰن شامی

قومی پریس کا کردار

پاکستان میں پریس نے بدترین حالات میں بھی بہترین رول ادا کرنے کی کوشش ضرور
کی ہے اور حکومت کو بڑے صائب مشورے بھی دیئے ہیں یہ الگ بات ہے کہ
حکمرانوں نے اکثر انہیں درخور اعتنا نہیں جانا اور اپنی طاقت کے نشے میں بدمست ایسے
اقدامات کرتے رہے جو بالآخر ان کے اقتدار کی تباہی پر منتج ہوئے۔

14 اکتوبر کو روزنامہ جنگ کا اداریہ ''کیا وہی ہوگا جو پہلے ہوتا آیا ہے'' کے عنوان سے
لکھا گیا ملاحظہ فرمائیں۔

ایک نئی صدی، ایک نیا ہزاریہ جب صرف 80 دن دور تھا اس وقت پاکستان میں
بدقسمتی سے ایسا نازک موڑ آیا کہ مسلح افواج کو پھر مجبوراً ملک کا کنٹرول سنبھالنا پڑ گیا دنیا
جب زیادہ جمہوری آزادیوں، حکومت کے ہاتھوں میں کم سے کم اختیارات، زیادہ شہری
آزادیوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس وقت ہمارے حکمرانوں کی بے تدبیری،
مشاورت کے بغیر عجلت میں فیصلے کرنے کی عادت، منتقم مزاجی شخصی اقتدار کو وسیع
سے وسیع تر کرنے کی ہوس نے پھر ایسا موقع پیدا کر دیا کہ مسلح افواج کو ایک منتخب

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

حکومت بنانے کا افسوسناک اقدام آخری اور ناگزیر قدم کے طور پر کرنا پڑ گیا۔ مہنگائی
کے پہاڑوں تلے دبی پاکستانی قوم، مایوسیوں کے بھنور میں پھنسے عوام، بیروزگاری کا
سامنا کرتے نوجوانوں، اپنے حقوق اور اختیارات سے محروم ہوتے صوبوں کے سامنے
ابھی صورتحال واضح نہیں ہے کہ منگل کی شام رونما ہونے والے واقعات اور رات گئے
ہونے والی تبدیلیاں ان کیلئے ایک روشن اور خوشحال مستقبل لانے والی ہیں یا یہ لمحات
بھی ماضی کے ان واقعات کی طرح سراب ثابت ہوں گے جنہوں نے انقلاب کے
سنہرے خواب تو دکھائے لیکن ان کی تعبیر قوم کو اور سنگین بحرانوں کے سپرد کر گئی۔

افسوس در افسوس کہ پاکستان کے غریب اور مظلوم عوام کو بار بار اس صورتحال کا
سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ہر تبدیلی ان کی توقعات کو انتہائی بلندیوں تک لے جاتی ہے اور پھر
وہ محرومیوں کی پاتال میں دھکیل دیئے جاتے ہیں۔ 12 اکتوبر کی رات کو برطرف کی
جانے والی حکومت کے سربراہ میاں محمد نواز شریف کو قومی بھاری مینڈیٹ اور بے
تحاشا امیدوں کے ساتھ برسر اقتدار لائی تھی تاریخ اور قدرت نے انہیں سنہرا موقع
دیا تھا۔ یکے بعد دیگرے ایسی تبدیلیاں آتی رہیں کہ ان پر بے پایاں اختیارات کے
دروازے کھلتے گئے سب رکاوٹیں دور ہوتی گئیں آٹھویں ترمیم منسوخ ہونے سے
حکومت برطرف کرنے کا صدارتی اختیار ختم ہو گیا پارلیمنٹ میں پارٹی ارکان کی پارٹی
ہائی کمان سے اختلاف رائے کا حق ایک ترمیم کے ذریعے سلب کر لیا گیا۔ ایوان صدر،
عدلیہ میں فوج میں وہ اپنی مرضی کی تبدیلیاں لے آئے۔ اس کے بعد عوام کے مسائل
حل کرنے، ملک کا وقار بلند کرنے کی راہ میں کوئی بھی آئینی، قانونی، معروضی رکاوٹ
باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن تاریخ نے دیکھا کہ ان سب بے حساب اختیارات کے باوجود
میاں نواز شریف ایسی اقتصادی سیاسی پالیسیاں نہیں لائے، جن سے عوام میں بے چینی
دور ہوتی۔ صوبوں سے ناانصافی ختم ہوتی، ان کے اپنے اتحادی ان کا ساتھ چھوڑ کے

چلے گئے۔ ان کی اپنی جماعت مسلم لیگ کی صفوں میں ناراضی پھیلتی چلی گئی۔ اپوزیشن
سے بھی عداوت اور مخالفت کا سلسلہ وسیع ہوتا چلا گیا۔ جمہوریت کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے
کہ سب کو ساتھ لے کر چلا جائے۔ شروع میں اپوزیشن لیڈر بے نظیر بھٹو سمیت سب
سیاسی رہنماؤں نے نواز شریف صاحب کیلئے نیک خواہشات کا اظہار کیا تھا، لیکن قوم
نے دیکھا کہ یہ کشیدگی اور تصادم بڑھتا چلا گیا۔

نواز شریف بھی پہلے کے حکمرانوں کی طرح نئے نئے محاذ کھولتے چلے گئے۔ صدر
فاروق لغاری، چیف جسٹس سجاد علی شاہ ان کی اسی منفی عادت کا شکار ہوئے۔ ان کے
پہلے اور حالیہ دونوں ادوار میں ان کے فوج کے سربراہوں جنرل آصف نواز، جنرل عبد
الوحید کاکڑ، اب جنرل جہانگیر کرامت، جنرل پرویز مشرف سے اختلافات سب کے
سامنے تھے۔ بحریہ میں ایڈمرل منصور الحق، ایڈمرل فصیح بخاری نے بھی قبل از وقت
ریٹائرمنٹ لی۔ کارگل کے مسئلے پر کس طرح قوم اور فوج کی ساکھ سے کھیلا گیا وہ بھی
ہماری تاریخ کے سیاہ ابواب میں رقم رہے گا۔ پاکستان کی بہادر افواج کے خلاف قابل
مذمت اشتہارات شائع ہوئے۔ حکومتی حلقوں کی طرف سے تاثر اندرون ملک اور
بیرون ملک پھیلایا گیا کہ کارگل کی مہم میں وزیراعظم کی مرضی شامل نہیں تھی اور جو
کچھ کیا، خود فوج نے کیا، اس وقت بھی ملک کے دردمند حلقوں نے کہا کہ یہ ممکن ہی
نہیں ہے عسکری حلقوں نے بھی کہا کہ وزیراعظم کی آشیر باد کے بغیر ایسا نہیں ہو
سکتا۔ پھر جب وزیراعظم نے دو ہفتے پہلے چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف کو
جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین کے عہدے پر پوری مدت کیلئے توسیع
دے دی تو خود وزیراعظم سیکریٹریٹ سے بھی کہا گیا کہ اب حکومت اور فوج کے
درمیان اختلافات کی افواہیں دم توڑ دیں گی۔ اس توسیع سے یہ بھی واضح کیا کہ کارگل
کے مسئلے پر وزیراعظم کو فوج سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔ لیکن اس کے بعد بھی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

وزیراعظم کی طرف سے فوج میں مداخلت کی خبریں آتی رہیں۔ کور کمانڈر کی تبدیلی کا واقعہ اس تاثر کو اور تقویت دے گیا اور اب جب 12 اکتوبر کی شام 5 بجے اپنے ہاتھوں ہی ترقی دیئے گئے اور عہدے کی معیاد میں توسیع دیئے گئے جنرل کو وزیراعظم نے اچانک برطرف کیا تو اس کی کوئی وجہ بتائی گئی، نہ ان پر کوئی الزامات عائد کئے گئے۔

تاریخ حیران تھی۔ پاکستان کے عوام پریشان تھے کہ ایک وزیراعظم جنہیں سب اختیارات حاصل ہیں اور جو دیکھ رہے ہیں کہ ملک کی معیشت تباہ ہو رہی ہے۔ عالمی سطح پر پاکستان تنہا ہو رہا ہے۔ اس وقت ملک اور قوم میں اتحاد پیدا کرنے، مملکت کے اداروں کو مضبوط کرنے کی بجائے ان سے چھیڑ چھاڑ جاری ہے انہیں غیر مستحکم کیا جا رہا ہے۔

حکومتی مشینری کو صرف اور صرف اپنے ذاتی فیصلوں پر عملدرآمد کیلئے استعمال کیا جا رہا ہے اور ملکی سلامتی کو پیش نظر رکھے بغیر حساس فیصلے کئے جا رہے ہیں۔ افغانستان کی حکومت اور طالبان کے خلاف ایسے بیانات دیے گئے جس سے دینی حلقوں میں بے چینی پھیلی مذہبی جماعتوں کے خلاف اعلیٰ ترین سطح سے ایسے مخالفانہ بیانات دیئے گئے جن سے ان انتہائی وسیع حلقوں میں بھی اشتعال پھیلا۔ تاجروں اور دکانداروں کے مسائل سنے بغیر مسلسل ان پر ایسے فیصل ٹھونسے گئے جن سے یہ طبقہ جو ان کی اپنی برادری کہا جاتا تھا۔ وہ بھی بتدریج ناراض ہوتا گیا ملک کی ڈوبتی ہوئی معیشت کو سنبھال دینے کے وعدے کئے گئے۔ لیکن معاشی ابتری میں مسلسل شدت آتی رہی۔ مہنگائی میں اتنا اضافہ ہوا کہ عوام چیخ اٹھے۔

ملکی اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ، اخبارات بار بار یے اشارے دے رہے تھے کہ حکومت جانے والی ہے لیکن وزیراعظم سمیت تمام ارکان حکومت کا یہ اصرار تھا کہ حکومت مضبوط ہے۔ حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہے اور وہ اسی نشے میں بدمست ایسے اقدامات کر رہی تھی جس سے مملکت کا ہر ستون لرز رہا تھا۔ عدلیہ پر دباؤ کی خبریں ہر

طرف سے آ رہی تھیں۔ سرکاری افسروں سے ذاتی ملازموں جیسا سلوک ہو رہا تھا۔ صوبوں کے اختیارات پر پے در پے وفاق قبضہ کر رہا تھا۔ چھوٹے صوبوں کا شور بڑھ رہا تھا۔ لیکن حکومت کو کوئی پروا نہیں تھی اور 12 اکتوبر کی شام اختیارات کے اسی زعم میں کسی وجہ کے بغیر، کوئی الزام لگائے بغیر چیئرمین جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی اور چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف کی برطرفی کا ریڈیو اور ٹی وی سے اعلان کر دیا گیا۔ وہ ملک سے باہر تھے۔ اور ملک کی نمائندگی کر رہے تھے کتنے افسوس کی بات ہے کہ ان کے طیارے کو بھی ملک میں اترنے نہیں دیا جا رہا تھا۔

ملک میں ہر شعبے اور ہر طبقے کو ناراض کرتے وقت ظاہر یہ کیا جا رہا تھا کہ یہ سب کچھ امریکہ کی آشیرباد پر ہو رہا ہے۔ امریکہ نواز شریف حکومت کے ساتھ ہے۔ صدر کلنٹن نواز شریف حکومت کو ذاتی طور پر برقرار دیکھنا چاہتے ہیں لیکن امریکہ نے بھی بار بار یہی کہا کہ جمہوری آزادیاں دی جائیں گی۔ اپوزیشن کو اس کے حقوق دیئے جائیں۔ اور اب اس حکومت کی برطرفی کے بعد ہی امریکی ترجمان نے جو کہا ہے اس سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امریکہ کو اس تبدیلی پر کوئی زیادہ تعجب نہیں ہوا ہے اور نہ کوئی غیر معمولی تشویش ہے۔

نواز شریف حکومت کی برطرفی کو جب اس طویل پس منظر میں دیکھتے ہیں تو یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تاریخ میں سب سے زیادہ بھاری مینڈیٹ رکھنے والی حکومت کے ہٹائے جانے پر ملک میں کوئی زیادہ بھرپور جذباتی رد عمل، مظاہروں اور جلوسوں کی صورت میں دیکھنے میں نہیں آیا۔ افسوسناک تاریخی حقیقت یہی ہے کہ پاکستان میں حکمرانوں کو بار بار مواقع ملے کہ وہ کچھ کر کے دکھائیں تاریخ میں اپنا نام پیدا کریں۔ قائداعظم محمد علی جناح کے بعد کسی بھی سیاسی قائد کا دور حکومت ایسا نہیں ہے کہ جسے عوام سنہرے دور کے طور پر یاد رکھتے ہوں۔ جن حکمرانوں نے اچھے کام کئے ہیں

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

انہوں نے ساتھ ہی ایسی حرکتیں بھی کیں کہ ان کے اپنے روشن کارنامے گہنا گئے ان کی سیاہیاں ان کے اجالوں پر غالب آگئیں۔

اب جب پاکستان کی مسلح افواج نے مجبوراً اور آخری اقدام کے طور پر ملک کا کنٹرول سنبھالا ہے تو صورتحال واضح نہیں ہے کہ اب ملک میں کیسی حکومت ہے، کونسا نظام رائج ہے، مارشل لاء ہے، آئین برقرار ہے یا نہیں، ممکن ہے کہ جب آپ یہ سطور پڑھ رہے ہوں، اس وقت تک حالات واضح ہو جائیں اس موقع پر عوام یہ سوچ رہے ہیں کہ جب بھی تبدیلی آتی ہے آنے والے نے بہت سے دعوے، بہت سے وعدے کئے ہیں لیکن تاریخ یہی کہتی ہے کہ کسی نے تاریخ سے سبق نہیں سیکھا۔ آنے والے نے اپنے دور کا آغاز سابقہ حکومت پر ساری خرابیوں، بحرانوں کا ملبہ ڈالا۔ ساری صورتحال کیلئے اسے ذمہ داری قرار دیا۔ معیشت کی ابتری، مہنگائی کے بوجھ، کرپشن میں اضافے کا ذمہ داری گزشتہ حکمرانوں کو گردانا۔ پھر احتساب کے پروگرام کا اعلان کیا لیکن احتساب بتدریج یکطرفہ ہوتا گیا۔ سابقہ دور کے احتساب کا شور مچایا گیا۔ اپنے دور میں ہونے والی بدعنوانیوں سے چشم پوشی کی گئی۔ سابقہ حکمرانوں، ان کے رشتے داروں، ان کے منظور نظر سرکاری افسروں کے خلاف کارروائیاں ہوئیں لیکن اپنے رشتے داروں کی ہوس زر پر توجہ نہیں دی۔ اپنے گرد جمع ہوئے خوشامدی سرکاری افسروں کے بڑھتے ہوئے اثاثوں کو نظرانداز کیا۔ نتیجہ یہی نکلا کہ احتساب شفاف نہیں ہوا۔ ملکی خزانے کی رقوم واپس نہیں کی گئیں۔

عوام جنرل پرویز مشرف کے اس مجبوراً کئے گئے اقدام کا خیر مقدم تو کر رہے ہیں لیکن اس توقع اور خواہش کے ساتھ کہ وہ مسائل کی شدت کا احساس کریں گے۔ ملک میں بحران ہر طرح کا ہے، معاشی، سیاسی، سماجی، مذہبی، ملک میں محاذ آرائی ہر طرح کی ہے۔ اس وقت مملکت خطرے میں ہے۔ مختلف حکمرانوں نے اپنی خود غرضانہ پالیسیوں

سے مملکت کو ایسے موڑ پر لا کھڑا کیا ہے جہاں مملکت کے ستون متزلزل ہیں، ادارے تباہ ہو چکے ہیں، معیشت آخری دموں پر ہے، انتظامیہ اعتماد کھو چکی ہے، عوام مایوسیوں کا شکار ہیں۔ یہاں جنرل پرویز مشرف کو اپنے آپ سے وہی سوالات کرنے چاہئیں جو انہوں نے واپڈا اور ایسی دوسری ذمہ داریاں سنبھالتے وقت کئے تھے 1۔ کیا وہ اور فوج ایسی پوزیشن میں ہیں کہ موجودہ صورتحال پر قابو پا سکیں۔ 2۔ کیا اس نئی ذمہ داری کو قبول کرنے سے ملک کے مفادات کو فائدہ ہوگا اور ملک کی ساکھ بہتر ہوگی۔ 3۔ کیا اس نئی ذمہ داری کو قبول کرنے سے پاک فوج کی نیک نامی میں اضافہ ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ نئے حکمرانوں کیلئے ایک آئینی پیچیدگی یہ پیدا ہوئی ہے کہ سابقہ وزیراعظم نے آرمی چیف اور چیئرمین جوائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کو برطرف کیا اور آرمی چیف نے وزیراعظم کو معزول کر دیا اب اس سے جو الجھن پیدا ہوئی ہے اس کا کیا حل ہوگا اور یہ بات کہی جاتی ہے کہ جمہوریت بھی موسم بہار کی طرح ہوتی ہے جسے جاری رہنا چاہئے کیونکہ جمہوری عمل کے تسلسل سے درپیش مسائل خود بخود حل ہوتے رہتے ہیں لیکن کم از کم ہمارے ہاں ابھی ایسا موقع نہیں آیا تاہم یہ ممکن نہیں ہے کہ جمہوریت کے نام پر کوئی ڈکٹیٹر بن جائے، ماضی سے کوئی سبق حاصل نہ کرے اور ماضی ہی کی غلطیوں کو دہراتا جائے اور یہ توقع بھی رکھے کہ مد مقابل اس سے جمہوری اقدار اور روایات کے مطابق سلوک کرے گا وہ بھی تو اسی طرح اور اسی زبان میں جواب دے گا جو اس سے روا رکھی گئی ہوگی۔

حکمرانوں نے اپنے اپنے دور میں آئین میں اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق ترامیم کی ہیں اور اپنی پسند کے کھیل کے قواعد بنائے ہیں اور یہاں تک کہ اپنی پسند کا سپہ سالار بھی مقرر کر کے دیکھ لیا ہے لیکن محض یہ کافی نہیں بلکہ اصل کام نیک نیتی، لگن اور محنت کو اپنا شعار بنانا ہے تاکہ عوام کے دلوں کو جیتا جا سکے۔ حکمرانوں نے جو کچھ بھی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

اپنے مقاصد اور خواہشات کے لئے کیا ہے وہ عوام قبول کر لیتے بشرطیکہ عوام کی ترقی اور خوشحالی کے لئے بھی کچھ کیا جاتا۔ جب تک حکمرانوں کی سوچ نہیں بدلے گی اس وقت تک تجزیاتی ذہن بند ہی رہیں گے۔ افسوس اس امر کا ہے کہ ہمارے ہاں جسے بھی طاقت ملی اس نے اپنا ہی رول آف پاور وضع کیا اور رول آف لا کو ملحوظ ہی نہیں رکھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ لوگوں کو حکمرانوں سے شکایتیں رہی ہیں لہٰذا نئے حکمرانوں کو عوام کی جانب سے تبھی پذیرائی ملے گی جب حکمران انہیں انصاف مہیا کریں گے۔ سردست آپ وہی کچھ دیکھ رہے ہیں جو آپ کے اردگرد کے لوگ آپ کو دکھا رہے ہیں مگر کچھ دیر بعد جب آپ پر اصل حقائق واضح ہوں گے تو آپ کی بھی آزمائش شروع ہو جائے گی۔

ملک کو درپیش مسائل کی سنگینی، شدت، حساسیت، نزاکت اور گہرائی اتنی زیادہ ہمہ گیر ہے کہ اس میں پیچیدگی اور مایوسی کا عنصر زیادہ ہونے کے امکانات ہیں۔ جیسا کہ خود جنرل پرویز مشرف نے اسے آخری اقدام کہا ہے اس لئے بیشتر سنجیدہ حلقے یہ کہتے ہیں کہ فوج خود براہ راست کنٹرول نہ سنبھالے۔ اگر بہت ہی مجبوری ہو تو اس کا عرصہ مختصر ترین اور اختیار بہت محدود ہونا چاہئے۔ اسے کسی صورت میں بھی غیر ضروری طوالت نہ دی جائے۔ فوج ایک ایسا ادارہ ہے جو بڑی مشکل سے اپنی جگہ محفوظ اور برقرار ہے جس پر ملکی سلامتی اور تحفظ کیلئے عوام اعتماد کرتے ہیں جبکہ دیگر سب ادارے اپنا بھروسہ کھو چکے ہیں۔ ملک کے دردمند اقتصادی اور ٹیکنوکریٹ حلقوں کی رائے یہی ہو گی کہ مسلح افواج ایسی سویلین مخلص اور ماہر ٹیم کو سامنے لائیں جس میں ملک کے بہترین دماغ جمع ہوں۔ جن کو ترجیحی طور پر صرف دو شعبے دیئے جائیں۔ امور خارجہ اور امور معیشت۔ ان دونوں امور سے متعلقہ وزارتوں میں تطہیر کی جائے۔ ان کو فعال کیا جائے۔ ملکی معیشت میں تیزی سے ایسی تبدیلیاں لائی جائیں کہ عالمی بینک اور

آئی ایم ایف کی محتاجی ختم ہو۔ پاکستان میں خدا کے فضل سے ایسے دماغ موجود ہیں جنہیں اگر اپنی صلاحیتیں اجاگر کرنے کا موقع دیا جائے تو وہ واقعی پاکستانی معیشت کو واپس پٹڑی پر ڈال سکتے ہیں۔ فوج نے اگر یہ ساری ذمہ داریاں براہ راست اپنے سر لے لیں تو تاریخ بتاتی ہے کہ اس سے اس کی پیشہ وارانہ صلاحیت تو مجروح ہوتی ہی رہی ہے اب کے مسائل جتنے سنگین اور الجھے ہوئے ہیں اس سے فوج کی حالات سے نمٹنے کی استعداد بھی تنقید کا ہدف بن سکتی ہے اور نیک نامی کی بجائے بدنامی بھی اس کے دامن میں ڈال سکتی ہے۔ یہ جنرل پرویز مشرف ہی کی نہیں پوری مسلح افواج کی کڑی آزمائش ہے کہ اس محاذ پر وہ کیا نقشے بناتے ہیں۔ کیسی جنگی چالیں چلتے ہیں۔ ملک کی جغرافیائی سرحدیں بھی ان کی صلاحیتوں اور قوت کی منتظر ہیں۔ دشمن اس نازک موقع سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ملک کے اندرونی مسائل بھی ان کے تدبر، پالیسی سازی اور معاملہ فہمی کے انتظار میں ہیں۔

حالات کا تقاضا یہ ہے کہ احتساب سخت کڑا اور شفاف ہونا چاہئے صرف سابقہ حکمرانوں اور ان کے حواریوں کا ہی نہیں ملک کو لوٹنے والے سب کرداروں کا۔ جواب بڑی تیزی سے اپنی وفاداریاں تبدیل کر لیں گے۔ ظلم کی داستانیں سنائیں گے۔ خوشامد کے ریکارڈ قائم کریں گے تاکہ وہ احتساب کی زد سے بچ سکیں لیکن تاریخ کا مطالبہ یہ ہے کہ کسی بھی بدعنوانی کو معاف نہ کیا جائے۔

عوام یہ چاہتے ہیں کہ نواز حکومت کی برطرفی کے بعد جو افراد بھی سرکاری عہدوں پر فائز کئے جائیں وہ اپنے اثاثے ظاہر کریں۔ ان کی املاک اور دولت کی مانیٹرنگ پہلے دن سے ہی کی جائے۔ سرکاری اداروں میں بدعنوانیوں کا سیلاب روکنے کا سب سے موثر طریقہ یہ ہے کہ تمام تقرریاں، تبادلے اور پوسٹنگ صرف میرٹ کی بنیاد پر ہوں۔ تمام سرکاری ملازمین کی صلاحیتوں اور اہلیت جاننے کیلئے Revaluation کی جائے اور جو ملازم

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

بھی اپنے عہدے کے مطابق اہلیت کا حامل نہیں ہے اسے ہٹایا جائے۔

سنجیدہ حلقے یہ بھی چاہتے ہیں کہ سابقہ حکومتوں کے ہر اقدام اور ہر پالیسی کو مسترد کرنے کی روایت کو بھی ختم کیا جائے۔ سابق حکومت کے جو منصوبے اور پالیسیاں عوام اور ملک کے مفاد میں ہیں انہیں ہر صورت جاری رکھا جائے۔ انہیں صرف اس لئے ختم نہ کر دیا جائے کہ وہ سابقہ حکومت نے شروع کئے تھے۔

ہم آخر میں اپنے دل کی گہرائیوں سے یہ عرض کریں گے کہ جس طرح زندگی ایک بار ملتی ہے اسی طرح تاریخ میں بھی سنہرا موقع ایک بار ہی ملتا ہے عوام سوچ رہے ہیں، ملک زبان حال سے کہہ رہا ہے کہ کیا پاکستان کے مقدر میں کوئی ایسا قائد ہے جو اپنی ذات سے ماورا سوچے، اپنے خاندان کی زنجیریں توڑے، اپنے مفادات کو ملک کے مفادات پر قربان کر دے، کوئی ایسا بے غرض، بے لوث جسے پاکستان اپنا ہیرو قرار دے سکیں۔ اپنا مسیحا خیال کر سکیں۔ جو ان کی ڈولتی کشتی کو پار لگا سکے، جو وہی کچھ نہ کرے جو سب کرتے آئے ہیں جو نیک نیتی سے ملک کی باگ ڈور سنبھالے۔ ہر ایک سے انصاف کرے، ہر فیصلہ میرٹ پر کرے۔ اپنے گرد خوشامدیوں کو جمع نہ ہونے دے۔ عدلیہ پر دباؤ نہ ڈالے۔ سرکاری ملازموں کو ذاتی ملازم نہ سمجھے۔ ملکی اداروں کو اپنے اقتدار کی طوالت کیلئے استعمال نہ کرے۔

تاریخ پھر موقع دے رہی ہے، کاش ایسا ہو سکے۔ کاش حکمراں اپنا ہر قدم صرف قوم اور ملک کے وسیع تر مفاد میں اٹھائیں۔ مسائل بہت سنگین ہیں۔ وقت بہت کم ہے۔ موقع بہت نازک ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو معاف کرے اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

○

"15 اکتوبر کو اب جو کچھ کرنا ہے سوچ سمجھ کر فوراً کرنا پڑے گا" کے عنوان سے اخبار لکھتا ہے۔

افواج پاکستان نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ ملک میں مارشل لاء نہیں لگایا جائے گا۔ پارلیمنٹ برقرار اور آئین بدستور اپنی جگہ موجود ہے۔ تبدیلی متوقع ہے مگر دو روز گزرنے کے باوجود سیاسی اور انتظامی خلاء موجود ہے کنفیوژن جلد از جلد ختم ہو جانا چاہئے مگر تادم تحریر یہ واضح نہیں ہو پایا ہے کہ ملک میں نظام حکومت کیا ہوگا اور کن خطوط پر استوار کیا جائے گا۔ بے یقینی کی صورتحال میں قیاس رائیوں اور افواہوں کا بازار گرم ہے۔ جنرل پرویز مشرف اگر مارشل لاء لگانا چاہتے تو وہ یقیناً روایات کے مطابق قوم سے خطاب میں ہی اس کا اعلان کر سکتے تھے لیکن جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اس وقت ہی یہ اندازہ یقین کی حدود میں داخل ہو گیا تھا کہ نواز شریف حکومت کی برطرفی وزیراعظم کے خود پیدا کردہ بلاجواز حالات اور نئے بحران کے سنگین دباؤ کا نتیجہ تھی اس میں اقتدار کی خواہش کا عمل دخل نہیں۔ اب بلا تاخیر وہ راستہ تلاش کرنا ناگزیر ہے جو تمام اختیارات وزیراعظم کی ذات میں مرتکز ہو جانے کے سبب آئینی، قانونی اور انتظامی تبدیلی کی راہ میں بڑی بھاری رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ افواج پاکستان کے سربراہ کے اقدام پر ملک میں کہیں کوئی منفی ردعمل نہیں مگر ان پر تیزی سے بیرونی دباؤ بڑھ رہا ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل، امریکی انتظامیہ، کامن ویلتھ کے سیکرٹری جنرل، برطانوی حکومت، جرمنی، فرانس اور جاپان سمیت آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سب ہی فوجی حکومت کے قیام کی مخالفت اور پاکستان میں جمہوریت اور سویلین حکومت کے بلا تاخیر احیاء پر زور دے رہے ہیں۔ امریکہ اور اس کے زیر اثر آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک مالیاتی تعاون سے دست کش ہونے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ ملک کی موجودہ سنگین معاشی بدحالی اور مالیاتی ابتر حالت متقاضی ہے کہ جو کچھ بھی کیا جائے وہ تیزی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

سے کیا جائے۔ یہ درست ہے کہ پاکستان کے عوام جمہوریت کے پرزور حامی ہیں اور جمہوریت ہی وفاقی نظام کو قائم رکھنے کا ذریعہ ہو سکتی ہے مگر اچھی موثر اور قابل یقین واعتماد انصاف فراہم کرنے والی حکومت کے بغیر جمہوریت کا نعرہ ایک کلیشے یا گھسی پٹی اصطلاح کے سوا کچھ نہیں۔ تیسری دنیا اور مغرب میں بہت فرق ہے مغرب میں تعلیم ہے عزت نفس ہے عوام کے حقوق کا احترام ہے سماجی تحفظ کا نظام مضبوط ہے اس لئے وہاں جمہوریت کارگر ہے۔ تیسری دنیا کے مسائل سنگین ہیں۔ رجحانات مختلف ہیں۔ حکمرانی میں جاگیردارانہ ذہنیت اب تک مسلط ہے۔ محرومی، طبقاتی تقسیم، کرپٹ بیورو کریسی ان پسماندہ ملکوں کا مقدر بن کر رہ گئی ہیں۔ تیسری دنیا کے لئے تو خود مغرب سے مخلص ڈکٹیٹر کی ضرورت کے نعرے لگے ہیں۔ پاکستان کے عوام 52 برس مارشل لاء اور جمہوریت دونوں کا برابر تجربہ کر چکے ہیں دونوں کو طویل مدت حکمرانی کرنے کے مواقع ملتے رہے مگر عوام کے مسائل کسی نے حل نہیں کئے۔ 1985 کے بعد جمہوریت میں بھی کئی تجربے ہو چکے ہیں۔ آٹھویں آئینی ترمیم فوجی صدر کے ساتھ بھی کام میں لائی گئی۔ آٹھویں ترمیم سے فوج کے اعتماد کا صدر بھی آزمایا گیا۔ اسی ترمیم کے ساتھ پی پی پی نے اپنا صدر بھی رکھ لیا۔ نواز شریف نے آٹھویں ترمیم کے بغیر جمہوریت چلائی اور ملک کو موجودہ بے یقینی کی دلدل میں پھنسا دیا۔ سندھ میں بے شمار نیم دلانہ تجربات کئے گئے مگر سندھ کے عوام کی مصیبتیں بڑھتی گئیں ان کی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا ان کے آئینی حقوق پر ڈاکے ڈالے گئے انہیں بلدیاتی حقوق تک سے محروم رکھا گیا۔ جمہوریت کے علمبرداروں نے سندھ اسمبلی ہوتے ہوئے اس کو اختیارات سے بے دخل کئے رکھا اور وزیراعظم نے اپنے مشیروں سے سندھ پر حکومت کی جس سے وفاق کے خلاف جذبات بھڑکائے گئے یہ صورتحال ایک طویل المیعاد اور مستقل حل کی متقاضی چلی آ رہی ہے۔

پاکستان کی پارلیمنٹ کو دیکھیں تو کیا اس نے قوم کے مسائل کے حل کرنے کو ترجیح دی؟ صوبوں کی خود مختاری کا دیرینہ مسئلہ حل کیا؟ حقیقت تو یہ ہے کہ صوبوں کے آئینی اختیارات تک سلب کئے گئے اور پارلیمنٹ دیکھتی رہی۔ سیاستدانوں نے جمہوری دور میں بھی عوام کے بنیادی مسائل حل کرنے پر توجہ نہیں دی۔ معیشت حکمرانوں کی بے تدبیریوں اور بیرونی قرضوں پر انحصار سے تباہی کی جانب تیزی سے لڑھکتی چلی گئی۔ روپے کی قیمت تذلیل کی حد سے بھی نیچے گر رہی ہے۔ زراعت بھی تباہ ہو گئی ہے۔ ان سب عوامل کو دیکھیں تو پاکستان کو تباہی کے دہانے پر لا کر کھڑا کر دیا گیا ہے۔

ملک میں جمہوریت کے علمبرداری کے پرانے اور نئے تمام ہی دعویدار سیاست دانوں کی جمہوریت سے اصولی وابستگی، محبت اور خلوص کا عالم یہ ہے کہ جس کی حکومت جاتی ہے وہ جمہوریت کا ماتم کرتا ہے اپنی حکومت کے خاتمے کو جمہوریت پر شب خون قرار دیتا ہے اور جرنلوں کی رات سے تعبیر کرتا ہے اور جس کی مخالف حکومت جاتی ہے وہ ماورائے آئین تبدیلی کا بھی خیر مقدم کرتا ہے اس کو ملک وقوم کے عظیم مفاد میں قرار دینے میں زمین و آسمان کے قلابے ملانے تک سے پرہیز نہیں کرتا۔ آج بھی سیاست دانوں کا ردعمل یہی ہے۔ آئینی ماہرین راستے بتا رہے ہیں۔ ضرورت یہ ہے کہ پاکستان کو درپیش اصل مسئلے اس کے داخلی اور بیرونی چیلنج کا دیانتداری سے احاطہ کیا جائے محض اقتدار کے حصول کی خود غرضی کی عینک لگا کر مسائل کو نہ دیکھا جائے۔ دردمندی سے یہ اندازہ لگایا جائے کہ عوام کا اصل دکھ کیا ہے۔ پاکستان بھر میں اس وقت عوام کی صرف ایک ہی سوچ ہے کرپشن کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے۔ میرٹ پر فیصلے کئے جائیں۔ سب کے ساتھ مکمل غیر جانبداری سے انصاف کیا جائے جو نتائج کے ساتھ ہوتا ہوا نظر بھی آئے۔ عدلیہ کو آزاد اور خود مختار بنایا جائے اور اس پر مخصوص مفادات کو کسی طور پر اثر انداز ہونے نہ دیا جائے اور اسے اولین ترجیح دی جائے۔ عوام کو اپنے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

وسائل کے اندر اچھی زندگی گزارنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ پورا پاکستان یہی خوش آئند سوچ رکھتا ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے اس سوچ کو کس طرح عملی شکل دی جا سکتی ہے اس کے لئے لازماً آئین کو محفوظ رکھتے ہوئے ملک کے نظام میں تبدیلیاں لانی ہوں گی۔ فوجی قیادت کو ملک و قوم کے مستقبل سے ہمدردی اور محبت رکھنے والے دانشوروں، ٹیکنو کریٹس، ماہرین آئین و قانون، اور سنجیدہ، سیاستدانوں کے ساتھ مل کر بیٹھنا ہو گا اور کوئی مثبت لائحہ عمل تیار کرنا ہو گا۔ اس لازمی مشق میں یہ نہیں ہونا چاہئے کہ نواز شریف کے مخالف گروپ کو سب سے زیادہ محب وطن اور جمہوریت پسند سمجھ لیا جائے سب کا ٹریک ریکارڈ موجود ہے اس کی بنیاد پر اچھے اور برے کی تمیز کرنا مشکل نہیں ہو سکتا۔ ماورائے آئین اقدام کے الزامات کا جہاں تک تعلق ہے تو اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں رہی ہے جو کچھ ہونا تھا وہ حالات کے جبر میں ہو چکا ہے۔

پورے ملک میں عوام کا موڈ عام طور پر یہی ظاہر کر رہا ہے کہ عوام نے نواز شریف حکومت کی برطرفی کا خیر مقدم کیا ہے۔ آئین، ملک اور عوام کے باہمی سوشل کنٹریکٹ کی دستاویز ہوتی ہے آئین، عوام اپنے اور اپنے ملک کے لئے بناتے ہیں اس کی بیرونی طاقتوں اور غیر ممالک سے توثیق ضروری نہیں ہوتی۔ اس وقت ملک کے عوام میں قوم پرستی کا جذبہ ملک کو مضبوط اور مستحکم بنانے کا ذریعہ ہو سکتا ہے اس کو تحفظ اور فروغ دینے پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ ملک میں کرپٹ عناصر اور مفاد پرست خوفزدہ ہیں انہیں مزید خوف زدہ کرنے سے مطلوب مقاصد پورے ہو سکتے ہیں لوٹی ہوئی قومی دولت واپس لی جا سکتی ہے۔ ایماندار ملازمین کو ان کا جائز حق دلایا جا سکتا ہے اصل میں دیکھیں تو قومی زندگی میں یہی ایک اور مرحلہ ہے جب انقلاب لایا جا سکتا ہے ملک کے نظام اور حکومتی انتظام میں بڑی اور نتیجہ خیز تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔

BC
urdufans.com

جنرل پرویز مشرف نے قوم سے اپنے پہلے خطاب میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ وہ ہوس اقتدار میں مبتلا نہیں ہیں جب مقصد اور نیت نیک ہو تو پھر اہل الرائے شخصیات سے کھل کر مشاورت کرنے سے فائدہ ہو سکتا ہے۔ کھلی مشاورت اور بحث و تمحیص سے یہ راستہ تلاش کرنا مشکل نہیں ہو گا کہ آئندہ چل کر صحت مند خطوط پر جمہوریت کو کن خطوط پر استوار کیا جائے اور معیشت کو کس طرح بحال اور مضبوط کیا جائے۔ امکان یہی ہے کہ ان سطور کی اشاعت تک فوجی قیادت اپنے پروگرام کا اعلان کر دے گی۔ بعض حلقوں کی رائے میں نئے انتخابات کرا دیئے جائیں جبکہ عام آدمی یہ سمجھتا ہے کہ موجودہ مالیاتی اور معاشی بدحالی کی سنگین صورتحال کی موجودگی میں انتخابات سے مجموعی حالات تبدیل نہیں ہوں گے اور ان میں بہتری نہیں آئے گی۔ بعض صاحب الرائے کہتے ہیں کہ عبوری دور کے لئے خواہ تین ماہ سے دو سال کے لئے ہو نگران حکومت قائم کر کے عدالت عظمٰی سے اس کی قانونی تائید حاصل کر لی جائے مگر یہ سب کچھ آئین کو برقرار رکھتے ہوئے موجودہ نظام کی اصلاح کی خاطر کیا جائے ترجیحاً جمہوریت پر قوم کے یقین کو ختم نہ ہونے دیا جائے احتساب کے عمل کو جاری رکھا جائے۔ غیر ملکی ذرائع ابلاغ کا تاثر ہے کہ بعض حلقے پاکستان میں جمہوریت کی فوری بحالی کے حامی ہیں مگر کوئی بھی فرد نواز شریف کی معزول حکومت کی بحالی کا حامی نہیں۔ ملک کے مستقبل سے ہمدردی رکھنے والے حلقوں کی رائے کو دیکھیں تو تین راستے ہی ایسے ہیں جن میں سے کوئی اختیار کیا جا سکتا ہے 1۔ غیر جانبدار سویلین نگران حکومت کا قیام 2۔ مارشل لاء کا نفاذ اور 3۔ پارلیمنٹ کے اندر سے تبدیلی لا کر ایسی مخلوط عبوری حکومت کا قیام جو انتخابات کی تاریخ کا اعلان کرے۔

بیرونی طاقتوں اور عالمی مالیاتی اداروں کو یہ یقین دہانی درکار ہے کہ پاکستان جمہوریت کی پٹڑی تبدیل نہیں کرے گا اور بیرونی قرضوں کی ادائیگی کے وعدے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

پورے ہوں گے اور انسانی حقوق کے تحفظ کا عالمی تصور پامال نہیں ہو گا۔ جو بھی سویلین سسٹم لایا جائے وہ عالمی طاقتوں اور اداروں کو مطلوبہ یقین دہانی کرا سکتا ہے البتہ یہ واضح کر دیا جانا چاہیے کہ ہم اپنی داخلی پالیسیوں اور اقدامات میں بہر حال کسی کو مداخلت کا حق یا اختیار ہر گز نہیں دے سکتے۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قرضوں کی واپسی ملک میں قانونی اصلاحات لا کر کی جا سکتی ہے۔ کرپٹ سیاست دانوں اور سرکاری افسروں کے ملک میں اتنے اثاثے اور اکاؤنٹس موجود ہیں جن کو ضبط کر کے ان سے بیرونی قرضے اتارے جا سکتے ہیں ملک میں پیداوار بڑھانے پر زور دیں کرپشن ختم کرا دیں تو برآمدی تجارت بڑھنے کے امکانات وسیع ہو جائیں گے قوم میں محنت کا جذبہ ہے قوم سے اپیل کریں داخلی وسائل کو یکجا کریں تو اتنی رقم یقیناً مل جائے گی جو فوری مشکلات پر قابو پانے کا ذریعہ ہو سکے۔ موجودہ نظام میں اصلاح کی ابتدا کر کے تو دیکھیں قوم کے دل میں اتر کر تو دیکھیں قوم کا دکھ بانٹنے کا سامان کر کے تو دیکھیں سارے مسائل کا حل نکل آئے گا۔

16/ اکتوبر کو "وقت بہت کم ہے کرنے کو بہت کچھ ہے" کے عنوان سے جنگ لکھتا ہے جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین اور چیف آف آرمی اسٹاف جنرل پرویز مشرف نے پاکستان کی مسلح افواج کے تمام شعبوں کے قائدین سے ملک کے داخلی اور خارجی حالات کے تمام پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لینے اور انتہائی سنجیدہ طویل مشورے کے بعد ملک میں ایمر جنسی کے نفاذ کا حکم جاری کیا ہے۔ 1999 کے عبوری آئینی حکم نمبر 1 کا اجراء گو جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب دیر سے عمل میں آیا مگر اس حکم کا اطلاق و نفاذ 12/ اکتوبر 1999 سے مؤثر قرار دیا گیا ہے۔ عبوری آئین حکم نمبر 1 کی رو سے جنرل پرویز مشرف نے ملک کے "چیف ایگزیکٹو" کے اختیارات سنبھال لیے ہیں۔ آئین، قومی اسمبلی، سینیٹ اور صوبائی اسمبلیاں معطل کر دی گئی ہیں۔

صدر مملکت کو آرمی چیف کی ایڈوائس پر عمل کرنے کا پابند کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعظم، گورنرز، اور وزرائے اعلیٰ معزول کر دیئے گئے ہیں۔ سپریم کورٹ سمیت تمام عدالتوں کو بدستور قائم رکھا گیا ہے لیکن عدالت عظمیٰ سمیت تمام عدالتیں چیف ایگزیکٹو یا ان کے نامزد شخص کے حکم اور اقدامات کے خلاف کوئی فیصلہ یا ڈگری جاری نہیں کر سکیں گی۔ آئین کے سوا تمام قوانین نافذ العمل رہیں گے۔ عبوری آئینی حکم کے تحت بنیادی حقوق کو بہر حال برقرار رکھا گیا ہے۔ حالات و واقعات کا سنجیدگی اور غیر جانبداری سے جائزہ لیا جائے تو ملک میں ایمر جنسی کے نفاذ کے سوا کوئی چارہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ 12/ اکتوبر کی شام سے 15/ اکتوبر کی نصف شب کے بعد تک ملک میں غیر یقینی کی جو فضا تھی وہ عبوری آئینی حکم نمبر 1 کے اجراء اور نفاذ سے ختم ہو گئی ہے اور یہ واضح ہو گیا ہے کہ اب اس ملک کے ساڑھے تیرہ کروڑ عوام کی تقدیر اور مستقبل جنرل پرویز مشرف اور ان کے رفقائے کار کے ہاتھوں میں ہے۔ دنیا کی واحد بڑی طاقت امریکہ اور ماحول کے مطابق پاکستان میں اس ناگزیر اقدام کو ہدف تنقید بنائیں گے ان کی سوچ یہ رہے گی کہ یہ مارشل لا ہے یا کیا ہے؟ انہیں اپنے طور پر پاکستان میں جمہوریت اور آئین کے تعطل پر بھی اعتراض ہو گا۔ مگر پاکستان کے غریب، محروم و مظلوم اور نادار عوام کی اکثریت کی ایک ہی سوچ یہ ہو گی کہ اس اقدام سے (جس کے سوا بظاہر کوئی چارہ ہی نہیں رہ گیا تھا) عوام کے ساتھ ناانصافی اور ظلم و استبداد ختم ہو رہا ہے یا یہ سلسلہ ختم ہو گا یا نہیں۔ ملک میں روزگار کے مواقع میں اضافہ ہو گا یا نہیں۔ عوام کے لئے کمر توڑ مہنگائی میں کمی ہو رہی ہے یا نہیں۔ با اثر لوگوں پر کوئی نتیجہ خیز قانون لاگو ہو رہا ہے یا نہیں۔ اس لئے [illegible] تک جو حکمران تھے اور حکمرانوں کے نزدیک یا ان کے رشتہ دار تھے وہ قانون اور اس کی گرفت اور اطلاق سے ماوراء رہے۔ انہیں ہر طرح سے لوٹ کھسوٹ کرنے کی کھلی آزادی دیدی گئی، اقربا پروری اور کاسہ لیسوں کو نوازنے کی کوئی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

حد نہیں چھوڑی گئی۔ عوام یہ بھی دیکھیں گے کہ اب جو حکمرانوں کے نزدیک ہوں گے وہ قانون سے ماوراء تو نہیں۔

ملک میں حالیہ عوامی زندگی کے تلخ ترین تجربات اور حکمرانوں کے پیدا کردہ مسائل کی سنگینی کا ہی نتیجہ ہے کہ پاکستانی خواہ اندرون ملک ہوں یا بیرون ملک فوج کے اقدام اور کنٹرول کا خیر مقدم کر رہے ہیں۔ وہ اپنے ملک کے حالات کو ہر قیمت پر تیزی سے درست ہوتے دیکھنا چاہتے ہیں۔ زندگی کی مشکلات کو دور ہوتے محسوس کرنا چاہتے ہیں۔ عوام کو آئینی موشگافیوں میں الجھنے سے کوئی غرض نہیں البتہ عوام یہ ضرور سوچیں گے کہ پہلے بھی عبوری آئینی حکم آتے رہے ہیں، پہلے بھی ان سے توقعات باندھی جاتی رہی ہیں، پہلے بھی بہتری لانے کے بلند بانگ دعوے اور عوام سے وعدے کئے جاتے رہے ہیں۔ کیا اس مرتبہ عبوری آئینی حکم عوام کی توقعات پوری کرنے کا باعث ہوگا؟ عوام احکامات اور قوانین کی باریکیوں میں نہیں جائیں گے وہ یہی دیکھیں گے کہ نئے حکمران کیا کر رہے ہیں اور کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا ہے ان لٹیروں کی سیاسی پارٹی کے تعلق سے قطع نظران سے سب کچھ واپس لیا جارہا ہے یا نہیں۔ اور جو کچھ وصول کیا جارہا ہے وہ قومی پارٹی کے تعلق سے قطع نظران سے سب کچھ واپس لیا جارہا ہے یا نہیں۔ اور جو کچھ وصول کیا جارہا ہے وہ قومی خزانے میں جارہا ہے یا نہیں۔ بینکوں سے کروڑوں، اربوں روپے کے قرضے لینے اور ہڑپ کر جانے والوں اور قرضوں کی رقوم کی ادائیگی کوری شیڈول کرا کر موجیں اڑانے والوں سے قومی دولت واپس لی جارہی ہے یا نہیں۔ ان کے کارخانے، بنگلے اور ظاہر اور پوشیدہ ہر دو نوع کے اثاثے ضبط کئے جارہے ہیں یا نہیں۔ ملک کی بیمار صنعتوں کو دوبارہ زندہ کیا جارہا ہے یا نہیں۔ ملک کے وسائل کو مفید و بہتر انداز میں کام میں لایا جارہا ہے یا نہیں۔ جن منصوبوں کی ملک کو ضرورت نہیں یا جنہیں مؤخر کر کے ملک کا

سنگین مالیاتی بحران ختم کیا جاسکتا ہے انہیں ختم یا مؤخر کیا جارہا ہے یا نہیں۔ عام ضرورت کی اشیاء کی قیمتوں پر کنٹرول کر کے عوام کو ان کے حصول کا موقع فراہم کیا جارہا ہے یا نہیں۔ ملک کو فرقہ واریت کے عفریت سے نجات دلانے کا مؤثر بندوبست ہورہا ہے یا نہیں۔ لسانی اور علاقائی تعصبات کو دور کرنے کا قابل یقین انتظام ہورہا ہے یا نہیں۔ مرکز کے اختیارات محدود کرنے اور صوبوں کے اختیارات واپس کرنے اور بالخصوص بلدیاتی اختیارات واپس کرنے کے اقدامات ہورہے ہیں یا نہیں۔ سرکاری دفاتر سے بد عنوانیوں اور رشوت اور سفارش کا خاتمہ کرنے کے لئے کوئی مؤثر قدم اٹھایا جارہا ہے یا نہیں۔ قرضوں پر ملک چلانے کا کلچر ختم ہورہا ہے یا نہیں۔ خدمت کمیٹیوں کے نام پر ملک میں سیاسی مفادات کی تکمیل کیلئے قائم کی جانے والی متوازی انتظامیہ اور کرپشن کا باضابطہ نظام ختم ہو گیا یا نہیں۔

جنرل پرویز مشرف اور ان کے رفقائے کار نے بلاشبہ بڑی مشکل، اعصاب شکن اور بھاری ذمہ داری سنبھالی ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں حکمرانی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن جنرل صاحب اور ان کے رفقائے کار کو ملک کی باگ ڈور ایسے وقت اپنے ہاتھوں میں لینا پڑی ہے جب عوام واقعی نہ صرف اس کی ضرورت محسوس کر رہے تھے بلکہ اس کی آس لگائے بیٹھے تھے۔ اب عوام دیکھیں گے کہ جنرل صاحب اور ان کے ساتھیوں کی ترجیحات کیا ہیں۔ ملک کو مالیاتی، معاشی اور اقتصادی استحکام فراہم کرنے کے لئے کیا کچھ اور کتنی تیزی سے کیا جاتا ہے۔ ماضی کی طرح محض انتقامی کارروائیوں پر اکتفا تو نہیں کیا جاتا۔ سنجیدگی سے غور کریں تو آج کی اولین ضرورت پاکستان کے عوام کو اپنے ملک پر اعتماد بحال کرنا ہے جس کو متزلزل کر کے رکھ دیا گیا تھا۔ عوام کے ملک پر یقین و اعتماد کی بحالی کے ساتھ ہی عالمی سطح پر ملک کے وقار کو بحال کرانا خصوصی توجہ اور ترجیح کا مستحق ہے۔ اس کے لئے سفارتی کوششوں کو تیز تر کرنے کی ضرورت ناگزیر

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے۔ بیرون ملک پاکستانی بھی حالات کی تبدیلی کے اقدامات سے متفق نظر آتے ہیں۔
انہیں یہ یقین بہر طور دلانے کی ضرورت ہے کہ ملک کو اقتصادی ابتری اور بے یقینی
سے جلد از جلد نکال لیا جائے گا اور ان کی سرمایہ کاری ہر طرح سے محفوظ رہے گی۔
پاکستان کی مالیاتی اور اقتصادی بدحالی فوری اور طویل المیعاد ٹھوس تدابیر کی متقاضی ہے
اس کے لئے فیڈریشن چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری اور دوسری تاجر اور صنعتکار
تنظیموں کے علاوہ ماہرین اقتصادی امور اور ٹیکنو کریٹس سے فوری صلاح و مشورہ کر کے
لائحہ عمل مرتب کرنے کی ضرورت اس لئے بڑھ گئی ہے کہ ملک میں اقتصادی اور
معاشی سرگرمیاں کسی بھی طرح سست نہیں پڑنی چاہئیں بلکہ ان میں تیزی آنی چاہئے۔
ملک میں اس سے پہلے جتنے مارشل لاء آئے ان کا ٹارگٹ سیاستدان رہے ہیں اس مرتبہ
اولین ٹارگٹ صرف اور صرف ملک کا معاشی اور اقتصادی استحکام ہونا چاہئے۔ اس لئے
کہ ملک کو سنگین معاشی و مالیاتی بحران سے نکالے بغیر امور مملکت چلانا مشکل ہو جائے
گا۔ ملک کے بیرونی دشمن بھی اور بعض داخلی عناصر بھی اپنے مفاد میں نئے انتظام کو
ناکام بنانے کی یقیناً کوششیں کریں گے اس سے ہر لحہ خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔
جس طرح جنرل پرویز مشرف کی کولمبو سے واپسی پر طیارے میں فیول کم تھا وہی حال
پاکستان کا ہے۔ مختلف حکومتوں نے وطن عزیز کو ایسی سنگین حالت پر پہنچا دیا ہے کہ ملک
کے کسی بھی وقت کریش ہونے کا خطرہ منڈلا رہا ہے۔ پاکستانیوں کی عزت و وقار،
خود مختاری سب کچھ ہی خطرے میں نظر آ رہی ہے۔ اب ہر لحہ اور ہر پل قیمتی ہے۔
پاکستان کو بچانے اور اس کو پیروں پر کھڑا کرنے کے لئے وقت بہت کم ہے کرنا بہت کچھ
ہے۔ عوام منتظر ہیں کہ جنرل صاحب کیا کرتے ہیں۔ جنرل صاحب کو یہی مشورہ دیا جا
سکتا ہے کہ اپنی فوری اور طویل المیعاد ترجیحات کا تعین کیجئے۔ قوم کو ہر بات اور ہر اقدام
سے افواہ سے پہلے آگاہ کرنے کا بندوبست کیجئے ورنہ ملک میں افواہوں کا سیلاب آ جائے

BC
dufans.com

گا۔ مغربی ذرائع ابلاغ اور پڑوسی ملک جو قیاس آرائیاں کر رہے ہیں اور جس طرح
پاکستان میں بدگمانیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں ان پر نظر رکھی جائے اور وہ جو پروپیگنڈا
جمہوریت اور آئین کو معطل کرنے کے حوالے سے آپ کی ذات اور فوج کے خلاف
کر رہے ہیں اس کا توڑ ملکی ذرائع ابلاغ کو پوری طرح کام میں لانے سے کیا جائے اور
ذرائع ابلاغ کو پوری آزادی سے ملک و قوم کے مفاد میں کام کرنے دیا جائے۔

○

17 / اکتوبر کے اداریے کا عنوان ہے "لوٹ مار اور ناانصافی کا کلچر بدلنا ہوگا"

دنیا بھر میں اس وقت جب یہ بحث جاری ہے کہ پاکستان میں ایمرجنسی کے نام سے
جو نیا سیٹ اپ قائم ہوا ہے وہ مارشل لاء ہے یا نہیں؟ یا اسے کتنی جلدی ختم کر کے
جمہوریت اور سول انتظامیہ کی بحالی ہونی چاہئے؟ اسی طرح جب امریکہ، برطانیہ اور ان
کے زیر اثر ادارے پاکستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کر رہے ہیں اس وقت وطن عزیز
کے نئے چیف ایگزیکٹو نے کور کمانڈروں کے باضابطہ اجلاس میں اقتصادی بحالی، قومی
یکجہتی اور اچھی حکمرانی کی ترجیحات کے ساتھ اپنے انقلابی مشن کا آغاز کر دیا ہے اس
کے تحت تمام بنکوں اور دوسرے مالیاتی اداروں نے ماضی کے حکمرانوں، ارکان
پارلیمنٹ اور سیاسی مشیروں وغیرہ کے ملکی اور غیر ملکی کرنسی کے اکاؤنٹس منجمد کر لئے
ہیں اس مقصد کے لئے سٹیٹ بنک کی طرف سے جو خفیہ سرکلر بھجوایا گیا ہے اس میں یہ
وضاحت شامل ہے کہ یہ اکاؤنٹس تا حکم ثانی بند رہیں گے اور اسی وقت بحال ہوں گے
جب متعلقہ اکاؤنٹس ہولڈر یہ بات ثابت کر دیں گے کہ انہوں نے یہ دولت رشوت،
کمیشن، سیاسی اثر و رسوخ اختیارات کے ناجائز استعمال اور دوسرے غیر قانونی ذرائع سے
حاصل نہیں کی ایسے منجمد کئے جانے والے حسابات کی تعداد دس ہزار کے لگ بھگ

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

ہے اور جن اکاؤنٹ ہولڈروں پر ان کی زد پڑی ہے ان میں سیاستدانوں کی تعداد 327 ہے جبکہ سٹیٹ بنک کے سرکلر کے ساتھ ایسے اکاؤنٹ ہولڈروں کی مجموعی تعداد 500 ہے اور ان اکاؤنٹس کی مالیت اربوں روپے میں ہے۔

ملک کے نئے چیف ایگزیکٹو کی ترجیحات کے تحت کیا جانے والا یہ پہلا اقدام بلاشبہ خوش آئند ہے تاہم ان سارے اکاؤنٹس کی جانچ پڑتال کڑے خطوط پر ہونی چاہئے۔ یہ معلوم کیا جانا چاہئے کہ ان اکاؤنٹس ہولڈروں کے وسائل آمدنی کیا تھے، بنک بیلنس کے علاوہ ان کے دوسرے اثاثوں اور وسائل کی مالیت کتنی ہے اور اگر ان کی آمدنی معروف اور جائز وسائل سے زیادہ ہے تو کیوں ہے۔ ملک کے ہر شہری کی یہ خواہش ہے کہ ان سب کے وسائل آمدنی اور حسابات کی سخت ترین چھان بین کی جائے اور انہیں صفائی کا موقع دے کر بدعنوانیوں کے ارتکاب پر سخت سزائیں بھی دی جائیں اور ان کی ناجائز آمدنی بحق سرکار ضبط کر لی جائے مگر احتساب کیلئے اتنا ہی کافی نہیں ہوگا بلکہ ایسے ہر فرد کو تلاش کرنا ہوگا جو اپنے معروف ذرائع آمدنی سے کہیں بڑھ کر معیار کی زندگی گزارنے کا عادی ہے ایسے ہر اکاؤنٹ ہولڈر یا کالے دھن کے مالک سے یہ پوچھا جانا چاہئے کہ اس کے پاس یہ دولت کہاں سے آئی اور پھر ان کے اکاؤنٹس کی جانچ پڑتال ہی کافی نہیں بلکہ تمام مخفی اثاثہ جات بھی دیکھے جانے چاہئیں۔ اسی طرح چند ہزار روپے ماہانہ تنخواہ پانے والے بڑے بیوروکریٹس سے ان کی اور ان کے قریبی اعزہ کی کروڑوں روپے کی املاک کی جانچ پڑتال بھی ضروری ہے۔ صنعتکاروں اور تاجروں سے بھی اس امر کی تحقیقات ہونی چاہئے کہ وہ کسٹمز، ڈیوٹیز اور انکم ٹیکس کی مدوں میں جو کچھ جمع کراتے ہیں وہ ان کی کاروبار سے حاصل ہونے والی آمدنی سے کہاں تک مطابق ہے اور اس طرح نہ صرف ٹیکسوں کے معاملے میں ان کی بے ضابطگیوں اور بے ایمانیوں کا پتہ چل سکتا ہے بلکہ اس کڑے احتساب سے آئندہ کے لئے کاروباری

بدعنوانیوں کی راہ بھی روکی جا سکتی ہے۔

رائے عامہ کی اکثریت کی خواہش یہی نظر آتی ہے کہ ایک بار صحیح اور منصفانہ خطوط پر احتساب ہو جائے تاکہ سرکاری وسائل اور اختیارات کے ناجائز استعمال سے زراندوزی کے راستوں کو سختی سے بند کیا جا سکے۔ یہ کام اگرچہ ماضی کی ہر حکومت کو کرنا چاہئے تھا مگر کسی نے بھی نہیں کیا حتیٰ کہ ضیاء الحق کے مارشل لاء کے دور میں بھی احتساب کا حد درجہ شور مچائے جانے کے باوجود صحیح معنوں میں کسی ایک کا بھی احتساب نہیں ہوا۔ سب سے بڑھ کر یہ امر ضروری ہے کہ احتساب کا عمل صرف سیاستدانوں تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ تمام سول اور فوجی افسروں کے اکاؤنٹس اور اثاثوں کی بھی اسی طرح چھان بین ہونی چاہئے نئی حکومت کی طرف سے اچھی حکمرانی کے دعوے کا تقاضا تو یہ بھی ہے کہ چیف ایگزیکٹو، صدر اور کور کمانڈرز بھی اپنے اثاثوں کا اعلان کریں اور جو کوئی بھی نئے سیٹ اپ میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہوں وہ پہلے دن ہی اپنے اثاثوں کا اعلان کریں اور عام پبلک کو یہ موقع دیا جائے کہ اگر کوئی اپنے اثاثے صحیح ظاہر نہیں کرتا تو ہر کوئی شہادتوں کے ساتھ اسے چیلنج کر سکے۔ کاش اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ اسلامی روایت بھی قائم ہو کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح اپنے کرتے کے بارے میں پوچھے جانے والے سوال کا دلائل کے ساتھ جواب دیا جائے۔

پاکستان اس وقت انتہائی خطرناک موڑ پر آ چکا ہے اور حالات کی سنگینی کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس بار سخت ترین احتساب ہی نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ کیا جائے۔ ماضی میں ایسے مواقع پر صرف لیپا پوتی سے کام لیا گیا مگر اس بار یہ کافی ثابت نہیں ہوگا۔ عوام ماضی کے سبھی حکمرانوں سے پہلے ہی بہت زیادہ دلبرداشتہ ہیں اور اگر اب بھی احتساب اور اصلاحات کے نام پر صرف نمائشی اقدامات پر اکتفا کی گئی اور محاسبے کے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

عمل کو مسلسل اور مستقل نہ بنایا گیا تو وہ بہت زیادہ مایوس ہو جائیں گے۔ اسی طرح اقتصادی بحالی، قومی یکجہتی اور اچھی حکمرانی الگ الگ ترجیحات ہیں مگر فی الواقع ایک ہی ہیں اچھی حکومت میں یہ تینوں ترجیحات شامل ہوتی ہیں اگر حکومت اچھی ہو گی اور اس کا طرز حکمرانی اچھا ہو گا تو اقتصادی گھپلے نہیں ہوں گے، رشوت نہیں لی جائے گی، غلط منصوبہ بندی نہیں ہو گی۔ کوئی کسی سے ناانصافی نہیں کر سکے گا کسی کو میرٹ کا قتل کرنے کی جرات ہی نہیں ہو گی اسی طرح اقتصادی بحالی بھی ہو گی، معیشت میں استحکام آئے گا، مضبوط معیشت سے ملک میں خوشحالی بھی نظر آئے گی اور جب اقتصادی محرومیاں ختم ہوں گی تو لامحالہ قومی یکجہتی کو فروغ ملے گا اور علاقائیت اور علیحدگی پسندی کے رجحانات ماند پڑ جائیں گے۔

دیکھا جائے تو ہم آئینی طور پر وہیں کھڑے ہیں جہاں 14/اگست 1947ء کو تھے، 7/اکتوبر 1958ء، 26 مارچ 1969ء اور 5/جولائی 1977ء کو تھے اب بھی ہم روز اول سے یہ سفر کا آغاز کر رہے ہیں۔ 50 سال میں جتنی آئینی کوششیں ہوئیں اور تحریکیں چلیں وہ کوئی تسلسل نہیں دے سکیں بلکہ کسی بہتر مستقبل کی بنیاد بھی فراہم نہیں کر سکیں۔ اب پھر ہمیں نئے سفر کے لئے صحیح سمت میں پہلا قدم اٹھانا پڑے گا اور اس عمل میں پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کرنا ہو گا۔ موجودہ عبوری دور میں جو بعض جلی و خفی خطرات سے دوچار بھی ہے اور جسے بعض حلقے آئین سے ماورا بھی قرار دے رہے ہیں اسے تاریک ماضی سے دلبرداشتہ عوام کی اکثریت قبول کر رہی ہے اب قوم کی طرف سے آئین سازی کا مطالبہ نہیں ہوا ان کی خواہش صرف یہ ہے کہ قومی زندگی سے ہر گند اور آلودگی کو صاف کیا جائے اور معیشت کو دوبارہ پٹڑی پر ڈالا جائے مگر یہ سب کچھ اسی وقت ممکن ہے کہ عوام کو ملک اور اس کی قیادت پر اعتماد بحال ہو اس وقت نئی قیادت مسٹر کلین کے طور پر سامنے آئی ہے دیکھنا یہی ہے کہ وہ کب تک مسٹر

کلین کے طور پر رہتی بھی ہے اس ملک کا ماحول، نظام اور کلچر ایسا ہے کہ وہ اچھے اچھوں کو بھی کرپٹ کر دیتا ہے۔ فوجی خریداریوں کے حوالے سے سیاستدانوں اور بعض عسکری حلقوں کے درمیان اشتراک کے سکینڈل بھی منظر عام پر آئے ہیں اس لئے موجودہ سیٹ اپ کو اپنی نیک نامی کا نقش قائم کرنے کیلئے ہر طرف کڑی نظر رکھنا ہو گی۔

ماضی میں اقربا پروری کی انتہا یہ تھی کہ سبھی اعلیٰ عہدے چاچوں، ماموں، بھائی بھتیجوں، دامادوں اور سسرالی عزیزوں میں تقسیم کر دینا ایک انتظامی روایت بن گئی تھی بلعض محکموں میں اوپر سے لا کر اپنے آدمی بٹھائے گئے اب ہر شعبے اور محکمے میں یہ تاریک روایت ختم کی جانی چاہئے۔ بالخصوص پی آئی اے جیسے قومی اور بین الاقوامی اہمیت کے سبھی شعبوں کو پاک صاف کیا جائے۔ صرف اہل افسروں کو ترقی دی جائے اور لوگوں کو ان کے جائز حق با آسانی مہیا کر دیئے جائیں تو انتظامیہ کی تطہیر از خود ہونے لگے گی ہم تو یہاں تک کہیں گے کہ کسی اہل اقتدار و اختیار کے اعزہ و اقربا چاہے مستحق اور قابل اور اہل بھی ہوں انہیں پرکشش آسامیوں پر نہ رکھا جائے تاکہ خاندانی اقتدار کے ہر تاثر کو ختم کیا جا سکے۔ ہمارے نزدیک نئے سیٹ اپ میں شمولیت کی بنیاد صرف صاف دامنی، سنجیدگی اور معاملہ فہمی ہونی چاہئے اور ماضی میں کسی بھی سکینڈل میں ملوث شخص کو ہرگز کسی منصب کے لئے منتخب نہ کیا جائے۔ تاریخ بڑی بے رحم ہے، وقت سدا کسی کا ساتھ نہیں دیتا اس لئے اگر اچھے کام نہ ہوئے اور ملکی مفاد میں قدم نہ اٹھائے گئے تو جس طرح آج بھاری مینڈیٹ والے رسوا ہیں اس کا اعادہ بھی ممکن ہے جمہوریت اور سول حکومت کی بحالی بدرجہ آخر ناگزیر ہے لیکن ان تمام وجوہ اور اسباب کو بھی دور کرنا ہو گا جو جمہوری حکمرانوں کو لوٹ مار اور ناانصافی کا موقع فراہم کرتے ہیں ایسے تمام اسباب کے خاتمے کے بغیر محض سول حکومت کا قیام بھی ملک کی خدمت نہیں ہو گا۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

18/اکتوبر کو روزنامہ جنگ نے لکھا

"اہل مغرب یہ دیکھیں پاکستانیوں کی اکثریت کیا چاہتی ہے؟"

پاکستان میں ایمر جنسی کے نفاذ سے قبل امریکہ اور بعض دوسرے مغربی ممالک ہماری فوج کو نسبتاً زیادہ سخت اور تنبیہہ کے سے انداز میں کسی حکومتی تبدیلی سے روکنے کے جو مشورے دے رہے تھے ان کی شدت میں اب پہلے سے نمایاں حد تک کمی آگئی ہے اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ کی خبروں اور تبصروں میں بھی اب یہ اعتراف ملتا ہے کہ پاکستان جس نوع کے دشوار صبر آزما حالات سے گزرتا آرہا ہے اس کے پیش نظر پاکستانی عوام کی اکثریت نے فوج کے ہاتھوں آنے والی تبدیلی کا اس امید پر خیر مقدم کیا ہے کہ ماضی میں جو ترقی وخوشحالی کوئی بھی سول حکومت قوم کو نہیں دے سکی شائد وہ اس بار فوجی قیادت دینے میں کامیاب رہے عالمی سطح پر امریکہ کے ایوان صدر، دفتر خارجہ اور پینٹاگان کے ترجمانوں کا لب ولہجہ اسے بڑی حد تک مثبت، تعمیری اور متوازن ہوگیا ہے وائٹ ہاؤس نے یہ تاثر دیا ہے کہ امریکہ پاکستان میں ہونے والی تبدیلی پر پریشان نہیں۔ پینٹاگان نے جنرل مشرف کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے امریکہ کے فوجی ذرائع کو اصل دلچسپی اس امر سے ہے کہ پاکستان میں جو بھی حکومت ہو اس کا ایٹمی ہتھیاروں کے بارے میں رویہ مکمل طور پر ذمہ دارانہ ہونا چاہئے اور پینٹاگان کے ترجمان نے امید ظاہر کی ہے کہ فوج کی زیر نگرانی بننے والی حکومت اپنے ایٹمی ہتھیاروں کی اچھی طرح نگرانی کرے گی پاکستان کو ملنے والی امداد کے بارے میں ابھی سے اتنا تو کہہ دیا گیا ہے کہ پاکستان کی امداد جزوی طور پر ہی معطل ہوگی اور آئی ایم ایف نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ پاکستان شرائط پوری کردے تو اس کے کیس پر غور کریں گے۔ آئی ایم ایف کی یہ وضاحت بالخصوص امید افزا ہے کہ پاکستان میں حکومتی تبدیلی سے ہمارا پروگرام متاثر نہیں ہوا اور امریکی پابندیوں سے بھی اقتصادی

اور مالیاتی اداروں پر اثر نہیں پڑے گا۔ اس طرح غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے تبصرے بھی اب محتاط رخ اختیار کر گئے ہیں۔ بی بی سی، وی او اے اور امریکی ٹی وی کے تبصروں میں تجزیہ نگاروں کے حوالے سے یہی رائے دی گئی ہے کہ فوجی حکومت کے خلاف ناراضی محض دکھاوے کے لئے ہے جبکہ امریکہ پاکستان میں سول حکومتوں کے مقابلے میں فوجی حکومت سے بہتر تعلقات رکھتا آیا ہے بعض اہل مغرب بھارت کو بھی یہ احساس دلا رہے ہیں کہ پاکستانی فوج کو نظر انداز کر کے سول حکومت کی دوستی کی پالیسی غلط تھی۔

اس ضمن میں پاکستان کے سیاستدانوں کا ردعمل بھی عمومی طور پر فوجی اقدام کے حق میں ہے یہ درست ہے کہ جمہوریت اور آئین کی جلد سے جلد بحالی اور انتخابات کا کم سے کم مدت میں انعقاد ان کی فطری ضرورت ہے تاہم بحالی جمہوریت اور انتخابات پر نسبتاً زیادہ زور دینے والی رہنما بے نظیر بھٹو نے بھی مغربی ملکوں کو مشورہ دیا ہے کہ جنرل پرویز مشرف کو چھ ماہ کی مہلت دی جائے واشنگٹن پوسٹ کا یہ تاثر بھی مبنی بر حقیقت نظر آتا ہے کہ سپریم کورٹ کی خاموش حمایت سے فوجی اقتدار کے لئے قانونی رکاوٹ دور ہو گئی ہے۔ اس طرح عوام نے نئی حکومت سے واضح طور پر یہ توقع وابستہ کر لی ہے کہ اس کے آجانے سے احتساب کا عمل زیادہ مضبوط، موثر اور منصفانہ ہو جائے گا اور بدعنوان سیاستدانوں کے لئے آئندہ سیاست کا دروازہ بند ہو سکتا ہے۔ مغربی دانشوروں کو یوں بھی یہ امر ملحوظ رکھنا چاہئے کہ ہر ملک کے کچھ اپنے مخصوص حالات ہوتے ہیں جو بعض اوقات ناروا کو روا اور روا کو ناروا ٹھہرانے کا باعث بن جاتے ہیں پاکستان کے عوام جمہوریت کو یقیناً پسند کرتے ہیں اور انہیں کامل یقین ہے کہ مناسب وقفے کے بعد جمہوریت اور سول ڈھانچہ ہی بحال ہوگا مگر جمہوریت کا جوہر بھی تو یہی ہے کہ عوام کیا چاہتے ہیں اس معیار سے دیکھا جائے تو ہمارے عوام کی اکثریت کوئی مثبت تبدیلی ہی چاہتی ہے اور نئی فوجی قیادت کو اپنے وعدوں کے ایفاء کا موقع دینا چاہتی ہے۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

مغرب میں جمہوریت اور عوام کی حکمرانی کے اپنے پیمانے ہیں اور وہ دوسروں
پر بھی انہی کو مسلط کرنا چاہتے ہیں لیکن ہر وقت جمہوریت اور انسانی حقوق کی رٹ لگانے
والے مغرب کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ اسی نے دنیا کے بیشتر ملکوں پر سامراجی
قبضہ کر رکھا تھا اور اس قبضے کی مدت دو اڑھائی صدیوں پر محیط رہی جب دنیا میں مغرب
کا نو آبادیاتی نظام قائم تھا تو جمہوریت کی ماں کہلانے والے برطانیہ عظمٰی کی سلطنت پر
کبھی سورج غروب نہیں ہوتا تھا اور تو اور انہی اہل مغرب نے بیسویں صدی کے پہلے
نصف تک نسلی امتیاز قائم کر رکھا تھا جسے انسانی حقوق کی بدترین نفی قرار دیا جاسکتا ہے
آج بھی اس مغرب کا جمہوریت اور انسانی حقوق کے بارے میں دہرا معیار نظر آتا ہے
الجزائر میں منتخب سیاسی جماعت پر فوج کو اہمیت کس نے دی، مصر میں جمہوریت کا جو
معیار ہے اس کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے، انڈونیشیا میں سوہارتو کی تین عشروں تک
حمایت کس نے کی، ایک زمانے میں تو فلپائن کا مارکوس بھی امریکہ کا منظور نظر رہا ہے
اسی طرح لاطینی امریکہ میں کئی آمریتوں کو امریکی تحفظ حاصل رہا ہے اور پوری دنیا
کے غریب اور ترقی پذیر ممالک پر اس وقت بھی مغرب کی صنعتی اقوام کا اقتصادی
استعمار مسلط ہے وہ جو لیگ آف نیشنز کے لئے کہا گیا۔ بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند۔ تو
اب غریب ملکوں کو قرضوں کا محتاج بنائے رکھنے کے لئے عالمی بنک اور آئی ایم ایف
جیسے ادارے بنا رکھے ہیں ان کے مختلف النوع قرضے تھوڑی دیر کے لئے سلا دینے
والے انجکشنوں کی حیثیت رکھتے ہیں اور بہت سے محتاج ملکوں کو تو ان مصنوعی سہاروں
کی اتنی چاٹ پڑ گئی ہے کہ وہ اب پہلے قرضوں کی ادائیگی کے لئے نئے قرضے لینے کے
محتاج ہو گئے ہیں۔

پاکستان کے لئے بھی اقتصادی فلاح اور نجات کا راستہ غیر ملکی قرضوں کی غلامی
سے چھٹکارا پانے میں مضمر ہے اس اعتبار سے پاکستان کے لئے موجودہ وقت ایک سنہرا

موقع ہے ہمیں حالیہ اقدام کو اللہ کی طرف سے ایک رحمت سمجھنا چاہئے اور ملک اور
اپنی معیشت کے لئے عزت نفس اور خود کفالت کا راستہ منتخب کرنا چاہئے۔ جمہوریت کی
بحالی بھی ایک خوشنما نعرہ ہے لیکن مملکت کے وقار کی بحالی، اہل پاکستان کی قومی غیرت
کی بحالی، عزت نفس کی بحالی اور عام پاکستانی کے اپنے آپ پر اعتماد کی بحالی جمہوریت کی
بحالی سے کہیں زیادہ ضروری ہے جمہوریت میں بھی وہی ہوتا ہے جو عوام کی اکثریت
چاہے جمہوریت عوام کی خواہش اور مرضی کی کارفرمائی کا نظام ہے اور آئین بھی عوام
کی امنگوں اور خواہشات کا مظہر ہوتا ہے اہل مغرب کو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اس وقت
پاکستان کے عوام اپنے معروضی حالات میں کیا چاہتے ہیں بلاشبہ پاکستان کے عوام کو
اکثریت کڑا احتساب چاہتی ہے تاکہ ہماری معیشت اور نظم و نسق کی بنیادیں مضبوط ہو
سکیں اور ماضی کا سارا گند صاف کر دیا جائے اس کی توقع ملک میں آنے والی تبدیلی تو سکی
کی جاسکتی ہے جبکہ ہر سول حکومت کو جمہوری دور میں کئی رکاوٹوں سے واسطہ پڑتا رہا ہے
پاکستانی قوم اس وقت اسی تمام رکاوٹوں کا خاتمہ چاہتی ہے عوام کی خواہش یہی ہے کہ ان
کی جتنی دولت اب تک لوٹی گئی ہے وہ قومی خزانے کو واپس ملے ہر قسم کے نادہندگان کو
کونے کھدروں سے پکڑ کر ان سے پائی پائی کا حساب لیا جائے ملک میں انصاف کی فراہمی،
جرائم اور لاقانونیت کے خاتمے اور دہشت گردی کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کو یقینی بنایا
جائے انہی اقدامات سے آنے والی سول حکومت کو مضبوط بنیاد مل سے گی اور اس کے
ساتھ ہی انتخابی طریق کار اور امیدواروں کی اہلیت کی شرائط کو بھی تبدیل کرنے کی
ضرورت ہو گی۔ حکمرانی کا منصب ادا کرنے والے لازماً ایسے لوگ ہوں جن میں
بدعنوانی کے رجحانات نہ ہوں، ماضی صاف ہو، اقربا پروری کے قائل نہ ہوں۔ آئندہ
حکومتی مشینری میں خود غرض اور ذاتی مفادات کو ترجیح دینے والوں کا روکنا ضروری ہو
گا ورنہ یہ آج کے سخت ترین اقدامات بھی مستقبل کے لئے بے اثر ثابت ہوں گے۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

روزنامہ نوائے وقت نے 15 / اکتوبر کو لکھا۔

پاک فوج کی واضح یقین دہانی اور فرض

پاک فوج کے ترجمان کے مطابق دکھائی یہ دیتا ہے کہ کسی بھی نئے حکومتی سیٹ اپ میں فوج کا کوئی کردار نہیں ہوگا۔ آئین کو نہیں چھیڑا جارہا، پریس آزاد ہے۔ عدالتیں اپنا کام کر رہی ہیں، ہم کسی کام میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔ پاک فوج کی طرف سے پالیسی بیان تادم تحریر جاری نہیں ہوا لیکن پاک فوج کے ترجمان کی طرف سے یہ یقین دہانی خوش آئند ہے کہ نہ تو مارشل لاء نافذ کیا جائے گا اور نہ آئین، عدالتوں اور پریس کو چھیڑا جائے گا۔ اس کا مطلب ہے کہ فوج نے جو اقدام کیا وہ بامر مجبوری تھا اور وہ 1988ء کی اس کمٹمنٹ پر قائم ہے کہ دفاع وطن کا ذمہ دار یہ ادارہ سیاست میں ملوث نہیں ہوگا۔ دو روز تک نیا حکومتی سیٹ اپ سامنے نہ آنے سے بھی اس تاثر کو تقویت ملی ہے کہ فوج نے منگل کی شام جو کچھ کیا اور حکومت کی بساط لپیٹنے کے لئے اسے جو اقدامات کرنے پڑے ان کی مناسب تیاری نہیں کی گئی۔ نئے سیٹ اپ کے لئے کوئی بلیو پرنٹ تیار نہیں تھا اگرچہ دو روز تک قوم کو انتظار کی سولی پر لٹکانے کی ضرورت نہیں تھی۔

فوج نے یہ اعلان اس وقت کیا ہے جب ملک میں ایسے طالع آزما اور مفاد پرست سیاستدانوں کی کمی نہیں جو نہ صرف مارشل لاء کو قبول کرنے کیلئے تیار ہیں بلکہ فوج کو اس کی باقاعدہ دعوت دیتے رہے ہیں۔ ان ترغیبات کے باوجود فوج اگر اپنے اس عہد پر قائم ہے اور اسے رہنا چاہئے کیونکہ ملک وقوم کی ضرورت بھی ہے تو پھر سیاستدان بھی دانشمندی کا مظاہرہ کریں اور فوج کو کسی غیر آئینی، غیر جمہوری، آمرانہ اقدام پر مجبور نہ کریں۔ موجودہ حالات میں جبکہ امریکہ اور بھارت کھل کر پاک فوج کے خلاف الزام

تراشی پر اتر آئے ہیں عقلمندی کا تقاضہ یہی ہے کہ پاک فوج نئی سول حکومت کے قیام اور جمہوری اداروں کے استحکام کے لئے اپنا کردار اس انداز میں ادا کرے کہ گزشتہ چودہ سال کے دوران جمہوریت، اقتصادی ومعاشی نظام اور عوام جن مصائب کا شکار رہے ہیں ان سے نہ صرف نجات ملے بلکہ ملکی مسائل حل ہونے کی امید بھی پیدا ہو۔ یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ حکومت کی تشکیل میں عوام کے جذبات واحساسات اور ملکی ضروریات کو پیش نظر رکھا جائے۔ نئی حکومت کا مقصد صرف سابقہ حکمرانوں سے انتقام لینا اور اس کے خلاف الزام تراشی کا بازار گرم کرنا نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں ملک کو ایک مضبوط اسلامی جمہوری، فلاحی ریاست بنانا اور اسے تعمیر وترقی کی راہ پر گامزن کرنا ہے۔

فوج خواہ کچھ ہی کیوں نہ کہے لیکن یہ حقیقت ہے کہ اب جو بھی سیاسی ڈھانچہ تشکیل پائے گا اس کی جوابدہ فوج ہوگی۔ اس لئے اولین مرحلے پر تو اسے نئی حکومت کی تشکیل میں اس امر کو ملحوظ رکھنا ہوگا کہ وہ دیانتدار، تجربہ کار، اہل، باصلاحیت اور عوام کی نظروں میں صاف شفاف کردار کے مالک ہوں۔ اگر یہ حکومت احتساب کا بیڑا اٹھاتی ہے تو پھر ٹیم کے انتخاب میں کڑا معیار اپنانا ہوگا کیونکہ احتساب وہی شخص کر سکتا ہے جس کا اپنا دامن ہر طرح کی آلائشات سے پاک ہو اور وہ اپنے کرتے کا حساب دینے کی پوزیشن میں ہو اس ضمن میں کسی قسم کی مصلحت اور جانبداری کو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ ماضی میں سردار فاروق احمد خان لغاری کے دور میں ایک ایسی کابینہ تشکیل پا چکی ہے جس کے بعض ارکان پر انگلی اٹھتی رہی اور اس ٹیم کی کوئی متعین جہت ہی نہیں تھی اب بھی اگر کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑہ لے کر بھان متی کا کنبہ جوڑا گیا تو یہ عوام کی سخت مایوسی اور منفی رد عمل کا باعث بنے گا۔

نئی حکومت کو اولین فرصت میں اپنے کم از کم ایجنڈے کا اعلان کر کے اس کی

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

تشکیل کے لئے سرگرم عمل ہو جانا چاہئے اور اس کی حکمت عملی کا بنیادی ہدف ملک
کے عوام ہوں امریکہ یا اس کے گماشتہ عالمی مالیاتی اداروں کی خوشنودی حاصل کرنا
نہیں۔ ملک کی موجودہ اقتصادی و معاشی بدحالی سے بچنے کی واحد صورت یہی ہے کہ ہم
نئے قرضے نہ لینے کا اعلان کریں اور عالمی مالیاتی اداروں کے علاوہ قرضے دینے والے
ممالک کو یقین دہانی کرائیں کہ ہم پرانے قرضے ہر صورت واپس کریں گے مگر وہ نہ تو
نئے قرضے لینے پر مجبور کریں اور نہ سود خور مہاجنوں کی طرح ہر ماہ قسطوں پر اصرار
کریں کیونکہ اس ملک کے عوام اب نئے قرضے لے کر پرانے قرضے اتارنے کی احمقانہ
پالیسی برقرار رکھنے پر تیار نہیں اور اپنے بچوں کا مستقبل گروی رکھ کر ہر ماہ ان قرضوں
کی قسطیں ادا کرنے پر آمادہ بھی نہیں جو سابقہ دور کے مختلف حکمرانوں نے لے کر
واپس غیر ملکی بنکوں میں موجود اپنے اکاؤنٹس میں منتقل کر دیئے۔

ظاہر ہے کہ اس طرح کی پالیسی کی وجہ سے تنگی ترشی کا دور آئے گا اور بالائی طبقے کو
بھی ایثار و قربانی کا مظاہرہ کرنا پڑے گا لیکن اب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اس لئے
نئی حکومت کو میرا گھر سکیم کی طرح موٹرویز، نئے ایئرپورٹس اور دیگر بڑے منصوبے
ترک کر کے قومی سطح پر بچت اور کفایت شعاری کا آغاز کرنا ہوگا۔ اخراجات گھٹانے
کے لئے بھی فوری اور دیرپا پالیسی بنانا ہوگی۔ اس کا آغاز اوپر کی سطح سے ہوگا تو نیچے تک
مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور سادگی کا کلچر جنم لے گا۔ جس طرح واپڈا نے
نادہندگان سے کسی رورعایت کے بغیر وصولیاں کی ہیں اسی طرح بنکوں، مالیاتی اداروں
کے قرض خوروں اور سرکاری اداروں کے نادہندگان سے بھی ایک ایک پائی نکلوائی
جائے اس سلسلے میں کسی سے رورعایت نہ کی جائے۔ اگر سختی کر کے سیاستدان، بیورو
کریٹس اور صنعتکاروں کے بیرونی اکاؤنٹس میں موجود ڈالرز واپس لائے جاسکتے ہیں تو
اس سے بھی گریز نہ کیا جائے یہ ٹیڑھا مسئلہ ضرور ہے لیکن لاینحل نہیں۔ اب وقت

آگیا ہے کہ ہم صرف اور صرف اپنے وسائل کے مطابق اخراجات کی عادت اختیار
کریں اور امداد یا قرضے کی امید پر بڑے بڑے منصوبے بنانے کی سرفانہ پالیسی ترک
کریں۔ البتہ تعمیر و ترقی کے بنیادی اور چھوٹے منصوبے محض اس وجہ سے بند نہیں
ہونے چاہئیں کہ یہ سابقہ حکومت نے شروع کئے تھے۔ ایک اطلاع کے مطابق اہم
شخصیت کو اسلام آباد بلوانے کے لئے خصوصی جہاز استعمال ہوا ہے اگر یہ سلسلہ جاری
رہا تو پھر بچت اور کفایت شعاری کی پالیسی اختیار کرنا مشکل ہوگا۔ لہٰذا اس سے گریز کیا
جائے۔ اس تبدیلی پر عوام نے جس ردعمل کا مظاہرہ کیا اور سابقہ حکومت کے حق میں
کوئی آواز بلند نہیں ہوئی اس کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ وہ چین کو ماڈل بنا کر موجودہ
سرفانہ، غیر منصفانہ، سماجی ڈھانچے کے انہدام اور بنیادی تبدیلیوں کے حق میں ہیں
لہٰذا اب محض چہرے بدلنے سے کام نہیں بنے گا کچھ کر کے دکھانا ہوگا ورنہ یہی سمجھا
جائے گا کہ شخصیات کے تصادم نے جمہوری نظام کی بساط لپیٹ دی۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

روزنامہ نوائے وقت نے 16/اکتوبر کو لکھا

انا للہ وانا الیہ راجعون

چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی اور بری فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف نے کور کمانڈروں کے فیصلوں کے تحت ایمر جنسی نافذ کر کے خود ملک کے چیف ایگزیکٹو کا منصب سنبھال لیا ہے۔ صدر مملکت بدستور اپنے منصب پر کام کرتے رہیں گے۔ آئین، اسمبلیوں اور سینٹ کو معطل کر دیا گیا ہے جبکہ وزیر اعظم، گورنر، وزرائے اعلیٰ، وفاقی وصوبائی وزراء، مشیر اور پارلیمانی سیکرٹری فارغ کر دیئے گئے ہیں۔ قومی وصوبائی اسمبلیوں کے سپیکر، ڈپٹی سپیکر، سینٹ کے چیئرمین وڈپٹی چیئرمین معطل کر دیئے گئے ہیں۔ قوم کی گیارہ سالہ قربانیوں، جدوجہد اور پاک فوج کی اجتماعی سوچ کے نتیجے میں گیارہ سال قبل بحال ہونے والا جمہوری نظام منتخب حکومتوں کی مسلسل غلطیوں، ریاستی اداروں بالخصوص فوج کے ساتھ محاذ آرائی اور تمام اختیارات فرد واحد کی ذات میں سمیٹ کر مطلق العنان حکمرانی کا راستہ ہموار کرنے کی خواہش کے سبب پٹڑی سے اتر گیا اور فوج کو دو روز کی مسلسل سوچ وبچار کے بعد ایک ایسا فیصلہ کرنا پڑا

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

ہے جو جمہوریت کے ساتھ اس کی ماضی کی کمٹ منٹ اور ایک روز قبل کرائی گئی یقین دہانی کے منافی ہے۔

موجودہ صورتحال کو نہ تو خوش کن قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ تسلی بخش، کیونکہ پاک فوج کا بامر مجبوری ہی سہی، سیاسی معاملات میں ملوث ہونا اور سیاسی، اقتصادی، معاشی اور سماجی خرابیوں و کمزوریوں کے شکار نظام کی باگ ڈور سنبھال کر نہ صرف اندرونی بلکہ بیرونی تنقید کی توپوں کا رخ اپنی طرف کر لینا موجودہ داخلی و خارجی حالات میں مناسب نہیں۔ جن خرابیوں اور کمزوریوں کی وجہ سے سابقہ حکومت کو یہ دن دیکھنا پڑا وہ محض فوج کے اقتدار سنبھال لینے سے درست نہیں ہوں گے بلکہ سیاستدانوں، بیوروکریسی اور جلب منفعت کے شکار دیگر حلقوں کے عدم تعاون کی وجہ سے مزید خراب ہو سکتے ہیں۔ بھارت سرحدوں پر فوج لے آیا ہے، امریکہ ایک ایسی فوج کے برسر اقتدار آنے پر سیخ پا ہے جو اس کی ڈکٹیشن قبول کرنے پر تیار نہیں اور اس کے خیال میں یہ فوج ہی تھی جس نے واجپائی کی لاہور یاترا اور اعلان لاہور کو پسند نہ کیا، اعلان واشنگٹن کی افادیت تسلیم نہیں کی۔ بینظیر بھٹو بھی اس وقت تک چکنی چپڑی باتیں کر رہی ہیں جب تک انہیں امید ہے کہ جنرل پرویز مشرف نہ صرف ان کے سر تاج کو چھوڑ دیں گے بلکہ محترمہ کو معافی دے کر اقتدار میں حصہ دینے پر بھی آمادہ ہو جائیں گے۔ جب وہ ہر طرف سے مایوس ہوں گی تو پھر انہیں بیانات کو دہرائیں گی جو ایک ہفتہ پہلے تک پاک فوج، نیوکلیئر پروگرام اور ملک کی متفقہ کشمیر پالیسی کے خلاف دیتی رہی ہیں۔ سابقہ حکومت سے وابستہ افراد بھی ظاہر ہے کہ نئے نظام کے حق میں نہیں کیونکہ فوج نے ان کی مسند اقتدار لپیٹتے ہوئے خوردونوش کا سلسلہ بھی بند کر دیا ہے۔

سابقہ مارشل لاء کے ادوار گواہ ہیں کہ چند افراد کا یہ اقدام فوج کی بحیثیت ادارہ نیک نامی میں اضافے کا باعث نہیں بنا۔ جو کل مارشل لاء کی دعائیں مانگ رہے تھے اور

BC
dufans.com

آج فوجی اقدام کی بڑھ چڑھ کر حمایت کر رہے ہیں اور اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں جب انہیں ان کی حمایت کی معقول قیمت نہیں ملے گی تو یہ دوسروں سے زیادہ زوردار آواز میں مخالفت کریں گے، کیچڑ اچھالیں گے اور اپنے آپ کو جمہوریت پسند ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ مفاد پرست عناصر محض اپنی دال روٹی کا بندوبست کرنے کیلئے سابقہ حکومت کی برائیاں اور فوجی اقدام کی تائید و تحسین کر رہے ہیں۔ انہیں ملک و قوم کے مفاد سے نہ پہلے غرض تھی نہ اب ہے۔ اس لئے جنرل پرویز مشرف اور ان کے ساتھیوں کو ان کی داد و تحسین سے متاثر ہو کر موجودہ عبوری اور عارضی نظام کو طول دینے کے بارے میں ایک لمحہ کیلئے بھی نہیں سوچنا چاہئے اور ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ جس قدر جلد ممکن ہو ملک کا سیاسی نظام اہل، باصلاحیت، دیانتدار، محب وطن، خدمت خلق کے جذبہ سے معمور، عوام کا اعتماد رکھنے والے، صاف شفاف ماضی کے حامل افراد کے سپرد کر کے پاک فوج اپنے اصل فرائض کی طرف متوجہ ہو جائے۔ انہیں کسی صورت میں کسی بدکردار خاتون و مرد کو اس عارضی سیٹ اپ کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دینا چاہئے جس کی شہرت یا پاکستان کے حوالے سے ٹریک ریکارڈ اچھا نہیں۔

اس عبوری عرصہ میں کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ فوری احتساب یا معاف کیجئے جلاب کے بعد سسٹم میں موجود ان خرابیوں کو دور کرنے کیلئے قومی اتفاق رائے پیدا کیا جائے جن کی وجہ سے ہر حکمران مطلق العنان آمر مطلق بننے کی کوشش کرتا ہے اور نہ صرف اپنے زوال کو دعوت دیتا بلکہ جمہوری نظام اور ملک کو بھی بدنام کرتا ہے۔ اس طرح انتخابات صرف رسہ گیر، قرضہ خور، مفاد پرست، بھتہ مافیا، دیانتدار سیاسی کارکن کیلئے ان میں حصہ لینا ممکن ہی نہیں رہتا۔ پولیس، انتظامیہ، مقننہ حتیٰ کہ عدلیہ بھی اس مافیا کے ہاتھوں یرغمال بن چکی ہے اور وہ جو چاہتا ہے کر گزرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر قوم

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

کے تمام طبقات کا تعاون حاصل کر کے موجودہ ریاستی ڈھانچے اور آئینی و قانونی نظام کو اس قابل بنادیا جائے کہ آئندہ نہ تو کوئی حکومت راہ راست سے بھٹکنے پائے نہ ریاستی اداروں کے مابین محاذ آرائی کی نوبت آئے اور نہ فوج کو خواہ مخواہ سیاسی دلدل میں پھنسنا پڑے تو یہ قوم کے حق میں ہوگا۔

ظاہر ہے کہ ان خرابیوں کو دور کرنے اور جمہوری نظام کو دوبارہ پٹڑی پر ڈالنے کیلئے سیاستدانوں کو بھی اپنا مثبت کردار ادا کرنا ہوگا۔ وہ اقتدار میں حصہ دار بننے کیلئے ہمہ وقت تیار ہوتے ہیں۔ اب انہیں جمہوریت کی بحالی اور استحکام کیلئے اپنا کردار بھی حب الوطنی کے جذبے سے ادا کرنا چاہئے اور جو کام وہ اپنے اپنے ادوار میں تعصبات اور سیاسی مصلحتوں کی وجہ سے نہیں کر سکے، عبوری عرصہ کو مختصر کرنے کیلئے سرانجام دیں۔ اس ضمن میں مسلم لیگ کا کردار سب سے اہم ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق میاں نواز شریف کو لاہور لایا گیا ہے جس کا مطلب یہ لیا جارہا ہے کہ انہیں اپنے والد گرامی سے صلاح مشورہ کا موقع فراہم کیا جارہا ہے جبکہ مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر محمد اعجاز الحق نے مبینہ طور پر صدارت سنبھال کر اجلاس بلالیا ہے۔ مسلم لیگ کو سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا ہوگا اور قومی مفاد، جمہوریت کے مستقبل کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ کوئی بھی عاجلانہ، جذباتی اور گروہی مفادات پر مبنی فیصلہ نقصان دہ ہوگا۔ فوج کے سربراہ نہ تو ملک کو کسی غیر یقینی صورتحال کے حوالے کر سکتے ہیں اور نہ اپنے آپ کو پھر کسی آزمائش میں ڈالنے پر تیار ہوں گے لیکن آخری ذمہ داری بہرحال انہی کی ہے کیونکہ انہوں نے چیف ایگزیکٹو کے طور پر ملک کا انتظام وانصرام سنبھال کر ان خرابیوں کو دور کرنے کا ذمہ لیا ہے جو عرصہ دراز سے ہماری قومی زندگی کا حصہ بن چکی ہیں اور انہیں دور کرنے کا سابقہ حکومت نے دعویٰ کیا مگر ناکام رہی۔

موجودہ عبوری انتظام جس قدر جلد بحالی جمہوریت کی راہ ہموار کرے گا اس کی

نیک نامی میں اضافہ ہوگا اور یہ ثابت ہوگا کہ فوج واقعی اپنے اصل پیشہ وارانہ فرائض کی ادائیگی سے دلچسپی رکھتی ہے، اس کے کوئی سیاسی عزائم نہیں اور وہ سیاستدانوں بالخصوص حکمرانوں کی حماقتوں کی وجہ سے حکومتی فرائض سنبھالتی ہے۔ اب بھی تمام بزرگ فہم و فراست کے مالک تجربہ کار سیاستدانوں کو آئین، اسمبلیوں، سینٹ کی بحالی کیلئے کوئی قابل عمل لائحہ عمل فوجی قیادت کے سامنے پیش کرنا چاہئے کیونکہ اس نے جمہوری اداروں کو ماضی کے مارشل لاؤں کی طرح ختم کرنے کے بجائے معطل کر کے ایک بار پھر یہ عندیہ ظاہر کیا ہے کہ وہ سیاسی و جمہوری نظام کی بساط لپیٹنے اور طویل عرصہ تک برسر اقتدار رہنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی۔ لیکن اگر سیاستدان اپنی ضد دھرمی، عاقبت نااندیشی کی وجہ سے کسی اور نام پر اس کی ترغیب دیں تو یہ ملک و قوم کی بدقسمتی ہوگی۔ اتفاق سے صدر مملکت اپنے منصب پر برقرار ہیں۔ سابقہ [illegible] معلوم نہیں ان کے بزرگانہ مشوروں پر کان دھرتی تھی یا نہیں؟ کیونکہ اس کے پاس دائیں بائیں اور پیچھے عقل کل لوگوں کی بہتات تھی۔ مگر موجودہ انتظامیہ کو ان کی رہنمائی اور مشاورت سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہئے غالباً اسی لئے انہوں نے اپنے عہدے پر برقرار رہنا پسند کیا ہے۔ صدر رفیق تارڑ اور چیف ایگزیکٹو پرویز مشرف کو لازمی طور پر عام آدمی کو ریلیف دینے اور ان کے روٹی روزگار کا مسئلہ حل کرنے کی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ اتفاق سے دونوں کا تعلق متوسط طبقے سے ہے اور فوج بھی اسی طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے وہ عام شہری کے مسائل سے واقف ہیں اور انہیں حل کر کے ہی یہ ثابت کیا جاسکتا ہے کہ محض دو افراد کی لڑائی کسی تبدیلی کا باعث نہیں بنی بلکہ ملک کی مجموعی صورتحال اور قوم کے بنیادی مسائل کی وجہ سے تضادات نے جنم لیا جو ایک ماورائے آئین تبدیلی کا ذریعہ بن گئے۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

روزنامہ پاکستان نے 14/ اکتوبر کو "آزمائش کی گھڑی" کے عنوان سے ایک اداریے میں لکھا۔

اکتوبر کی بارہ تاریخ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں اس حوالے سے یاد رکھی جائے گی کہ سہ پہر کے چند گھنٹوں کے دوران جو مناظر دیکھنے کو ملے، انہیں دیکھنے کی تمنا کسی دل میں نہیں تھی۔ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے اپنا آئینی اختیار استعمال کرتے ہوئے آرمی چیف جنرل پرویز مشرف کو ان کے عہدے سے ہٹادیا اور ان کی جگہ آئی ایس آئی کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین کو جنرل کے عہدے پر ترقی دے کر بری فوج کا نیا سربراہ مقرر کر دیا۔ جنرل پرویز مشرف سری لنکا میں تھے اور وہاں سے واپس وطن آ رہے تھے۔ آرمی ہیڈ کوارٹرز میں فوجی کمانڈروں کا ایک اجلاس طلب کیا گیا، اور 10ویں کور کے کمانڈر کو یہ کام سونپا گیا کہ وہ وزیر اعظم ہاؤس، ایئرپورٹ، ٹیلی ویژن اور ریڈیو کی عمارات کو محاصرے میں لے لے۔ فوجی افسروں نے جنرل پرویز مشرف کی برطرفی کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور نئے سربراہ جنرل ضیاء الدین اپنا منصب سنبھالنے کے لئے جی ایچ کیو میں پہنچ نہ پائے۔

رات گئے اعلان ہوا کہ جنرل پرویز مشرف ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر قوم سے خطاب

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

کریں گے۔اس کے ساتھ ہی بتایا گیا کہ نواز شریف حکومت کو برطرف کردیا گیا ہے۔
جنرل پرویز مشرف نے بہت رات گئے بلکہ یوں کہیے کہ نیا دن شروع ہونے کے بعد چند منٹ کے لئے بزبان انگریزی خطاب کیا، جس میں پانے نقطہ نظر سے صورت حال کاایک سرسری سا تذکرہ تھا، اور تفصیلی اعلان کے لئے انتظار کرنے کو کہا گیا تھا۔

ان چند گھنٹوں کے واقعات جب غیر ملکی ٹیلی ویژن نے دکھائے تو ہر پاکستانی کا دل خون کے آنسو رویا......اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ بھی ہونا تھا، یہ بھی ہو سکتا تھا، کسی طور اس کا یقین نہ آرہا تھا......اے کاش، یہ سب کچھ نہ ہوتا......اے کاش، وزیر اعظم اور آرمی چیف کے درمیان اعتماد کا رشتہ قائم رہتا۔

پاکستان میں فوج نے کئی بار نظم و نسق سنبھالا ہے۔ 1958ء میں اکتوبر ہی کے مہینے میں جنرل محمد ایوب خان نے پاکستان میں پہلا مکمل مارشل لاء لگایا تھا۔ اس وقت انہیں یہ "حکم" صدر پاکستان میجر جنرل سکندر مرزا نے دیا تھا۔ 1969ء میں جنرل محمد یحییٰ خان نے اقتدار سنبھالا تو انہیں بھی اس وقت کے صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کی "درخواست" موصول ہوئی تھی۔ 1977ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے مختلف حالات میں اقتدار سنبھالا، ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے جن انتخابات کا انعقاد کیا تھا، ان میں وسیع پیمانے پر دھاندلی کا ارتکاب ہوا تھا۔ اس پر ان کے مخالف پاکستان قومی اتحاد نے احتجاجی تحریک چلائی، انتظامیہ بے بس اور مفلوج ہو کر رہ گئی۔ بھٹو صاحب کو مذاکرات کی میز پر انتخابات کالعدم قرار دینے کا مطالبہ ماننا پڑا۔ نئے انتخابات کی نگرانی کے لئے عبوری ڈھانچے کی تشکیل پر سمجھوتہ نہ ہو سکا، تو جنرل ضیاء الحق نے اقتدار سنبھال لیا۔ بعد میں سپریم کورٹ نے نظریہ ضرورت کے تحت اس کی توثیق بھی کردی۔

جنرل پرویز مشرف نے جن حالات میں کارروائی کی ہے، وہ گزشتہ تینوں مارشل لاؤں سے مختلف ہیں۔ نہ تو انہیں صدر پاکستان نے "حکم" دیا نہ ہی کسی احتجاجی

تحریک نے انتظامیہ کو مفلوج اور بے بس کر رکھا تھا۔ جنرل پرویز مشرف کی ان کے منصب سے علیحدگی کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ سیاسی اور فوجی قیادت کے درمیان اختلافات نے یہ رخ اختیار کیا کہ دستور سے انحراف کا راستہ کھول لیا گیا۔ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا کہ تازہ اقدام کی تفصیل کیا ہے اور اس نے کس کس ادارے کو کہاں کہاں متاثر کیا ہے۔ ممکن ہے جب یہ سطور پڑھی جا رہی ہوں، صورت حال واضح ہو چکی ہو۔ ذہنوں میں بہت سے سوالات ابھر رہے ہیں، لیکن کسی کا جواب نہیں مل رہا۔ نواز حکومت کو کس اختیار سے ختم کیا گیا ہے، صدر پاکستان کہاں ہیں، ان کی حیثیت کیا ہے، اور کس قانونی ڈھانچے کو بنیاد بنا کر مختلف اقدامات کئے جا رہے ہیں۔

افواج پاکستان کا وقار اور احترام ہر پاکستانی کو عزیز ہے، ہر شخص کی خواہش ہے کہ ان کی آن پر کوئی حرف نہ آئے، اور یہ قومی ادارہ وطن عزیز کی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کا فرض ادا کرتا رہے۔ کوئی بڑے سے بڑا ادارہ بڑے سے بڑا شخص بھی دستور سے بالاتر نہیں قرار دیا جا سکتا۔ پاکستان کو دستور سازی کے تجربے بہت مہنگے پڑ چکے ہیں، جنرل مرحوم یحییٰ خان نے نیا دستور بنانے کا جو بیڑا اٹھایا تھا، اس کے نتیجے میں ملک دو لخت ہو گیا۔ یہی وجہ تھی کہ جنرل ضیاء الحق نے بھی دستور کی تنسیخ کا لفظ منہ سے نہیں نکالا۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا نفسیاتی طور پر دستور کی موجودگی کا احساس دلائے رکھا ......اور یوں بہت کچھ کھونے کے باوجود بہت کچھ بچا لیا گیا۔

پاکستان کو کسی نئے دستوری تجربے سے محفوظ رکھنا آج بھی ضروری ہے اس لئے جو کچھ ہوا ہے، اسے جلد از جلد بھول کر معاملات کو دستور کی پٹری پر چڑھانا چاہئے۔ اور سیاسی اداروں کی بقاء اور استحکام کا فریضہ ادا کیا جانا چاہئے۔

پاکستان جمہوری عمل کے ذریعے قائم ہوا تھا، اسے جمہوری عمل ہی کے ذریعے قائم رکھا اور توانا بنایا جا سکتا ہے۔ یہ بدقسمتی کی بات ہے کہ پاکستان کے سیاستدانوں نے

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

ماضی کے تجربات سے سبق حاصل نہیں کیا۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے شوق میں وہ جمہوری عمل کی افادیت کو نظرانداز کرنے کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ پاکستان چند سیاستدانوں کا نام نہیں ہے، یہ چودہ کروڑ عوام کا ملک ہے اور اللہ تعالیٰ کی حاکمیت ان ہی کے ذریعے بروئے کار لائی جا سکتی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اس آزمائش کی گھڑی میں ہر شخص اور ادارہ (جس میں سپریم کورٹ بھی شامل ہے) ذاتی خواہشات اور مفادات سے اوپر اٹھ کر صرف اور صرف قومی مفاد کو ملحوظ خاطر رکھے۔ پاکستان اس وقت معاشی اور خارجی مشکلات میں گھرا ہوا ہے، ان کا مقابلہ کرنے کے لئے نظم اور حوصلے کی ضرورت ہے۔ اتحاد اور طاقت کی ضرورت ہے۔ مختلف اداروں کے درمیان یک جہتی اور ہم آہنگی ہی سے ہم آگے بڑھ سکتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کی حفاظت فرمائے، اور اس کے ذمہ داران کو وہ سلیقہ اور طریقہ عطا فرمائے کہ جس کے ذریعے وہ مصائب کو کم کریں، ان میں اضافے کا سبب نہ بن جائیں۔

بار بار کے مارشل لاؤں نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جمہوریت کے بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا۔ ہر مارشل لا نے اپنی منزل جمہوریت کی بحالی ہی کو قرار دیا ہے۔ جب منزل یہ ہے تو پھر الف بے سے کام کیوں شروع کیا جائے؟ ہم کب تک پہلی جماعت کا قاعدہ دہراتے رہیں گے۔

○

15/اکتوبر کے اداریے میں جناب مجیب الرحمن شامی نے "دانش کا تقاضا" کے عنوان سے لکھا۔

پاکستان فوج کے ترجمان نے ایک غیر ملکی نشریاتی ادارے کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا

ہے کہ مارشل لاء نہیں لگایا جائے گا۔ آئین بالکل ٹھیک حالت میں کام کر رہا ہے، اس کو بالکل نہیں چھیڑا جائے گا۔ عدالتیں اپنا کام کر رہی ہیں، لوگوں کو انصاف مل رہا ہے، اس میں رکاوٹ نہیں ڈالیں گے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ بری فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف نے صدر محمد رفیق تارڑ اور مسلم لیگ سمیت متعدد سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں سے ملاقات کی ہے، ان ملاقاتوں کا مقصد نئے سیاسی سیٹ اپ کے لئے اتفاق رائے حاصل کرنا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ نواز شریف کو ہٹانے کے لئے پہلے سے طے شدہ کوئی منصوبہ نہیں تھا، جو کچھ ہوا، وہ اچانک ہوا، فوج نے تقسیم ہونے سے انکار کر دیا، اور جنرل پرویز مشرف کی برطرفی کے بعد ان کی حمایت میں متفقہ موقف اختیار کیا۔

ترجمان کے اس اظہار خیال میں اطمینان کا پہلو یہ ہے کہ مارشل لاء نہ لگانے کا واضح الفاظ میں اعلان کر دیا گیا ہے۔ بات آگے بڑھانے سے پہلے اگر یہ عرض کر دیا جائے تو نامناسب نہیں ہو گا کہ اس طرح کا پالیسی بیان دینے کیلئے قومی ذرائع ابلاغ کا انتخاب کیا جاتا تو بہتر ہوتا۔ غیر ملکی اداروں کے سامنے جب دل کھول کر رکھا جاتا ہے، اور ان کے ذریعے پاکستانی عوام کو اپنے مستقبل کے بارے میں فیصلوں کی اطلاع ملتی ہے، تو غیر ملکی ذرائع کی اہمیت، وقعت اور گریڈ پبلسٹی ان کی نگاہ میں بڑھتی ہے، اور ملکی اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کو اپنے "دیسی پن" کا سا احساس ہوتا ہے۔ پاک فوج کے معزز ترجمان غیر ملکی نشریاتی اداروں سے خود بھی شاکی رہتے ہیں، اور ان کی جانبدارانہ رپورٹنگ کے واقعات بیان کرتے رہتے ہیں۔ امید ہے وہ آئندہ قومی ذرائع ابلاغ کی نفسیاتی دل شکنی سے گریز فرمائیں گے...... بہر حال اصل موضوع یہ ہے کہ مارشل لاء سے گریز کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس پر اطمینان کا اظہار کیا جائے گا اور قوم کی اجتماعی ذہانت ایک نئی کشمکش کا شکار ہونے سے محفوظ ہو جائے گی۔

ایک اہم بات یہ ہے کہ 12 اکتوبر کے واقعات کو ایک اچانک حادثے کے طور پر

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

fans.com

بیان کیا جا رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر جنرل پرویز مشرف کو برطرف نہ کیا جاتا، تو فوجی قیادت بھی جوابی کارروائی نہ کرتی، اور وزیر اعظم کو برطرف کرنے کی نوبت نہ آتی۔ معاملہ اگر اتنا ہی ہے اور اچانک رد عمل تک محدود ہے، تو پھر اسے یہیں تک رکھا جانا چاہئے۔ فوجی قیادت نے ابھی تک بڑی احتیاط سے زبان کھولی ہے، یہ احتیاط اب بھی برقرار رہنی چاہئے اور جو سیاستدان اور مخبر قسم کے دانشور معاملات کو الجھانا، اور فوجی قیادت کا رخ کسی خاص جماعت، افراد یا گروہ کے خلاف موڑنا چاہتے ہیں، ان سے محتاط رہنا چاہئے۔ بعض ایڈیٹر اور قلم کار ایسے بھی ہیں جو اپنے قارئین کو فوج کی قربت کا تاثر دے کر انت شنت افواہیں اڑا رہے ہیں، اور ذاتی مفادات کے لئے رائے عامہ کو ورغلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان سے ہوشیار بلکہ خبردار رہنے کی ضرورت ہے۔

پاک فوج ہمارا قومی اثاثہ ہے، کوئی محب وطن اس کو بحیثیت ادارہ نقصان پہنچانے کا تصور نہیں کر سکتا۔ اس کا اتحاد اور وقار ہر قیمت پر برقرار رہنا چاہئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ فوج قومی سیاست میں فریق نہ بنے۔ معاملات کو سدھارنے اور سنبھالنے کیلئے کردار ادا کرے۔ 12 اکتوبر کے حادثے کے اثرات کو اسی طرح سمیٹا جائے جس طرح حادثات کے اثرات کو سمیٹا جاتا ہے۔

ہم کسی نکتہ طرازی یا نکتہ آفرینی میں مبتلا نہیں ہونا چاہتے، نہ ہی بال کی کھال اتارنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں۔ جو کچھ تاریخ میں درج ہو چکا، اس پر بحث جاری رہے گی، اور اس کی ذمہ داری کا تعین بھی کیا جاتا رہے گا...... ہماری خواہش اور گزارش تو صرف یہ ہے کہ آگے کی طرف دیکھیں، اور قومی زندگی کی شیرازہ بندی کریں۔ سیاسی جماعتیں اور سیاسی ادارے بھی قوم کی متاع ہیں۔ انہیں بھی برسوں کی جدوجہد سے بنایا جاتا ہے، ان کی حیثیت معاشرے کے اندر پلوں کی سی ہوتی ہے۔ ان ہی کے ذریعے کوئٹہ سے پشاور اور لاہور سے کراچی کا راستہ ہموار رہتا ہے۔ ان اداروں کی تباہی بالآخر

معاشرے کو تقسیم کر دیتی اور اس کے درمیان دیواریں اٹھا دیتی ہے۔

پیپلز پارٹی اس ملک کی ایک بڑی سیاسی جماعت تھی، بہت سے نشیب و فراز سے گزرنے کے باوجود بھی یہ قومی سوچ کے حامل افراد کا ایک گروہ ہے، اور اس لحاظ سے اس کا دم غنیمت ہے۔ مسلم لیگ بھی ایک بڑی سیاسی جماعت ہے۔ آج اس کی جڑیں پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہیں، لوگوں کی کثیر تعداد اس کے ساتھ ہے۔ اس لئے اس کا تحفظ اور بقاء بھی ضروری ہے، اور قومی سیاست میں اس کا کردار (غیر فطری انداز سے) کم کرنے کی کوشش کے اثرات جسد سیاست کے لئے مثبت نہیں ہو سکتے۔

اگر ہم پیچھے مڑ کر دیکھیں تو آج کم و بیش وہ کیفیت نظر آتی ہے جو وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کی برطرفی کے وقت تھی۔ اس وقت کے سیاسی رہنماؤں نے سیاسی عمل جاری رکھنے کو ہر شے پر اولیت دی تھی، اور ایک نئے منظر کی تشکیل میں شریک ہو گئے تھے۔ آج بھی بنیادی ضرورت سیاسی عمل کی حفاظت کرنے کی ہے۔ جناب محمد رفیق تارڑ جیسے آئین اور قانون کے سمندروں کے شناور صدر پاکستان ہیں، توقع ہے کہ حالات کو زیرکی سے سنبھالنے کے لئے ان کی کوششیں بار آور ہوں گی۔ ہماری فوجی قیادت سے ان کا موثر رابطہ نیک فال ہے۔ ویسے بھی جب دستوری انحراف کی وجہ معزول وزیر اعظم صرف ایک فیصلہ ہے، تو پھر اس کے اثرات کو بھی اس تک محدود کر دینا ہی دانش کا تقاضا ہے۔

○

16 اکتوبر کو روزنامہ پاکستان نے "ایمر جنسی کے بعد" کے عنوان سے اداریہ میں لکھا۔

فوجی کمانڈروں کے ساتھ گھنٹے سے زائد جاری رہنے والے طویل اجلاس کے بعد رات ایک بجے جنرل پرویز مشرف کو چیف ایگزیکٹو بنانے کا نوٹیفکیشن جاری ہو گیا۔ وہ

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

اب عملاً ملک کے وزیر اعظم بن چکے ہیں۔ ملک میں ہنگامی حالت کا اعلان کر دیا گیا ہے، دستور پاکستان اور اس کے تحت قائم منتخب ادارے معطل قرار پائے ہیں۔ عدلیہ کے اختیارات بھی محدود کر دیے گئے ہیں۔ کسی عدالت کو چیف ایگزیکٹو کے کسی حکم کے خلاف کوئی حکم جاری کرنے کا اختیار نہیں ہو گا۔ صدر مملکت البتہ اپنے عہدے پر برقرار رہیں گے، اور چیف ایگزیکٹو کے مشورے کی پابندی کرتے ہوئے اپنا کام جاری رکھ سکیں گے۔

اگرچہ مارشل لاء نافذ کرنے کا اعلان نہیں کیا گیا، لیکن ایمرجنسی سے مارشل لا کا کام لے لیا گیا ہے۔ اس سے پہلے جب بھی فوج نے اقتدار سنبھالا آئینی ادارے فی الفور کالعدم قرار دے دیے گئے تھے، اس بار انہیں معطل کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ آئندہ کیا ہو گا، یہ ادارے سانس لے سکیں گے یا انہیں قبرستان کے سپرد کر دیا جائے گا، یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔

جو کچھ ہو چکا ہے، اس پر طرح طرح کے تبصرے آ چکے ہیں، یہ تبصرے آتے بھی رہیں گے، ہر شخص اپنی خواہش اور ضرورت کے مطابق اپنی رائے کا اظہار کرتا رہے گا، اور جب اس کی ضروریات بدلیں گی، وہ اپنی رائے اسی طرح تبدیل کرلے گا جس طرح طوطا آنکھیں بدلتا ہے۔ اس ملک میں یہ منظر دیکھا جا چکا ہے کہ جنرل ضیاء الحق کی آمد پر حلوے کی دیگیں پکانے اور انہیں کھانے والے، اور ان کی وزارتوں کا حلف اٹھانے والے بھی ان کے مارشل لاء کو بلاجواز قرار دینے لگ گئے تھے۔

پاکستان میں ہر آنے والے حکمران کے پاس (خواہ وہ منتخب ہو یا غیر منتخب) مہلت عمل محدود ہوتی ہے۔ اگر وہ اس دوران ایسے اقدامات کر گزرے جن سے اس کے الفاظ اور اس کی ذات پر لوگوں کا اعتماد پختہ ہو جائے تو وہ مشکلات کے پہاڑوں کو سر کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ بھی کان نمک میں نمک کی طرح مل جائے تو پھر اس کا وجود اور

s.com

عدم وجود برابر ہو جاتے ہیں۔

پاکستان اس وقت اپنی تاریخ کے مشکل ترین حالات سے گزر رہا ہے۔ اس کی معاشی حالت دگرگوں اور ساکھ داؤ پر ہے، سرد جنگ کے خاتمے کے بعد نہ امداد میسر رہی ہے اور نہ آنکھیں بند کر کے قرضے دینے والے موجود ہیں۔ کرپشن کی دیمک ہمارے وجود کو الگ چاٹ رہی ہے۔ قومی دولت بیرون ملک لوٹ کر لے جانے والے بھی دندناتے پھر رہے ہیں، اور قرضے ہڑپ کرنے والے بھی ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی گزار رہے ہیں۔

سماجی زندگی تتر بتر ہے، اور قومی وسائل پر مٹھی بھر افراد کا قبضہ ہے۔ اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے۔ ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہو گی جو طول طویل ایجنڈے کو قومی مفاد کا تقاضا قرار دیں گے، اور اپنی اپنی "شاپنگ لسٹ" پرجوش اور نڈر جرنیل کے ہاتھ میں تھمانے کی کوشش کریں گے۔ فوجی حکمران کو ان سے ہوشیار رہنا ہو گا، اور ماضی کو ہر وقت سامنے رکھنا ہو گا، تاکہ اس سے سبق حاصل کیا جا سکے۔

یہ زمانہ جمہوریت اور عوامی رائے کے احترام کا ہے۔ قوم کو اس کے منتخب اداروں سے مستقل طور پر نہ تو محروم کیا جا سکتا ہے، نہ محروم رکھا جا سکتا ہے۔ یہ یاد رکھا جائے کہ کسی بھی ملک میں ایک دن مثالی جمہوریت نہ تو کبھی قائم ہوتی ہے، نہ ہو سکتی ہے۔ اس کیلئے کئی مراحل اور تجربات سے گذرنا پڑتا ہے۔ ایثار اور قربانی کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے۔ ہم ان کالموں میں بار بار یہ بات لکھ چکے ہیں کہ جمہوریت اقلیت پر اکثریت کے تسلط کا نام نہیں ہوتی اس میں 51 فیصد کو انتظام چلانے کا حق تو مل جاتا ہے، اپنی مرضی چلانے کا نہیں۔ 49 فیصد کی رائے کو نظر انداز کر کے معاملات کو کبھی ہموار نہیں رکھا جا سکتا۔

جنرل پرویز مشرف کو بھی جمہوریت کی منزل پر ہر دم نگاہ رکھنا ہو گی۔ گروہی یا

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

شخصی مفادات کے اسیروں کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے قومی ترجیحات کو اولیت
دینا ہوگی۔ گروہی یا شخصی مفادات کے اسیروں کی طرف متوجہ ہونے کے بجائے قومی
ترجیحات کو اولیت دینا ہوگی۔ ایمرجنسی نافذ کر کے اختیارات خود سنبھالنے کا جو فیصلہ
انہیں کرنا پڑا، اس کے بعد واقعات کی دلدل بھی لپیٹ میں لے سکتی ہے۔ خدانخواستہ
ایسا ہوگیا تو وہ چاہیں بھی تو آگے نہیں بڑھ سکیں گے۔ ان کی توجہ ادھر ادھر مرکوز ہو
کر رہ سکتی ہے۔ ایسے میں ضروری ہے کہ وہ اپنے آئندہ پروگرام کو واضح شکل دیں۔ جو
کچھ انہیں کرنا ہے اسے طے کر لیں اور جو کچھ نہیں کرنا ہے، اسے بھی طے کر لیں۔
گرے ہوئے دودھ کو دوبارہ بالٹی میں نہیں ڈالا جاسکتا لیکن گرے ہوئے چاولوں کو
بہرحال اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔ سیاسی عمل کو محدود کرنے کے بجائے اسے بحال کرنے اور
پھر ہموار رکھنے کے تقاضوں کو اولین ترجیح دے کر ہی ان خطرات کا سامنا کیا جاسکتا ہے
جو ہمارے تعاقب میں ہیں۔

○

17اکتوبر کو روزنامہ پاکستان نے "جناب صدر کا کردار" کے عنوان سے اداریہ لکھا۔

12اکتوبر کے حادثے کے بعد آئین معطل ہو چکا، عوام کے منتخب اداروں کو کام
کرنے سے روک دیا گیا، اور چیف آف آرمی سٹاف نے چیف ایگزیکٹو کے اختیارات
سنبھال لئے، لیکن جناب محمد رفیق تارڑ ایوان صدر میں موجود ہیں۔ آرمی چیف سے ان
کی تفصیلی ملاقات ہو چکی ہے، اس میں ان دونوں کے درمیان کوئی موجود نہیں تھا، اس
لئے کہا نہیں جاسکتا کہ کس نے کیا کہا، ماضی کا تذکرہ کس طرح ہوا، اور مستقبل کے
بارے میں کیا اندازے لگائے گئے۔ یہ بات بہرحال سامنے کی ہے کہ صدر پاکستان نے
کی جذباتی ردعمل سے گریز کیا ہے اور حالات کا سنجیدگی سے جائزہ لے کر قوم کو

موجودہ مشکل سے نکالنے کے لئے کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جناب صدر پر
اگرچہ کوئی پابندی نہیں ہے، اس کے باوجود انہوں نے اپنی خلوتوں میں دوسروں کو
شریک نہ کرنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ سیاسی (بلکہ غیر سیاسی بھی) ملاقاتوں اور گفتگوؤں
کے دروازے خود ہی بند کر لئے ہیں، تاکہ غلط فہمیاں نہ پھیل سکیں، اور شوشے اٹھائے
اور اڑائے نہ جاسکیں۔

جناب صدر پاکستان اس وقت واحد شخص جو منتخب بھی ہیں، اور اپنے فرائض بھی
ادا کر رہے ہیں۔ قوم کے سنجیدہ حلقوں کو ان سے بڑی توقعات قائم ہو رہی ہیں۔ یہ
خیال عام ہو رہا ہے کہ مستقبل کی صورت گری میں ان کا کردار بھی ہوگا، اور گاڑی کو
دوبارہ پٹڑی پر چڑھانے میں ان کی پرزور کوششیں شامل ہوں گی۔ صدر پاکستان کی
زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہے۔ وہ ان افراد میں سے ہیں جنہوں نے ایک ایک لمحہ
تقوٰی اور احتیاط سے گزارا ہے۔ ان کا دامن الحمدللہ ایک بھی ناجائز پیسے کی آلودگی سے
داغدار نہیں ہے۔ چند مرلے زمین جو انہیں وراثت میں ملی تھی، وہ بھی انہوں نے
ایک تعلیمی ادارہ قائم کرنے کے لئے، کسی معاوضے کے بغیر حکومت کو دے دی ہے۔
ایک وکیل کے طور پر بھی، اور ایک جج کے طور پر بھی ان پر کوئی شخص انگلی نہیں اٹھا
سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شان سے صدر بننا ان کے نصیب میں لکھا تھا کہ اے این پی کے
نمائندوں نے ان کے کاغذات نامزدگی پیش کئے اور چھوٹے اور بڑے تمام صوبوں اور
اکثر صوبائی جماعتوں نے بھی ان کی ذات پر اعتماد کا اظہار کیا۔ تمام صوبائی اسمبلیوں میں
انہوں نے اکثریت حاصل کی، اور سینٹ اور قومی اسمبلی میں بھی ریکارڈ ووٹ حاصل
کئے۔ ووٹوں کی تعداد کے اعتبار سے سابق صدور میں سے کوئی بھی ان کے مقابل نہیں
ٹھہرتا۔ فاروق لغاری تو بلوچستان اور سرحد کی اسمبلیوں میں اکثریت ہی حاصل
نہیں کر پائے تھے، غلام اسحٰق خان کے ووٹ بھی ان سے کم رہے تھے۔ اس لئے آج

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

اقتدار کے ایوانوں میں عوام کی نمائندگی کا جو حق جناب محمد رفیق تارڑ کو حاصل ہے، اس میں کوئی دوسرا شرکت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

یہ بات اطمینان اور مسرت کی ہے کہ افواج پاکستان نے عوامی نمائندگی اور پاکستان کی سالمیت کے اس نشان کا احترام کیا، اور اس کے تجربے اور صلاحیت سے فائدہ اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ نئے چیف ایگزیکٹو فوج کے نمائندے ہیں، جناب تارڑ اور وہ ہم قدم ہوں گے تو بجا طور پر کہا جاسکے گا کہ عوام اور فوج ہم قدم ہیں، اور ہم سفر ہیں۔

ہمارے جانباز اور نڈر فوجی کمانڈروں نے جو قدم اٹھالیا ہے (اور خود ان کے بقول رد عمل میں اور وقتی اشتعال اس کا سبب بنا ہے) اس کا اٹھانا بھی اگرچہ بہت مشکل تھا لیکن اس کے اثرات کو سمیٹنا اور محدود کرنا تو مشکل تر ہے۔ یہ بھی "شہادت گہہ الفت" میں قدم رکھنا ہے۔ افواج پاکستان کا وقار اور ان کی عزت ہر محب وطن کو عزیز ہے، ہم ان لوگوں میں سے ہیں، جو اپنی عزت کو داؤ پر لگا کر بھی افواج پاکستان کی عزت کی حفاظت کرنا اپنا قومی فریضہ سمجھتے ہیں۔ یہی احساس ہمیں بار بار خطرات کی نشاندہی کرنے اور ان پر قابو پانے کیلئے چوکس ہو جانے کی اہمیت واضح کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

آج جو لوگ طرح طرح کے افسانے تراش رہے ہیں اور طرح طرح کی تہمتیں گھڑ رہے ہیں، فوجی دربار میں نمبر بنانے کی کوشش میں پرانی حکومت میں سے ہر قسم کی کیڑے (ڈال کر) نکالنے میں لگے ہوئے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

جو جماعتیں دو حلقہ ہائے انتخابات کے ووٹوں کے برابر بھی ووٹ حاصل نہیں کر پائیں اور جن کے امیدواروں کو انتخابات میں عبرت ناک شکست کا سامنا کرنا پڑا اور جن کے بعض رہنماؤں نے کرپشن اور لوٹ مار کے عالمی ریکارڈ قائم کئے، ان کے مشوروں اور تجزیوں پر دھیان دینے کی نہیں، ان کی طرف سے آنکھیں اور کان بند کرلینے کی ضرورت ہے۔ فوجی قیادت روزمرہ کے معاملات میں نہ الجھے، دور رس اثرات کے

بنیادی فیصلے کرے اور جلد از جلد کرے۔ کوئی مسئلہ بھی لٹکانے سے یا دیر کرنے سے حل نہیں ہوتا۔ تیزی سے اقدامات کرنا ہوں گے اور پھر تیزی سے جمہوری عمل کو بحال کر دینا ہوگا۔ یہ کام جتنی جلدی ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔

جنرل پرویز مشرف، جناب صدر پاکستان کے تجربے، مشاہدے، ارادے اور عوامی نمائندگی کی دولت سے فائدہ اٹھائیں اور صدر پاکستان پر بھی لازم ہے کہ وہ کسی ہچکچاہٹ کا شکار نہ ہوں۔ اپنے چست اور مستعد سپہ سالار کا راستہ دھندلانہ ہونے دیں۔ انہیں مطلب پرستوں اور خوشامدیوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ ان کے حلقے میں کوئی سیاسی ایجنڈا باز داخل نہ ہونے پائے۔ فوج کو عوام سے لڑانے کی کوئی کوشش کامیاب نہ ہو سکے۔ حادثے کے بعد جو کچھ ہوتا ہے، وہ ضرور ہونا چاہئے لیکن اگر ٹانگ کی ہڈی ٹوٹی ہو تو ٹانگ ہی پر پلستر ہوتا ہے، بستر پر لٹائے رکھنے کیلئے نہ دوسری ٹانگ توڑی جاتی ہے، نہ ریڑھ کی ہڈی پر ضرب لگائی جاتی ہے۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

ns.com

نواز شریف حکومت کے پونے تین سال

بد قسمتی سے نواز شریف حکومت کے پونے تین سال کچھ زیادہ خوشگوار ثابت نہیں ہوئے۔ 25 فروری 98ء کو اے این پی نے حکومت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ یہ مسئلہ سرحد کا نام پختون خواہ رکھنے پر کھڑا ہوا تھا۔ اے این پی اور مسلم لیگ کا اتحاد 9 سال سے قائم تھا۔ اس وقت سرحد اسمبلی میں مسلم لیگی ارکان کی تعداد 89 اور اے این پی کے ارکان کی تعداد 32 تھی۔

نومبر 1998ء میں متحدہ نے بھی حکومت سے اختلافات کے باعث اتحاد ختم کر دیا۔ متحدہ کے مطالبات میں معاوضوں کی ادائیگی، کارکنوں کے خلاف جھوٹے مقدمات کی واپسی، نوگو ایریاز کا خاتمہ، ماورائے عدالت قتل کی تحقیقات کے لئے جوڈیشل کمیشن کا قیام وغیرہ بھی شامل تھا۔ حکومت سے متحدہ کے تعلقات میں کئی مرتبہ اتار چڑھاؤ آیا۔ 26 اگست 1998ء کو اختلافات کی بنا پر ایم کیو ایم کے وزیروں اور مشیروں نے استعفیٰ دے کر اتحاد ختم کر دیا لیکن لندن مذاکرات کے بعد دونوں کے درمیان عبوری مدت کا سمجھوتہ طے پا گیا۔ جس پر ایم کیو ایم نے معاہدے پر عملدر آمد

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

کی صورت میں حکومت میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا جس کے نتیجے میں 24/ اکتوبر 98ء کو متحدہ کے تین وزراء نے حلف اٹھایا۔ مگر 28/ اکتوبر کو حکیم سعید کے قاتلوں کے حوالے سے نواز شریف کے بیان پر 29/ اکتوبر کو متحدہ حکومت سے علیحدہ ہوگئی۔

کارگل میں مئی 99ء میں شروع ہونے والی جھڑپوں نے بین الاقوامی مسئلہ کی حیثیت اختیار کرلی تھی جن میں دونوں ملکوں کے متعدد فوجی ہلاک ہوئے تھے اگرچہ مجاہدین نے کارگل میں بالادستی قائم کرلی تھی مگر نواز شریف نے صدر کلنٹن سے واشنگٹن میں (4جولائی) کو مذاکرات کئے جس کے بعد نواز شریف نے مجاہدین سے کارگل سے واپسی کی اپیل کی اور بالاخر دو مہینے سرگرمیاں جاری رہنے کے بعد کارگل کا محاذ خاموش ہوگیا اور مجاہدین نے کارگل خالی کردیا۔ کارگل کے مسئلے پر بھی حکومت اور فوج کے درمیان اختلافات کی اطلاعات ملتی رہیں جن کے مطابق فوج نے حکومت کو اس مسئلے پر اعتماد میں نہیں لیا تھا لیکن پاک فوج کے ترجمان نے سختی سے اس کی تردید کی تھی۔

نواز شریف دور میں 6 جنرل اپنے عہدوں سے مستعفی ہوئے جن میں جنرل علی قلی خان، جنرل خالد انور، ایڈمرل فصیح بخاری، جنرل طارق، ایڈمرل منصور الحق اور جنرل جہانگیر کرامت شامل ہیں۔ ان میں سے 4 جنرلوں نے خود استعفیٰ دیا جبکہ دوسرے جبراً استعفے لئے گئے۔ اگرچہ جنرل پرویز مشرف کو بھی برطرف کیا گیا مگر انہوں نے نواز حکومت برطرف کردی۔ پچھلے ہی دنوں جوائنٹ چیفس آف اسٹاف کمیٹی کے چیئرمین کی حیثیت سے ان کی مدت میں 6/ اکتوبر 2001ء تک توسیع کی گئی تھی۔ اکتوبر 1998ء میں جنرل علی قلی اور جنرل خالد انور نے جنرل پرویز مشرف کو چیف آف آرمی سٹاف بنائے جانے پر احتجاجاً استعفی دیدیا تھا جبکہ ایڈمرل فصیح بخاری نے قبل از وقت ریٹائرمنٹ لے لی تھی۔

نواز حکومت کے دو سال آٹھ ماہ میں پورے ملک میں لسانی اور فرقہ وارانہ دہشت گردی میں تقریباً 2770 افراد ہلاک ہوئے اس عرصے میں 69 دھماکے ہوئے جن میں 137 افراد ہلاک ہوئے دہشت گردی کے واقعات میں سندھ سرفہرست رہا جبکہ پنجاب دوسرے نمبر پر اور سرحد تیسرے نمبر پر رہا صوبہ سندھ میں لسانی فسادات اور دہشت گردی کی وارداتوں میں 1816 افراد بموں کے 21 دھماکوں میں 17 افراد ہلاک ہوئے جبکہ پنجاب اس پورے عرصے میں فرقہ وارانہ دہشت گردی کی لپیٹ میں رہا، فرقہ وارانہ دہشت گردی کی وارداتوں میں کئی اہم شخصیات سمیت 385 افراد ہلاک ہوئے۔

صوبہ سرحد فرقہ وارانہ جھگڑوں سے محفوظ نہیں رہا اور 69/ افراد فرقہ وارانہ فسادات کا شکار ہوگئے۔ پورے ملک میں لسانی اور فرقہ وارانہ دہشت گردی دیگر جرائم کے ساتھ ساتھ زیر حراست ملزمان کو پولیس مقابلے میں ہلاک کرنے کے واقعات میں بہت زیادہ اضافہ ہوا پاکستان کی تاریخ میں سب سے زیادہ خودکشی اور خودسوزی کے واقعات میں اضافہ ہوا۔ صوبہ سندھ جو کئی سالوں سے بدامنی کا شکار تھا نواز شریف حکومت کے پونے تین سال میں دہشت گردی کی شرح میں مزید اضافہ ہوا اور صرف لیاقت جتوئی دور میں 1575ء افراد دہشت گردی کی نذر ہوگئے جبکہ کئی اہم ملکی اور غیر ملکی شخصیات کو بھی نشانہ بنایا گیا جس کی وجہ سے کراچی بین الاقوامی طور پر دہشت گردی کے حوالے سے بہت بدنام ہوا ہلاک ہونے والے اہم شخصیات میں جامعہ بنوری ٹاؤن کے سربراہ اور ان کے رفیق، یونین ٹیکساس کمپنی کے چار امریکی ملازم پی آئی اے کے اعلیٰ افسر حسن موسیٰ اسٹیل ملز کے چیئرمین سجاد حسین، مسلم لیگی رہنما زہیر اکرم ندیم اور حکیم محمد سعید جیسی اہم شخصیات شامل ہیں۔ جب سندھ میں امن وامان کی صورتحال ناقابل برداشت حد تک خراب ہوگئی تو سندھ میں گورنر راج قائم کردیا گیا

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

جس کے بعد صورتحال میں کافی حد تک بہتری آئی لیکن گورنر معین الدین حیدر کو یکایک ہٹا کر ان کی جگہ ایک غیر معروف سیاسی شخصیت ممنون حسین گورنر بنائے گئے ساتھ ہی سید غوث علی شاہ کو بطور مشیر مقرر کر کے انہیں وزیراعلیٰ کے تمام اختیارات سونپ دیئے گئے جبکہ معین الدین حیدر نے غوث علی شاہ کو صوبے میں کوئی بھی سیاسی ذمہ داری دینے سے انکار کر دیا تھا۔

غوث علی شاہ کے آنے کے تین ماہ کے عرصے میں سندھ میں امن وامان کی صورتحال جو بہت عرصے بعد قابو میں نظر آئی تھی دوبارہ خراب ہونا شروع ہو گئی۔ 1992ء کی طرح ایک بار پھر پولیس مقابلے شروع ہو گئے اور غوث علی شاہ کے تین ماہ کے دور میں 30 افراد پولیس مقابلوں میں ہلاک ہوئے واضح رہے کہ 1998ء میں ملک بھر میں 300/ افراد پولیس مقابلوں میں ہلاک کر دیئے گئے۔

29/ اکتوبر 1997ء کو سپریم کورٹ نے 14 ویں آئینی ترمیم پر عملدرآمد معطل کر دیا۔ 4/ نومبر 1997ء کو سپریم کورٹ نے مبینہ طور پر عدلیہ اور چیف جسٹس کا وقار کم کرنے اور تضحیک کا نشانہ بنانے کے خلاف پٹیشن سماعت کیلئے منظور کرتے ہوئے وزیراعظم نواز شریف، وزیر قانون خالد انور، 5/ ارکان پارلیمینٹ تین اخبارات اور چیئرمین پی ٹی وی کو توہین عدالت کے نوٹس جاری کر دیئے۔ 18/ نومبر 1997ء کو قومی اسمبلی نے توہین عدالت ایکٹ 1976ء میں ترمیمی بل کثرت رائے سے منظور کر لیا جس کی رو سے توہین عدالت کے مقدمے میں کسی بنچ کی طرف سے جاری کئے جانے والے شوکاز نوٹس کے حتمی یا عبوری حکم پر متاثرہ شخص کو انٹر کورٹ اپیل کا حق حاصل ہو گیا جس کی سماعت ایک بڑا بنچ کرتا ہے۔ 19/ اکتوبر 1997ء کو سپریم کورٹ نے توہین عدالت کیس میں وزیراعظم نواز شریف کو حاضری سے مستثنیٰ قرار دینے کی درخواست مسترد کرتے ہوئے دوبارہ عدالت میں طلب کر لیا۔ توہین عدالت ایکٹ

شریعت عدالت میں چیلنج کر دیا گیا جبکہ قومی اسمبلی کے منظور کردہ توہین عدالت کے ترمیمی بل پر صدر لغاری نے دستخط نہیں کئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ مشیروں سے مشورے کے بعد فیصلہ کریں گے۔ 20/ نومبر 1997ء سپریم کورٹ کے فل بنچ نے وزیراعظم سمیت 12 ملزموں پر توہین عدالت کی فرد جرم عائد کر دی اور وزیراعظم کو حاضری سے مستثنیٰ قرار دیا۔ 27 نومبر 1997ء کو سپریم کورٹ کے کوئٹہ بنچ نے چیف جسٹس سجاد علی شاہ کو عہدے سے ہٹا دیا اور انہیں بطور جج بھی فرائض کی ادائیگی سے روک دیا جبکہ چیف جسٹس سجاد علی شاہ نے کوئٹہ بنچ کا فیصلہ غیر قانونی قرار دے دیا۔ 28 نومبر 1997ء کو سپریم کورٹ پشاور سرکٹ نے بھی کوئٹہ بنچ کے فیصلے کی توثیق کر دی، ادھر سپریم کورٹ کے پانچ ججوں پر مشتمل بنچ نے کوئٹہ بنچ کا فیصلہ معطل کر دیا جبکہ ان میں جسٹس مامون قاضی نے فیصلے سے اختلاف کیا، کوئٹہ بنچ نے اپنے فیصلے کی معطلی سے متعلق چیف جسٹس کی سربراہی میں کام کرنے والے بنچ کو کالعدم قرار دے دیا۔ سپریم کورٹ میں کوئٹہ بنچ کے فیصلے کے خلاف درخواستوں کی سماعت کے دوران کمرہ عدالت میں کچھ لوگوں نے ہنگامہ کر دیا، صدر پاکستان فاروق لغاری نے وزیراعظم کو بھیجے گئے خط میں کہا کہ سپریم کورٹ پر حملے کا شرمناک واقعہ حکومت کی ناکامی کا ثبوت ہے۔ فاروق لغاری 3/ دسمبر 1997ء کو صدارت کے عہدے سے مستعفی ہو گئے، 3/ دسمبر 1997ء سپریم کورٹ کے دس ججوں پر مشتمل فل کورٹ کے فیصلے کے تحت سینئر ترین جج اجمل میاں نے قائم مقام چیف جسٹس کے اختیارات سنبھال لئے، پاکستان کی عدالتی تاریخ میں پہلی بار پاکستان سپریم کورٹ میں دو الگ الگ عدالتیں لگیں یہ دونوں عدالتیں ایک دوسرے کو معطل کر چکی تھیں۔

1992ء میں نواز شریف کے پہلے دور حکومت میں آئین میں بارہویں ترمیم لائی گئی جس کے ذریعے انسداد دہشت گردی کی خصوصی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

آئین میں تیرہویں ترمیم کا بل نواز شریف حکومت نے یکم اپریل 1997ء کو پارلیمنٹ سے منظور کر دیا اور آئین کی دفعات B(2)58 اور C(2)112 کو خارج کر دیا گیا اس سے صدر اور گورنروں کے قومی اور صوبائی اسمبلیاں توڑنے کے اختیارات ختم ہو گئے۔ آئین کی دفعہ C (2) 243 کو تبدیل کر دیا گیا اور صدر سے مسلح افواج کے سربراہوں کی تقرری کے صوابدیدی اختیارات لے لئے گئے دفعہ (1) 101 کو بھی تبدیل کر کے صدر کا گورنروں کی نامزدگی کا استحقاق ختم کر دیا گیا اور صدر کو وزیر اعظم کی ایڈوائس کا پابند کر دیا گیا۔

جولائی 1992ء میں پارلیمنٹ میں فلور کراسنگ روکنے کیلئے کی کوشش کی گئی تھی یہ بل قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر پاس کیا تھا 14ویں ترمیم عدالتوں کو کارروائی کا حق نہیں دیتی اور نہ اس بل کے تحت اٹھائے گئے قدم کے بارے میں کوئی حکم دینے کی مجاز ہے۔

28/ اگست کو قومی اسمبلی میں وزیر برائے پارلیمانی امور میاں محمد یاسین وٹو نے پندرہواں ترمیمی ایکٹ پیش کیا جس کے تحت آئین کے اس آرٹیکل میں نئی شقوں کا اضافہ ترامیم کے ذریعے تجویز کیا گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں وفاقی حکومت آئین میں دو تہائی کے بجائے سادہ اکثریت سے ترامیم کرنے کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے۔ بل میں آئین کے آرٹیکل 239 میں شق 3 کے بعد نئی شقیں تجویز کی گئی ہیں جس کا مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ نفاذ شریعت کیلئے دستور میں ترمیم کا بل دونوں ایوانوں میں سادہ اکثریت سے منظور کرایا جا سکے گا۔

ans.com

12/ اکتوبر کی لمحہ بہ لمحہ کہانی

میاں نواز شریف کے عزائم کا علم فوج کو پہلے ہی ہو چکا تھا اور جیسے ہی ان کی طرف سے لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین کو چیف آف آرمی سٹاف بنانے اور جنرل پرویز مشرف کو برطرف کرنے کی اطلاعات جاری ہوئیں فوج نے اپنا کام شروع کر دیا۔

☆......6 بجے پاک فوج کے مسلح دستے ٹین کور کی مخصوص یونٹوں سے نکل کر روانہ ہوئے اور آرمی ہاؤس کے باہر پوزیشنز سنبھال لیں۔

☆......شام 6 بجکر 10 منٹ پر فوجی جوانوں نے اسلام آباد ایئرپورٹ کے گیٹ پر پہنچ کر ایئرپورٹ کا کنٹرول سنبھال لیا جبکہ اسی طرح ریڈیو سٹیشن، ٹی اینڈ ٹی کے دفاتر اور ایکسچینج بھی ان کے کنٹرول میں آ گئے۔

☆......کراچی پہنچنے پر کراچی کے کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل مظفر حسین عثمانی نے جنرل پرویز مشرف کا استقبال کیا اور انہیں صورتحال سے آگاہ کیا۔

☆......کراچی سے جنرل پرویز مشرف اسلام آباد آئے اور فوری طور پر جنرل ہیڈ کوارٹر میں ٹین کور کے کمانڈر چیف آف جنرل سٹاف اور دیگر اعلیٰ حکام سے میٹنگ کی۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

☆...... جنرل پرویز مشرف کی ریٹائرمنٹ کی خبر سے عسکری حلقوں میں شدید غم و غصے کی لہر دوڑ گئی۔

☆...... دوسرے خصوصی بلیٹن کے فوری بعد فوج کے دستے اسلام آباد ٹیلی ویژن سٹیشن پہنچ گئے۔

☆...... فوجی دستوں نے ٹیلی ویژن سٹیشن پہنچنے کے کچھ ہی دیر بعد احکامات کے مطابق سٹیشن میں داخل ہو کر نیوز روم کا کنٹرول سنبھال لیا اور 7 بجکر 7 منٹ پر نشریات بند رہا۔

☆...... 7 بجکر 45 منٹ پر سی این این اور 7 بجکر 48 منٹ پر بی بی سی نے بریکنگ نیوز میں آرمی چیف کی ریٹائرمنٹ کی خبریں دیں۔

☆...... جنرل پرویز مشرف کا قوم سے خطاب کراچی میں ریکارڈ کیا گیا۔

☆...... فوج کی جانب سے راولپنڈی، اسلام آباد کا کنٹرول سنبھالنے کے دوران پاک آرمی کا 561 اور کینٹ کا 59 نمبر کا ایکسچینج بند کر دیا گیا۔

☆...... کراچی میں مشیر اعلیٰ غوث علی شاہ کو بھی حراست میں لے لیا گیا۔

☆...... 7 بجے سے قبل ہی فوج نے وزیر اعظم ہاؤس اور ایوان صدر کو گھیرے میں لے کر سیکورٹی سنبھال لی تھی جبکہ وہاں تعینات عملے اور دیگر ملازمین کو باہر نکال دیا۔

☆...... 7 بجکر 10 منٹ پر فوج نے I.B کے دفتر پر قبضہ کر لیا۔

☆...... 7 بجکر 45 منٹ پر پولیس باوردی سپاہیوں کو غیر مسلح کر کے وزیر اعظم ہاؤس سے لے جایا گیا۔

☆...... 8 بجکر 10 منٹ پر وزیر اعظم ہاؤس سے ایک اعلیٰ فوجی آفیسر کو لے جایا گیا۔

☆...... سابق وزیر اعظم میاں نواز شریف کو فوج نے حراست میں لے کر نامعلوم مقام پر منتقل کر دیا۔

قیام پاکستان سے 12/ اکتوبر 99ء تک

اعداد و شمار کے مطابق 1985ء سے 1999ء تک ملک پر 10 وزرائے اعظم نے حکومت کی، ان میں سے منتخب وزرائے اعظم کو کرپشن اور ملک میں امن و امان کی خراب حالت کے الزامات لگا کر سبکدوش کیا گیا۔ 15/ اگست 1947ء سے 12/ اکتوبر 1999ء تک کل 18 ہزار 906 دنوں سے 10 ہزار 607 ایام کے دوران (55 فیصد حصہ) ملک میں سول حکومتیں رہیں، جبکہ باقی عرصہ فوجی جرنیل برسر اقتدار رہے۔ س کی تفصیل یہ ہے۔ لیاقت علی خان 15/ اگست 47ء سے 16 اکتوبر 51ء تک 1523 ایام، خواجہ ناظم الدین 19/ اکتوبر 51ء سے 17/ اپریل 53ء تک 546 ایام، محمد علی بوگرہ 17/ اپریل 53ء سے 11/ اگست 55ء تک 846 ایام، چودھری محمد علی 11/ اگست 55ء سے 12 ستمبر 56ء تک 398ء ایام، حسین شہید سہروردی 12 ستمبر 56ء سے 18/ اکتوبر 57ء تک 401 ایام، ابراہیم اسماعیل چندریگر 18/ اکتوبر 57ء سے 16 دسمبر 57ء 59 ایام، ملک فیروز خان نون 16 دسمبر 57ء سے 7/ اکتوبر 58ء تک 295 ایام، جنرل محمد ایوب خان 24/ اکتوبر 58ء سے 27/ اکتوبر 58ء تک 3 ایام،

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

ذوالفقار علی بھٹو 14/ اگست 73ء سے 15 جولائی 77ء تک 1421 ایام، محمد خان جونیجو 23 مارچ 85ء سے 29 مئی 88ء تک 1164 ایام، بینظیر بھٹو 2 دسمبر 88ء سے 6 اگست 90ء تک 612 ایام، غلام مصطفےٰ جتوئی 6/ اگست 90ء سے 6 نومبر 90ء تک 92 ایام، محمد نواز شریف 6 نومبر 90ء سے 18/ اپریل 93ء تک 894 ایام، بلخ شیر مزاری 18/ اپریل 93ء سے 26 مئی 93ء تک 38 ایام، محمد نواز شریف 26 مئی 93ء سے 18 جولائی 93ء تک 53 ایام، معین قریشی 18/ جولائی 93ء سے 19/ اکتوبر 93ء تک 93 ایام، بینظیر بھٹو 19/ اکتوبر 93ء سے 5 نومبر 96ء تک 1094 ایام، ملک معراج خالد 5 نومبر 96ء سے 5 فروری 97ء تک 90 ایام، اور محمد نواز شریف 5 فروری 97ء سے 12/ اکتوبر 99ء تک 968 ایام۔

پنجاب سے تعلق رکھنے والے وزراءاعظم

1۔ چودھری محمد علی، انہوں نے کرنک سرامک پارٹی کے اشتراک سے حکومت سازی کی۔ 11/ اگست 55ء کو وزیراعظم بنے اور 12 دسمبر 56ء کو اکثریت برقرار نہ رکھنے پر مستعفی ہوگئے۔

2۔ ملک فیروز خان نون، اسمبلی کے رکن تھے، لیڈر آف دی ہاؤس ہونے کے سبب حکومت سازی کی دعوت ملی۔ انہوں نے 13 دسمبر 57ء کو حلف اٹھایا اور 8/ اکتوبر 58ء کو گورنر جنرل مارشل لاء نافذ کر کے ان کی حکومت ختم کر دی۔

3۔ نواز شریف، انتخاب میں اکثریت حاصل کر کے 6 نومبر 90ء کو وزیراعظم بنے، 93ء میں صدر اسحاق خان نے صوابدیدی اختیارات سے اسمبلی کی کابینہ توڑ دی، پھر 18 فروری 97ء میں بھاری اکثریت سے وزیراعظم بنے اور 12/ اکتوبر 99ء کو جنرل پرویز مشرف نے ان کی حکومت برطرف کر دی۔

4۔ میر بلخ شیر مزاری، 18/ اپریل 93ء کو نگران وزیراعظم مقرر ہوئے اور 25 مئی 93ء کو سپریم کورٹ کی طرف سے نواز شریف کی حکومت بحال ہونے پر فارغ ہوگئے۔

5۔ معین قریشی، 19 جولائی 93ء کو عبوری دور کیلئے وزیراعظم مقرر ہوئے انتخابات کے بعد 18/ اکتوبر 93ء کو فارغ ہوگئے۔

6۔ ملک معراج خالد، صدر فاروق لغاری نے بینظیر حکومت توڑ دی تو ملک معراج خالد 5 نومبر 96ء کو نگراں وزیراعظم مقرر ہوئے اور 17 فروری 96ء کو الیکشن ہونے پر فارغ ہوگئے۔

سندھ کے وزرائے اعظم

1۔ ذوالفقار علی بھٹو، یہ صوبہ سندھ کے پہلے وزیراعظم تھے۔ 1973ء کا آئین بنا کر 14/ اگست 1973ء کو وزیراعظم بنے۔ صدر ضیاء الحق نے الیکشن میں دھاندلی کے الزامات کی بناپر قومی اتحاد کی مہم کے نتیجے میں مارشل لاء لگا کر ان کی حکومت ختم کر دی۔

2۔ محمد خان جونیجو، ان کا تعلق بھی صوبہ سندھ سے تھا۔ صدر ضیاء الحق نے حکومت چلانے کیلئے 23 مارچ 85ء کو وزیراعظم نامزد کیا۔ پھر صدر نے 29 مئی 88ء کو ان کی حکومت سمیت قومی وصوبائی اسمبلیاں توڑ دیں۔

3۔ بے نظیر بھٹو، وہ انتخاب جیت کر 2 دسمبر 88ء کو وزیراعظم بنیں۔ صدر غلام اسحاق سے اختلافات ہوگئے تو انہوں نے کرپشن کے الزامات لگا کر 6/ اگست 90ء کو کابینہ توڑ دی۔

4۔ غلام مصطفےٰ جتوئی، نگران وزیراعظم نامزد ہوئے۔ صدر غلام اسحاق نے نئے انتخابات کرانے کیلئے 6/ اگست 90ء کو وزیراعظم مقرر کیا۔ الیکشن کے بعد منتخب ہونے والے وزیراعظم کیلئے جگہ خالی کر دی۔

.com

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

صوبہ سرحد کے وزیر اعظم

صوبہ سرحد سے تعلق رکھنے والے پہلے وزیر اعظم صدر ایوب خان مرحوم تھے۔ جنہیں جنرل سکندر مرزا نے مارشل لا لگا کر فوجی کمانڈ کی طرف سے 24 اکتوبر 58ء کو وزیر اعظم مقرر کیا تین دن بعد 27 اکتوبر 58ء کو ایوب خان نے سکندر مرزا کو معزول کر دیا اس طرح وہ 3 دن وزیر اعظم رہے۔

31/ماہ اور 25/دن

12/اکتوبر 1999ء کو جب نواز شریف حکومت برطرف کی گئی، اس وقت اسے برسر اقتدار آئے 31 ماہ سے زیادہ عرصہ گزر چکا تھا۔ 3/فروری 1997ء کو منعقد ہونے والے عام انتخابات کے نتیجے میں مسلم لیگ (ن) برسر اقتدار آئی تھی اور 17/فروری 1997ء کو نواز شریف نے وزیر اعظم کی حیثیت سے حلف اٹھایا تھا، یوں وہ 31 ماہ اور 25 دن تک برسر اقتدار رہے۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

وزیراعظم میاں نواز شریف کی برطرفی کی خبر سننے کے بعد
لوگوں کی بہت بڑی تعداد جن میں پیپلز پارٹی کے کارکن اور کئی
لیڈر شامل تھے وزیراعظم ہاؤس اور اسلام آباد ٹی وی سینٹر کے
باہر جمع ہو گئے۔ ان میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی پولیٹیکل سیکرٹری
ناہید خان، سابق سیکریٹری جنرل احمد مختار، میاں منظور احمد وٹو
بھی شامل تھے تاہم حکومتی جماعت کی کوئی شخصیت وہاں نہیں
آئی۔ ملکی و غیر ملکی ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کی بڑی تعداد اس
انتظار میں ٹی وی سینٹر کے باہر موجود رہی کہ چیف آف آرمی
اسٹاف جنرل پرویز مشرف اسلام آباد ٹی وی سینٹر پر قوم سے
خطاب کرنے آئیں گے تاہم شب بارہ بجے انہیں یہ اطلاع مل
گئی کہ خطاب کراچی سے ہو گا۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

پاکستان ٹیلی ویژن کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اتنی طویل دورانیے کی نشریات منقطع ہونے کا واقعہ ہوا۔ تقریباً تین گھنٹے تک اسلام آباد سینٹر سے ہر قسم کی نشریات بند رہیں اور سینکڑوں کارکن اور اعلیٰ حکام سینٹر کے اندر محبوس رہے۔ آرمی افسران نے اپنے ایکشن کی ابتدا میں تمام لوگوں کو یہ ہدایت کی تاحکم ثانی نہ تو کوئی شخص باہر جا سکتا ہے اور نہ ہی باہر سے اندر آ سکتا ہے اسی طرح سینٹر کے اندر سے کوئی شخص ٹیلیفون بھی استعمال نہیں کر سکتا۔ ان احکامات کی روشنی میں شام پانچ بجے سے تین بجے تک تقریباً دس گھنٹے تک تمام لوگ جن میں پروڈیوسرز، فنکار، ہنر منداور اسٹاف کے لوگوں کی بڑی تعداد کے علاوہ پی ٹی وی کے اعلیٰ حکام بھی شامل تھے۔ سینٹر کے اندر محبوس رہے جبکہ دوسری شفٹ کے لئے آنے والے نیوز ریڈر، تیکنیکی عملہ اور دیگر اسٹاف بھی تمام وقت سینٹر کے باہر کھڑا رہا۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

قائداعظم سے جنرل پرویز مشرف تک

جنرل پرویز مشرف پاکستان کے 24ویں انتظامی سربراہ ہوں گے۔ ان سے پہلے 20وزرائے اعظم، 4صدر (مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر) ہوچکے ہیں۔ نگران وزرائے اعظم سمیت 6کا تعلق صوبہ پنجاب سے 4کا صوبہ سندھ سے اور ایک کا صوبہ سرحد سے تھا جبکہ سقوط ڈھاکہ سے پہلے چھ وزرائے اعظم کا تعلق سابق مشرقی پاکستان سے تھا۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں چار بار مارشل لا لگا جس کا مجموعی دورانیہ 26سال 2ماہ اور 24دن بنتا ہے جبکہ منتخب نامزد وزرائے اعظم نے 28سال 19دن حکمرانی کی۔ ملک کا نظام چلانے کیلئے عبوری طور پر چار وزرائے اعظم نامزد ہوئے جن کا کل دورانیہ دس ماہ انیس دن بنتا ہے۔ وزرائے اعظم اور چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کی مدت اقتدار درج ذیل ہے۔

1۔ لیاقت علی خان وزیراعظم 14/اگست 1947ء تا 16/اکتوبر 1951ء 4سال 2ماہ 2دن۔

2۔ خواجہ ناظم الدین وزیراعظم 16/اکتوبر 1951ء تا 17/اپریل 1953ء ایک

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

سال چھ ماہ ایک دن۔

3۔ محمد علی بوگرہ وزیراعظم 17/ اپریل 53ء تا 11/ اگست 55ء دو سال تین ماہ 24 دن۔

4۔ چودھری محمد علی وزیراعظم 11/ اگست 55ء تا 12 ستمبر 56ء ایک سال ایک ماہ۔

5۔ حسین شہید سہروردی وزیراعظم 12 ستمبر 56ء تا 17 اکتوبر 57ء ایک سال ایک ماہ پانچ دن۔

6۔ اسماعیل ابراہیم چندریگر وزیراعظم 18/ اکتوبر 57ء تا 11 دسمبر 57ء ایک ماہ 23 دن۔

7۔ ملک فیروز خان نون وزیراعظم 13/ دسمبر 57ء تا 18 اکتوبر 58ء 9 ماہ 5 دن۔

8۔ جنرل ایوب خان وزیراعظم 24 اکتوبر 58ء تا 27 اکتوبر 58ء تین دن

9۔ جنرل ایوب خان صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر 28/ اکتوبر 58ء تا 25 مارچ 69ء 10 سال 4 ماہ 27 دن۔

10۔ جنرل یحییٰ خان صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر 25 مارچ 69ء تا 2 دسمبر 71ء دو سال 8 ماہ 25 دن۔

11۔ نورالامین وزیراعظم 2 دسمبر 71ء تا 20 دسمبر 71ء 19 دن

12۔ ذوالفقار علی بھٹو صدر اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر 20 دسمبر 71ء تا 13/ اگست 73ء ایک سال 11 ماہ 2 دن۔

13۔ ذوالفقار علی بھٹو وزیراعظم 14/ اگست 73ء تا 4 جولائی 77ء تین سال 11 ماہ 20 دن۔

14۔ جنرل ضیاء الحق چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر 5 جولائی 77ء تا 17 اگست 88ء 11 سال ایک ماہ 12 دن۔

15۔ محمد خان جونیجو وزیراعظم 23 مارچ 85ء تا 6/ اگست 90ء ایک سال 8 ماہ 4 دن۔

16۔ بینظیر بھٹو وزیراعظم 2 دسمبر 88ء تا 6/ اگست 90ء ایک سال 8 ماہ 4 دن۔

17۔ غلام مصطفیٰ جتوئی نگران وزیراعظم 6/ اگست 90ء تا 6 نومبر 90ء تین ماہ۔

18۔ محمد نواز شریف وزیراعظم 6 نومبر 90ء تا 17 اپریل 93ء دو سال چار ماہ 11 دن۔

19۔ میر بلخ شیر مزاری نگران وزیراعظم 18 اپریل 93ء تا 25 مئی 93ء ایک ماہ 7 دن۔

20۔ محمد نواز شریف وزیراعظم 23 مئی 93ء تا 18 جولائی 93ء ایک ماہ 23 دن۔

21۔ معین قریشی نگران وزیراعظم 19/ جولائی 93ء تا 18/ اکتوبر 93ء تین ماہ۔

22۔ بینظیر بھٹو وزیراعظم 19/ اکتوبر 93ء تا 4 نومبر 96ء تین سال 15 دن۔

23۔ ملک معراج خالد نگران وزیراعظم 5 نومبر 96ء تا 17 فروری 96ء تین ماہ 12 دن۔

24۔ محمد نواز شریف وزیراعظم 18 فروری 97ء تا 12/ اکتوبر 99ء دو سال 7 ماہ 12 دن۔

واضح رہے کہ نواز شریف تین بار اور محترمہ بینظیر بھٹو دو مرتبہ ملک کی وزیراعظم بنیں۔

مارشل لاء کا دورانیہ

1۔ جنرل ایوب خاں، 28/ اکتوبر 1958ء تا 25 مارچ 1969ء۔

2۔ جنرل یحییٰ خان 25 مارچ 1969ء تا 20 ستمبر 1970ء

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

3۔ ذوالفقار علی بھٹو 13/ اگست 1971ء تا 20 ستمبر 1971ء

4۔ جنرل ضیاء الحق 5 جولائی 1977ء تا 17/ اگست 1988ء

مارشل لاء کا کل دورانیہ 26 سال 2 ماہ 24 دن۔

نگران وزرائے اعظم کا دورانیہ

1۔ غلام مصطفےٰ جتوئی 16/ اگست 1990ء تا 6 نومبر 1990ء صرف تین ماہ۔

2۔ میر بلخ شیر مزاری 18/ اپریل 1993ء تا 25 مئی 1993ء ایک ماہ سات دن۔

3۔ معین قریشی 19 جولائی 1993ء تا 18/ اکتوبر 1993ء صرف تین ماہ۔

4۔ ملک معراج خالد 5 نومبر 1996ء تا 19 فروری 1996ء تین ماہ بارہ دن۔

کل دورانیہ دس ماہ انیس دن۔

یہی باتیں ہیں سننے کی

12/ اکتوبر کا دن نرم سے نرم الفاظ میں عوام کے لئے انوکھا اور پریشان کن تھا۔ اگرچہ وقت سے پہلے کوئٹہ کے کور کمانڈر کی ریٹائرمنٹ سے خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ اس کے باوجود نواز شریف کی جانب سے چیف آف آرمی سٹاف کی برطرفی سے بیشتر لوگوں کو سخت حیرت ہوئی اور یہ اضطراب طاری ہو گیا کہ اب فوج کا ردعمل کیا ہو گا۔ انتظار کی گھڑیاں زیادہ طویل ثابت نہ ہوئیں۔ اعلان کیا گیا کہ فوج نے شریف حکومت کو "برطرف" کر دیا ہے اور چیف آف دی آرمی سٹاف قوم سے خطاب کریں گے۔ اس کے بعد خطاب میں جو تاخیر ہوئی وہ ناقابل فہم تھی اور اذیت ناک بھی، کسی کو یہ معلوم نہ تھا کہ فی الواقع کیا ہو رہا ہے۔ بالآخر بدھ کی صبح جنرل پرویز مشرف قوم سے مخاطب ہوئے اور اپنی مختصر تقریر میں بتایا کہ فوج نے زمام کار اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔ جمہوریت کا ایک اور درمیانی دور اپنے انجام کو پہنچا۔

جنرل پرویز مشرف کو نہایت غیر یقینی حالات کا سامنا ہے۔ انہوں نے ابھی تک مارشل لاء کا اعلان نہیں کیا اسمبلیوں کو معطل کیا ہے۔ انہوں نے قانونی بنیادوں پر

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

منتخب حکومت کی برطرفی کا جواز تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی، غالباً اس لئے کہ قانون میں ایسی چیزوں کی کوئی بنیاد موجود نہیں۔ ضیاء الحق مرحوم کی آمریت کے خاتمے کے بعد اور منگل کے روز تبدیل ہونے والی حکومت سے پہلے تمام حکومتیں فوج کی تحریک پر نہ سہی اس کی مرضی اور تعاون سے تبدیل کی گئیں گو ان پر پردہ آٹھویں ترمیم ہی کا ڈالا گیا۔ اب اس ترمیم کی سہولت دستیاب نہیں۔ اگر مارشل لاء نہیں لگایا جاتا تو فوج کو جلد ہی کوئی ایسا فارمولا وضع کرنا پڑے گا جو سیاسی اور قانونی دونوں پہلوؤں سے قابل اعتبار اور پائیدار ہو۔ یہ اقدام صرف اندرون ملک روشن خیال اور جمہوری عناصر کو مطمئن کرنے کے لئے نہیں بلکہ طاقت کے ان مراکز کو مطمئن کرنے کے لئے بھی ضروری ہے جن کی مالی امداد پر ملک کا انحصار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ صورت حال نہایت پریشان کن ہے اور اسے یہاں تک پہنچانے کی ذمہ داری بڑی حد میاں تک نواز شریف پر عائد ہوتی ہے۔ ساری قوت اپنی ذات میں مرتکز کرنے کی خواہش عرصہ دراز سے ظاہر ہو چکی تھی جس کے سبب انہوں نے تمام جمہوری اداروں کو بے اثر بنایا اور صرف پارلیمانی حزب اختلاف ہی کو نہیں اپنی پارٹی کو بھی نظر انداز کیا۔ مسلح افواج کے معاملات میں دخل اندازی اور کارگل کے قصے کے باوجود انہیں اپنی مرضی کا تابع کرنے کی کوشش کا نتیجہ اس ابتلا کے سوا کیا نکل سکتا تھا۔ یہ بھی خیال نہ رکھا گیا کہ وہ لوگوں سے کئے گئے وعدے پورا کرنے میں ناکام رہے تھے۔ اپنی پیش رو بے نظیر بھٹو کی طرح انہوں نے بھی وزیر اعظم کی حیثیت سے دوسرے موقع کو بے وقعت بنا کر ضائع کر دیا۔ قومی معاملات کے بارے میں ان کے طرز عمل کی ناپختگی ان کی جاذبیت کے پردے میں چھپ نہ سکی۔ اس اصول کا دفاع تو کیا جا سکتا ہے کہ منتخب حکومت کو اپنی مدت پوری کرنے کا موقع ملنا چاہئے لیکن نواز شریف اور ان کے ساتھیوں کی مدافعت مشکل ہے۔

○

تازہ ترین واقعات نے ہمارے سیاسی نظام کی خرابیوں کو بھی اجاگر کیا ہے۔ حزب اختلاف جمہوریت کا دم بھرتی ہے لیکن گزشتہ چند ہفتوں سے وہ بار بار فوج سے مداخلت کی اپیل کر رہی تھی۔ منتخب حکومت کی برطرفی کے لئے چلائی جانے والی ہر عوامی تحریک کے نتیجے میں فوج نے ملک کا نظم و نسق سنبھال لیا، لیکن سیاستدانوں نے اس تجربے سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ اب بھی اپوزیشن کے بیشتر جنگجو سیاستدانوں نے فوجی اقدام کا خیر مقدم کرنے میں کسی تاخیر سے کام نہیں لیا۔ ایک جمہوری کلچر میں پارلیمنٹ یا عوامی تحریکوں کے ذریعے بھی حکومتوں کو اقتدار سے ہٹانا ممکن ہونا چاہیے۔ لیکن اس منافقت کی وجہ سے جو ہمارے رگ و پے میں سرایت کر چکی ہے، ہم ہمیشہ ایک حل کی تلاش میں جہاں پہنچتے ہیں وہاں سے قابل عمل سیاسی نظام کی مزید تلاش شروع کر دی جاتی ہے اور فی الواقع یہ طرز عمل ہمیں کئی اعتبار سے پیچھے لے جاتا ہے یہ وہ افسوس ناک حقیقت ہے جس سے جنرل مشرف کو عہدہ برآ ہونا ہے اور یہ کوئی قابل رشک ذمہ داری نہیں۔

○

پاکستان کی آزادی کے 52 سالہ دور میں چار بار فوج نے ملک کا انتظام سنبھالا۔ 1958، 1969، 1977، اور اب 1999ء میں سول حکومت کو برطرف کر کے فوج نے ملک کی کمان کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ لیکن اب تک 1999ء کے "انقلاب" کے بارے میں جو حالات و واقعات سامنے آئے ہیں، ان کے مطابق فوج کی طرف سے چوتھی بار ملک کا نظم و نسق سنبھالنے اور اس سے قبل تین فوجی انقلابات کی صورت حال بالکل مختلف ہے۔ قبل ازیں فوجی انقلاب کے موقع پر آئین منسوخ کر دیا گیا

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

اسمبلیاں توڑ دی گئیں، پورا سول نظام ختم کر دیا گیا اور عدالتی سطح تک فوج نے کاروبار زندگی سنبھال لیا۔ اگرچہ 12/ اکتوبر 1999ء کے ٹیک اوور میں آئین کی منسوخی کا کوئی اعلان سامنے نہیں آیا۔ صرف نواز شریف حکومت کے خاتمہ کا باقاعدہ اعلان کیا گیا۔

اکتوبر 1999ء کے "اقتدار سنبھالنے" کے تناظر میں قبل ازیں رونما ہونے والے فوجی انقلابات کی مختصر روداد اس طرح ہے:

پاک فوج کے پہلے پاکستانی کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان نے 7 اور 8 اکتوبر کی درمیانی شب اس وقت اقتدار سنبھال لیا جب ملک میں 1956ء کے آئین کے تحت پاکستان میں انتخابات ہونے والے تھے۔ سیاسی جماعتیں جلسے جلوسوں میں مصروف تھیں اور ملک میں سیاسی ہلا گلا جاری تھا۔ اگرچہ بعض حلقوں کا اس وقت اور آج بھی یہ خیال رہا ہے کہ جنرل ایوب خاں کی "مداخلت" روا نہ تھی۔ ملک کی سیاسی صورت حال معمول کے مطابق تھی، لیکن جنرل ایوب خاں دور اس وقت کے صدر مملکت میجر جنرل (ر) سکندر مرزا نے آئین منسوخ کر دیا اور جمہوریت کی بساط لپیٹ دی۔

7۔ 8 اکتوبر کی رات جو "انقلاب" ہوا، اس کی وجوہ میں سیاسی افراتفری کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس دور میں اور اس کے بعد بھی برملا یہ بات کہی جاتی رہی کہ انتخابات کے ضمن میں خان عبدالقیوم خان نے گجرات اور جہلم سے جو 25 (بعض اطلاعات کے مطابق 40) میل لمبا جلوس نکالا، وہ مارشل لاء کے نفاذ کا سبب بنا۔ لیکن یہ نقطہ نظر بھی رد نہیں کیا جا سکتا کہ سکندر مرزا ملک میں اپنا کلی اقتدار قائم کرنا چاہتے تھے انہوں نے ایوب خاں کو استعمال کیا لیکن جلد ہی سکندر مرزا کے عزائم جنرل ایوب خاں پر واضح ہو گئے اور انہوں نے صرف 19 دن بعد (27 اکتوبر کو) سکندر مرزا کو فارغ کر دیا اور انہیں کراچی سے کوئٹہ اور وہاں سے بیرون ملک روانہ کر دیا گیا۔ جنرل ایوب خان نے ملک کی صدارت بھی سنبھال لی، 27 اکتوبر کو "یوم انقلاب" قرار دیا اور

ایوب خاں کے دور اقتدار میں 27 اکتوبر کو قومی تعطیل کی جاتی رہی۔ اس کے بعد کابینہ کے "ایماء" پر صدر ایوب خاں نے "فیلڈ مارشل" کا عہدہ اپنے لئے مخصوص کر لیا۔

ایوب خاں نے بعد میں اپنا نظام قائم کیا۔ 1965ء میں بھارت سے جنگ لڑی، اپنے دور حکومت میں صنعتی ترقی پر توجہ دی اور عوام نے محسوس کیا کہ فیلڈ مارشل ایوب خاں مفید کام کر رہے ہیں۔ انہوں نے "بنیادی جمہوریت" کے تحت صدر اور اسمبلیوں کے بالواسطہ انتخابات کرائے، لیکن سچی بات یہ ہے کہ جنگ ستمبر 1965ء کے بعد کے حالات نے صدر ایوب خاں کی ساکھ کو نقصان پہنچایا۔

1965ء کی جنگ کے بعد پاکستان ارو بھارت کے درمیان ہونے والا "اعلان تاشقند" صدر ایوب کی عوام میں نامقبولیت کا سبب بنا اور ایوب کابینہ کے وزیر خارجہ ذوالفقار علی بھٹو نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھانے کے لئے مسلم لیگ (کنونشن) سے علیحدگی کا اعلان کر دیا، نئی سیاسی پارٹی (پیپلز پارٹی) کا سنگ بنیاد رکھا اور اعلان تاشقند کا "راز" ظاہر کرنے کے عندیہ کا اعلان کر کے عوام کو صدر ایوب خاں سے بیزار کرنے اور خود "ہیرو" بننے کی کوشش کی۔

ایوب خاں کے خلاف بیزاری بڑھتی چلی گئی اور سیاسی ایجی ٹیشن کے متشددانہ شکل اختیار کر لی۔ اس دوران صدر ایوب خاں کو شدید علالت نے آ لیا اور وہ تقریباً "بے کار" ہو گئے۔ سیاسی جماعتیں بھی مسلسل ان کی برطرفی کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ ان حالات سے فائدہ اٹھا کر جنرل یحییٰ خاں نے "فوجی انقلاب" برپا کیا۔ 1969ء میں ایسے حالات پیدا کئے کہ صدر ایوب خاں نے از خود جنرل یحییٰ خاں کو بلا کر اقتدار ان کے حوالے کر دیا، آئین کے مطابق صدر ایوب خاں کو مستعفی ہو کر قومی اسمبلی کے سپیکر کو صدارتی اختیارات سنبھالنے کا موقع فراہم کرنا چاہیے تھا، لیکن صدر ایوب خاں نے قومی اسمبلی کے سپیکر کو اختیارات سونپنے کے بجائے اپنے "حلقہ انتخاب" (فوج) کو

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

ترجیح دی۔ جنرل یحییٰ کے دور میں پاکستان کے دولخت ہونے کا اندوہناک حادثہ پیش آیا اور پاکستان دنیا کے نقشے پر "چھوٹا" ہوگیا۔ جنرل یحییٰ کو اقتدار چھوڑنا پڑا۔

1971ء کے "حادثہ" سے قبل قومی اسمبلی کے انتخابات ہو چکے تھے جن میں مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی اور مشرقی پاکستان میں شیخ مجیب الرحمن کی عوامی لیگ کو اکثریت حاصل ہوئی تھی۔ بھٹو نے "ادھر تم ادھر ہم" کا نعرہ لگا کر اس صورت حال کو مزید گھمبیر بنادیا۔ بھارت سے ایک اور جنگ ہوئی، مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ نے بھارت کو اپنی مدد کے لئے بلایا اور دسمبر 1971ء میں بھارتی فوج نے ڈھاکہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے نتیجہ میں بنگلہ دیش بنا جہاں عوامی لیگ کی حکومت قائم ہوئی اور مغربی پاکستان میں بھٹو نے اکثریتی پارٹی کے لیڈر کی حیثیت سے اقتدار پر قبضہ کر لیا اور وہ عالمی تاریخ میں پہلے "سول چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر" مقرر ہوئے۔

بھٹو کا اقتدار دس گیارہ سال قائم رہا۔ بھٹو کے خلاف بھی سیاسی تحریک چلی۔ تمام اپوزیشن پارٹیوں نے متحدہ ہو کر بھٹو کے خلاف انتخاب لڑنے کا فیصلہ کیا۔ مولانا مفتی محمود کی قیادت میں "پاکستان قومی اتحاد" (پی این اے) نے انتخابات میں حصہ لیا جو کئی سال کی تاخیر کے بعد منعقد ہو رہے تھے لیکن بھٹو صاحب نے انتخابات میں ریکارڈ دھاندلی کی۔ ان کے مخالف امیدواروں کو اغواء کر لیا گیا اور پیپلز پارٹی کے موجودہ سرکردہ رہنما خالد کھرل نے جو لاڑکانہ کے ڈپٹی کمشنر تھے، بھٹو کو "بلا مقابلہ" منتخب کرا دیا۔ قومی اسمبلی کے انتخابات میں دھاندلی اتنی واضح تھی کہ پی این اے نے صوبائی اسمبلی کے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا۔ اپوزیشن کی تحریک 4 ماہ جاری رہی جس کے دوران سرکاری تشدد سے متعدد افراد لقمہ اجل بن گئے۔ آخر جولائی 1977ء میں اس دور کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ضیاء الحق نے انقلاب برپا کیا۔ اس سے قبل رونما ہونے والے دو "انقلابات" کے برعکس جنرل ضیاء الحق نے آئین منسوخ نہ کیا بلکہ معطل کیا

اور بعد ازاں عدالت کے ایک حکم کے تحت حاصل اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس میں زبردست ترامیم کیں۔ اس آئین کے تحت منتخب ہونے والے وزیراعظم کو گرفتار کر لیا گیا اور بعد میں اس دور کے رکن قومی اسمبلی احمد رضا قصوری کے والد محمد احمد خاں قصوری کے قتل کے الزام میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

یوں ملک میں پہلے فوجی انقلاب نے 11 سالہ جمہوری دور کی بساط لپیٹ دی، دوسرے انقلاب نے ملک میں بنیادی جمہوریت کے نام پر بالواسطہ منتخب صدارتی نظام کو ختم کر دیا اور تیسرے فوجی انقلاب میں بھی نئے آئین (1973ء) کے تحت ہونے والے انتخابات میں منتخب حکومت اور جمہوری دور کو 6 سال بعد خاتمہ سے دوچار کیا۔ تاہم صدر ضیاء الحق نے اس آئین کو منسوخ نہیں کیا جواب بھی ملک کا آئین ہے۔

اب تک کی صورت حال کے مطابق چوتھا "فوجی انقلاب" (اگر اسے فوجی انقلاب کا نام دیا جاسکے) قبل ازیں رونما ہونے والے تینوں فوجی انقلابات کے بالکل مختلف ہے اپوزیشن کا ایجی ٹیشن اگرچہ جاری تھا لیکن یہ عوام کے بڑے حصے کو متحرک نہیں کر سکا۔ فوجی جرنیلوں سے نواز شریف کے "خراب تعلقات" بھی اس واقعہ کے پس منظر میں کار فرما ہے اہم کردار ادا کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔

○

پاکستان آرمی ایکٹ پارٹ ٹو کے سیکشن 20 کے تحت کسی فوجی افسر کو اس وقت ریٹائر نہیں کیا جاسکتا جب وہ بیرون ملک خدمات انجام دے رہا ہو۔ اس ایکٹ کے تحت جس افسر کو ڈسچارج یا ڈسمس کرنا مقصود ہو اور جس کے احکامات مجاز حکام نے جاری کر دیئے ہوں اسے جلد از جلد ملک میں بھجوانا ضروری ہے۔

آرمی ایکٹ کے مطابق اس کا ڈسچارج ہونے سے قبل پاکستان میں ہونا ضروری

dufans.com

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی افسر بیرون ملک موجود ہے تو اسے ریٹائر یا برخاست نہیں کیا جا سکتا۔

آرمی ایکٹ کی ایک اور دفعہ کے مطابق ڈسچارج سے مراد ریٹائرڈ یا ملازمت سے علیحدگی ہے جبکہ ڈسمس سے مراد ملازمت سے برطرفی ہے اس صدارت میں شرائط ملازمت کے تحت ملنے والی سہولتیں بھی ضبط ہو جاتی ہیں۔

ڈسچارج کی تشریح کرتے ہوئے ملازمت سے برخاستگی یا ریٹائر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جبری ریٹائر کا لفظ استعمال نہیں ہوا اس کا مطلب یہ ہوا کہ سابقہ حکومت کی طرف سے جاری کی گئی جبری ریٹائرمنٹ کی خبر آرمی ایکٹ کے مطابق نہیں تھی۔

اس ضمن میں اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ فوجی سربراہوں کے عہدے کی معیاد کو آئینی تحفظ بھی دیا گیا ہے جہاں ان کے عہدے کی معیاد مقرر ہے جس میں ابھی کافی عرصہ باقی ہے۔ اس لحاظ سے بھی جبری ریٹائرمنٹ کی بات درست نہیں ہے۔

اپریل 93ء میں جب صدر غلام اسحاق خان نے ان کی پہلی حکومت برطرف کی تھی تو اپنے صدارتی حکم میں انہوں نے حکومت برطرف کرنے کا بھی بطور خاص ذکر کیا تھا جس پر سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ آئین کے آرٹیکل 58(2)B کے تحت حکومت برطرف نہیں ہو سکتی لہٰذا اسے بحال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے میں حکومت اور قومی اسمبلی دونوں بحال کر دی تھیں تاہم ملک کی جو صورتحال تھی اس میں برطرفی ناگزیر ہو گئی تھی۔ فوج نے یہ اقدام بار بار اصلاح احوال کے مشورے دینے اور ان پر عمل نہ ہونے کے بعد اٹھایا ہے۔

میاں نواز شریف نے ایک بڑا فیصلہ 1993ء میں کیا تھا جب میاں اظہر کو پنجاب کا ایڈمنسٹریٹر اور ایمز جنسی لگانے کے آرڈر جاری کئے جس پر اسحاق خان نے عمل درآمد

رکوا دیا تھا۔ میاں نواز شریف کی طرف سے لیفٹیننٹ جنرل ضیاء الدین کو آرمی چیف بنانے کے فیصلے پر بھی عمل درآمد نہیں ہو سکا اور یہ دونوں بڑے فیصلے میاں نواز شریف کی حکومت سے علیحدگی کے بڑے اسباب بن گئے۔

کارگل کے مسئلے پر سابقہ حکومت اور فوج کے اختلافات کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ بھارت کے واویلا مچانے اور امریکہ کے بے پناہ دباؤ ڈالنے پر جب مجاہدین کی کارگل سے پسپائی کو سابقہ حکومت ناگزیر جاننے لگی تو جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ کارگل سے واپسی کا فیصلہ سیاسی ہے اور یہ فیصلہ وزیراعظم کریں گے۔ انہوں نے کہا تھا کہ فوج کارگل میں کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ بعد ازاں وزیراعظم نواز شریف خود امریکہ گئے جہاں انہوں نے امریکی صدر کلنٹن کے ساتھ ایک معاہدے پر دستخط کئے۔ معاہدے پر دستخط کے بعد ایک حلقے کی رائے تھی کہ شاید ان کی حکومت برطرف کر دی جائے گی اسی لئے میاں نواز شریف نے بھی واپسی میں عمرہ کرنے کا پروگرام بنا لیا تھا۔ انہی دنوں سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے لاہور میں متیم ممتاز دانشوروں سے ملاقاتیں کیں۔ ملاقات کرنے والوں میں کچھ مدیر اور کالم نویس بھی شامل تھے۔ ان ملاقاتوں میں دانشوروں سے کارگل کے مسئلے پر مدد طلب کی گئی جس کے بعد حکومت کے مخالفین نے بھی اس معاملے پر حکومت کی حمایت کی۔ اس دوران چند ایک تبصرے ایسے بھی شائع ہوئے جن کا فوجی حلقوں میں نوٹس لیا گیا۔ بہر کیف اس وقت سمجھا گیا کہ صورتحال بظاہر میاں نواز شریف کے کنٹرول میں ہے جبکہ یہ حکومت کی خام خیالی تھی۔

یہ بات زبان زد خاص و عام تھی کہ کارگل کے شہداء کے خون سے غداری ہوئی ہے یہاں عساکر پاکستان نے عسکری تاریخ کی عظیم ترین لڑائی لڑی اور ایسی کامیابیاں حاصل کی تھیں جنہوں نے 71ء کے سانحے کے بعد پاکستانی قوم کو پہلی مرتبہ فخر سے سربلند

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

dufans.com

کرنے کا حوصلہ عطا کیا تھا۔ افسوس یہ کامیابیاں بھی سیاست کی بھینٹ چڑھا دی گئیں۔

میاں نواز شریف کے دونوں ادوار حکومت کئی لحاظ سے ہنگامہ خیز اور متنازعہ رہے ہیں ان کے دور حکومت میں پاک بحریہ کے دو سربراہ ایڈمرل منصور الحق اور ایڈمرل فصیح بخاری ایک ایک سربراہ سے استعفیٰ لیا گیا۔

میاں نواز شریف کے گزشتہ دور حکومت میں جنرل آصف نواز کو ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ انتقال کر گئے۔ جبکہ موجودہ دور میں جنرل جہانگیر کرامت نے سیکورٹی کونسل کے مسئلے پر میاں صاحب سے اختلاف پیدا ہونے پر استعفیٰ دیا۔

فوج کے ساتھ میاں صاحب کے اختلافات نے ان کے کچھ اچھے کاموں کو بھی نظروں سے اوجھل کر دیا۔ جسے حالات کی ستم ظریفی ہی کہا جا سکتا ہے۔

قیام پاکستان کے 52 سال بعد بھی یہ سوال سیاسیات کے ہر طالب علم کو پریشان کر رہا ہے کہ کیا مستقبل میں آنے والی سول حکومتیں ان واقعات سے کچھ سبق حاصل کریں گی!

TEXT OF SPEECH

My Dear countrymen, Assalam Alaikum

You are all aware of the kind of turmoil and uncertainty that our country has gone through in recent times. Not only have all the institutions been played around with, and systematically destroyed, the economy too is in a state of collapse. We are also aware of the self-serving policies being followed, which have rocked the very foundation of the Federation of Pakistan.

The armed forces have been facing incessant public clamour, to remedy the fast declining situation from all sides of the political divide. These concerns, were always conveyed to the Prime Minister in all sincerity, keeping the interest of the country foremost. It is apparent that they were never taken in the correct spirit. My singular concern has been the well being of our country alone. This has been the sole reason that the army willingly offered its services for nation building tasks, the results of which have already been judged by you.

All my efforts and counsel to the Government it seems were to no avail. Instead they now turned their attention on the army itself. Despite all my advices they tried to interfere with the armed forces, the last remaining viable institution in which all of you take so much pride and look up to, at all times, for the stability, unity and integrity of our beloved country. Our concerns again were conveyed in no uncertain terms but the Government of Mr. Nawaz Sharif chose to ignore all these and tried to

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

politicise the army, destabilise it and tried to create dissension within its ranks.

I was in Sri Lanka on an official visit. On my way back the PIA commercial flight was not allowed to land at Karachi but was ordered to be diverted to anywhere outside Pakistan, despite acute shortage of fuel, imperiling the life of all the passengers. Thanks be to Allah, this evil design was thwarted through speedy army action.

My dear countrymen having briefly explained the background, I wish to inform you that the armed forces have moved in as a last resort, to prevent any further destabilisation. I have done so with all sincerity, loyalty and selfless devotion to the country with the armed forces firmly behind me. I do not wish to make a lengthy policy statement at this moment. I shall do that very soon. For the moment only wish to assure you that the situation in the country is perfectly calm, stable and under control. Let no outside forces think that they can take advantage of the prevailing situation.

Dear brothers and sisters, your armed forces have never and shall never let you down, Inshallah. We shall preserve the integrity and sovereignty of our country to the last drop of our blood. I request you all, to remain calm and support your armed forces in the reestablishment of order to pave the way for a prosperous future for Pakistan.

May Allah guide us on the path of truth and honour. Allah Hafiz.

Pakistan Paindabad.

BC
dufans.com

بھارتی پریس

12/ اکتوبر کے واقعات کو ہمارے ازلی دشمن بھارت نے کس طرح دیکھا؟ کیسے محسوس کیا؟

بھارت کے معتبر اخبارات کی آرا ملاحظہ فرمائیں۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

BC
dufans.com

THE HINDU

THURSDAY, OCTOBER 14, 1999.

COUP IN PAKISTAN

THE ABRUPT "DISMISSAL" of the Nawaz Sharif Government and the Chief of Army Staff, General Pervez, Musharraf's seizing of power in its stead might not have come as a real surprise given that tensions between the administration and the Army had been sharpening over the last several months. But what is a matter of deep regret and disappointment is that this coup, albeit a bloodless one, plunges Pakistan' s fragile civil society into deeper crisis, even as it has put all the hopes and aspirations for building a democratic polity on hold for the moment. It has also, in one stroke, destoryed the credibity of the Pakistani state structure at a critical time in the history of the beleaguered Pakistni people.

The tragedy of Pakistan which has haunted it since its inception, as the grim story of life under the martial law regimes of Ayub Khan, Yahya Khan and Zia-ul-Huq testified, is the failure to evolve institutional and policital processes that could acquire the necessary momentum and autonomy to form the base for a democratic state structure. The placing under house arrest of the Prime Minister, Mr. Nawaz Sharif and his colleagues, unpleasantly reminiscent of the ominous earlier episodes of martial rule, as for in stance in the case of Zulfikar Ali Bhutto, shows that the Army chief has now embarked on a brazen collision course with the political process, regardless of the damaging consequences for the health of democratic institutions within the country. General Musharraf's speech, which evoked strong memories of his dictatorial predecessors, Ayub Khan and zia-ul-Huq, laid particular stress on criticism of the Sharif administration for the "self-serving policies being followed which have rocked the very foundation fo the federation of Pakistan."

The second aspect of the treagedy now unfolding in

Pakistan is the fact that Mr. Nawaz Sharif is popularly perceived as having laid the ground for this coup as a result of his authoritarian approach to other democratic institutions. That Mr. Sharif by his actions against the judiciary the Opposition parties and the media had needlessly squandered a valuable opportunity to become a statesman leading Pakistan to a more prosperous and productive future, was painfully clear. But what is more worrying are the reports that the popular mood in Pakistani cities had become so hostile to the Sharif administration and his sense of disillusionment and cynicism manifested in widespread popular expressions of relief over the army coup. the indications certainly were that there has not been much popular disapproval of the action against an unpopular premier.

But this is again a shrotsighted response because how ever reprehensible Mr. Sharif's administration might have been, Pakistan as a civil society does not deserve to be punished by depriving it of its inalienable right to have a democratic process and hte potential for policital alternatives within that democratic structure. Placing Pakistan in the "Protective custody" of the generals cannot ultimately redeem a society in urgent need of a vision that would liberate it from the ghosts of the past and allow it to negotiate a new future in harmony with a fast modernising environment. General Musharraf has not really spelt out what will be the shape of the new dispensation but there is little doubt that it will be a structure reflecting the dictates of the generals and unlikely to enjoy much real credibitlity in realtion to the external world.

There are several pointers that are of concern at this moment, in reaggard to the fact that General Musharraf has replaced Mr. Sharif as the arbiter of Pakistan's destiny. One is that General Musharraf and some of his close colleagues are said to be zealots in relation to the "Jehad" in Afghanistan and are committed to an aggressive militarist approach to the Kashmir

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

.com

Business Standa:d

VOLUME XXV NUMBER 62

There they go again

Pakistan has just had its third military coup in 52years. It has taken a wait to point to the difference between India and Pakistan. When a service chief is sacked in India, it is the defence minister who gets the falk; in Pakistan, aś a token of their faith in the principle of collective responsibility, they simply sack the Prime Minister. But such wittcisms should not take attention away from the fact that things have indeed begun to go very wrong in India's most troublesome and meddlesome neighbour. As much was stated by General Pervez Musharraf, the army chief who has taken over, when he addressed the country over Pakistan TV. While its economy is in a shambles, its politics and polity are also in great disarray, thanks mainly to the peculiarly slippery and personalised style of governance preferred by the man who has been placed under house arrest, Nawaz Sharif. In the last two and a half years, he has managed to annoy just about every section of the populace so that few have mourned the passing of their governments. Indeed, in the last few weeks there has been a succession of Pakistan politicians in Washington, making what for any Indian politician would be the most extraordinary request: removal of a duly elected Prime Minsiter. In response, two weeks ago the US had issued a veiled warning that it would not like to see Mr Sharif toppled. But that is exactly what has happened. It is now expressing the hope that democarcy will be restored speedily. If past experience is anything to go by, that could take up to a decade.

Much will depend on the sort of man Gen. Musharraf turns out to be. He is a mojahir with a point to prove. He is also a hardliner who earned his laurels in the Special Services Group

dispute. India can therefore expect a much harder negotiating stance from the new military rulers in Islamabad. In other words, the promise embodied in the Lahore peace process and the prospect of negotiations resuming on this basis would now stand effectively nullified. Another disturbing implication of the new development in Pakistan is that it will be difficult for New Delhi and indeed the rest of the world to do business with a regime that does not have the mandate of the people. The Vajpayee Government would hav eto acknowledge that the peace process in regard to Pakistan would have to be suspended until democracy is restored in a credible fasion. the argument in favour of such a stance is not to be advanced on account of sanctimoniousness or self-righteousness, but beacuase of the very practical reason that diplomatic commitments from short-lived or unrepresentative regimes would not hold real authority and therefore cannot be trusted.

The international community and India in particular has stong stakes in the restoration of democracy in pakistan. the cynical moves by some of Pakistan's Opposition leaders, including Mr. Benazir Bhutto who have actually welcomed the army coup, should be seen for what they are --sacrificing Pakistan's long-term stakes in a democratic future for their own immediate political ends. International pressure, as reflectin for instance in the disapproval from organisations such as the Commonwealth, should force the army and its generals to retrace their steps and move quickly to limit the damage. A representative, Government must be allowed to come into office as soon as possible. Pakistan's troubled civil society can afford nothing else.

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

which set up the Taliban and which masterminded the war against the USSR is Afghanistan. He is also smarting from the wounds of the Kargil adventure, which he thinks his amry won but was lost by the pusillamimity of Nawaz Sharif when he buckled under diplomatic pressure. Moreover, he commands a force which counts religious motivation as a major plus and which has encouraged its men to look upon India as a religious foe. It is wholly possible, therefore that he has an agenda which the Us and the international financial institutions will find hard to alter. If so, India has a wholly unanticipated problem on its hands, the full dimensions of which will become clearin the coming weeks.

However, not too much needs to be read into the military implications for India in the immediate future. The crisis in Pakistan, from all accounts, is a political one and once that aspect has been settled to everyone's satisfaction, Pakistan may settle down into more predictable behaviour (which is maintaining lowgrage warfare against India). Much will depend on how much influence the Us has over Gen. Musharraf. In the past, of the three A's which ran Pakistan, the Army and America were ranged against the agents of Allah; now, the Army and tha agents of Allah may have joined hands against America. If so, all bets would have to be put off indefinitely.

Oct. 14,1999

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

The Statesman
Incorporating and directly descended from
THE FRIEND OF INDIA — Founded 1818
Printed from New Delhi, Calcutta and Siliguri
NEW DELHI 14 OCTOBER 1999 Vol. CXXXX 242

SHARIF COMES UNSTUCK

Removing Musharraf was his last card

SO Mian Nawaz Sharif struck again and came unstuck. Earlier he procured the resignations of President Leghari and Chief Justice Sajjad Ali Shah and dismissed the highly regarded army chief, General Jehangir Karamat; the last in a cynical display of power play to placate fundamentalists whose support he needed. He is a practiced performer but for once his expertise seems to have deserted him. To pick as the new army chief an officer with no troops to command is to ask for trouble; Sharif is no fool, it only indicates that he decided to draw first blood because he had no choice. The question has never been settled as to how much the Kargil operation was due to the initiative of General Pervez Musharraf, how much to the much-abused ISI and how much the Prime Minister was involved and at what stage. It must be accepted that Nawaz Sharif would have approved the plans before they were put into action and no purpose is served by apportioning blame. General Musharraf did seem to overdo things a bit, calling his Prime Minister in Washington to ask whether he had asked Clinton for what it was agreed he would ask; his required affirmation of support for Sharif's position to withdraw from Kargil suggested that he was far from happy.

Within the limits imposed by the Pakistani power props, it is possible to glean two options before the General. Either to get some politician to front for him as a caretaker government for the stipulated 90 days before another election or to scrap the pretence and take over openly. He will not have been amused by President Clinton's public warning to him, procured by Nawaz's brother, not to try any rough stuff; Americans have not yet learnt that whatever the mendacity of their puppets among military dictators, in no country will public opinion countenance such blatant interference. General Manekshaw's dismissive reply when informed that the Seventh Fleet was sailing up the Bay of Bengal to frighten India from entering the war for Bangladesh's independence, showed that it had exactly the opposite effect. The President

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

urdufans.com

should instead act more firmly in support of the World Bank president's latest warning that private and World Bank capital is shy to enter countries where they know their money will flow out again into select accounts in Switzerland — and it makes no difference whether they are held by military dictators or crooked politicians.

The flip side of the argument is that by this one gesture Sharif may have meant to restore the relations between Islamabad and Washington from the depths to which they sank after Kargil, and India would be wise to read the tea leaves accordingly. President Clinton will feel that it is now up to him to deliver; General Musharraf, in Sharif's place, will sell the idea as the furthest that Pakistan can go and he expects to be rewarded. The alternative is to go to bin Laden.

The key however is in Islamabad and the sub-continent; Sharif was unwise in banking so heavily on the move he made. For the courage he showed, however, he deserves at least two cheers.

A telling coincidence — as Pakistan enters another period of military rule, democratic India elects another government. For this relief much thanks!

THE PIONEER

THE PIONEER, Link House 2nd Floor, 3 Bahadur shah Zafar Marg, New Delhi 110002

Army strikes back

Like most military commanders who overthrew civilian governments, General Pervez Musharraf, Pakistan's Chief of Army Staff (COAS), said in his address to the nation on Wednesday that the Armed forces had taken over "as a last resort to end uncertainty and turmoil." There was both uncertainty and turmoil in Pakistan which was was facing economic collapse, besides being wracked by lawlessness, when General Musharraf struck. Prime Minister Nawaz Sharif, who has been placed under "protective custody" along with his brother, Mr Shahbaz Sharif, and Lieut-General Khwaja Ziauddin whom he had appointed COAS in General Musharraf's place, had thoroughly mismanaged the country besides turning himself into a virtual dictator. He not only sacked a President, a Chief Justice, and an Army Chief, General Jehangir Karamat, before his attempt to dismiss Gen. Musharraf recoiled on him, but also curbed democratic rights, terrorised the Press and introduced

legislation to impose Shariah law on the country. Understandably, not many in Pakistan are mourning Mr Sharif's defenestration and some have even welcomed the Army take-over. Yet General Musharraf would be wrong if he considers this as well as his easy capture of power, as indicating that he can carry on indefinitely as Pakistan's ruler. The country, which has had a taste of democracy, however imperfect, since President Zia-ul Haq's death in 1988, is unlikely to countenance military rule for long. Besides, international pressure for the restoration of democracy will increase. The US State Department spokesman, Mr James Rubin, has hoped that General Musharraf in his "upcoming policy statements will set forth clear plans for the restoration of civilian government" in the country. The British Foreign Secretary, Mr Robin Cook, has stated that Britain "will strongly condemn any unconstitutional action." While France, Germany Russia, and even Pakistan's close ally China, have expressed concern, Japan has demanded Mr Sharif's release and expressed its unhappiness about the way the military has captured power. The reaction of foreign powers is important. They control aid and Pakistan's economy, given its existing state, will collapse without it. Already, the IMF has made clear that it was not "certain" that it could send aid to Islamabad after the coup.

India's concern over the situation is understandably much greater than any other country's given Pakistan's continued proxy war against it and the fact that the chain of events that led to Tuesday's coup began with the conflict in Kargil. It was the Pakistani Army's resentment over being ordered by Mr Nawaz Sharif, who was under intense US pressure, to withdraw from the area that first led to trouble between the Prime Minister and the General. Though some consider General Musharraf as secular and pro-Western, India cannot but regard him as a hardliner in sympathy with the fundamentalist elements and the Taliban, and cannot but be uneasy at the thought of his continuing in power or calling the shots in a puppet civilian Government set up by him to deflect global criticism. It must therefore be vigilant and gear up its defence forces. Fortunately, it now has a Government with a comfortable majority which can face the challenge without being distracted by recurrent threats to its survival.

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

اس کتاب کی تیاری میں درج ذیل اخبارات اور جرائد کے علاوہ غیر ملکی الیکٹرونک ذرائع ابلاغ کی مدد بھی حاصل کی گئی۔

ہفت روزہ، ٹائم

ہفت روزہ، نیوز ویک

واشنگٹن پوسٹ

ڈیلی مرر

گارڈین

روزنامہ نوائے وقت

روزنامہ جنگ

روزنامہ پاکستان

روزنامہ خبریں

مصنف ان سب کا شکر گزار ہے۔

For more books visit :www.iqbalkalmati.blogspot.com

طارق اسمٰعیل ساگر کی تصانیف

- میں ایک جاسوس تھا
- کمانڈو
- وطن کی مٹی گواہ رہنا
- کریک ڈاؤن
- ڈرگ مافیا
- ریڈ الرٹ
- کارگل کرائسس
- فالکن کون تھا
- وادی لہو رنگ
- اے راہ حق کے شہیدو
- اسامہ بن لادن
- دہشت گرد
- انکل ٹام کا دیس
- را
- لہو کا سفر
- دھوئیں کی دیوار
- پورب کی سمت
- چناروں کے آنسو

ساگر پبلشرز 7-A لوئر مال، داتا دربار روڈ، لاہور